الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ   وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

طلباء اور علماء کرام کیلئے خصوصی تحفہ عوام الناس کیلئے بھی نہایت ہی آسان اور عام فہم تحفہ

تحفۃ الرضا
فی
احوال البرزخ والارواح

تالیف

ہومیو ڈاکٹر رضا محمد شاہ ہاشمی (فاضل عربی و درس نظامی)

مکتبہ جمالِ کرم دربار مارکیٹ لاہور

Voice: 92-42-7324948 Mobile:0321- 4300441

Email-jamalekaram@gmail.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

طلباء اور علماء کرام کیلئے خصوصی تحفہ عوام الناس کیلئے بھی نہایت ہی آسان اور عام فہم تحفہ

تحفۃ الرضاء
فی
احوال البرزخ والارواح

تالیف

ہومیو ڈاکٹر رضا محمد شاہ ہاشمی (فاضل عربی و درس نظامی)

مکتبہ جمالِ کرم دربار مارکیٹ لاہور

Voice: 92-42-7324948 Mobile:0321- 4300441

Email-jamalekaram@gmail.com

نام کتاب تحفۃ الرضاء فی احوال البرزخ والارواح

نام مولف رضا محمد شاہ ہاشمی

خصوصی تعاون جناب الحاج عبدالرؤف خان آف عیسیٰ خیل میانوالی

کمپوزنگ محمد قاسم شاہ ہاشمی

پروف ریڈنگ محمد ہارون، محمد الیاس شاہ (ایم اے اسلامیات)

ناشر قاری محمد اسحاق شاہ وانڈھی آرائیانوالی میانوالی

کاوش حافظ محمد اویس شاہ، محمد ثقلین شاہ ہاشمی

طابع مکتبہ جمال کرم داتا دربار مارکیٹ لاہور

ہدیہ

مولف کی دیگر کتب: 1۔ تحفۃ الرضاء فی میلاد مصطفیٰ 2۔ تحفۃ الرضاء فی حب المصطفیٰ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔ کراچی

شیر برادرز اُردو بازار لاہور ۔ قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

احمد بک کارپوریشن راولپنڈی ۔ مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار راولپنڈی

مکتبہ المدینہ چھوٹکی گھٹی حیدر آباد ۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز کھارادر کراچی

مکتبہ رضویہ دربار مارکیٹ لاہور

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

نحمده و نصلی و نسلم علیٰ رسوله الکریم

امابعدفاعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله

الرحمن الرحیم۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔الحمد الله رب العلمین۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یسئلونك عن الروح قل الروح من امرربی وما او تیتم من

العلم الاقلیلا ۔(بنی اسرائیل ۸۵)

(اے میرے محبوب) آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ فرما دیں کہ روح امر ربی سے ہے اور تمہیں اسکا علم نہیں دیا مگر تھوڑا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

و من و رائھم برزخ الیٰ یوم یبعثون

اوران کے آگے اس دن تک برزخ (پردہ) ہے (جس دن) وہ (قبروں سے) اٹھائے جائینگے۔

مقدمہ اول! از قلم محمد الیاس شاہ ہاشمی مسقط

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی
یہ ہے شام زندگی صبح دوام زندگی

نحمد الله رب العالمين ،الرحمن الرحيم،ملك يوم الدين الذى خلق الموت والحياة والبرزخ والا رواح والذى سيبعث كل المخلوقات يوم القيامة واليه ترجعون والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين ،رحمة للعالمين ،قائد غرا المحجلين ،شفيع المذ نبين الذى حى فى قبره بجسده الطيب،الطاهر المعطر و يشفع لنا يوم القيامة عندربه الرحيم۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی ذات کے لیے ہیں جو رحم فرمانیوالا ،مہربان اور قیامت کے دن کا مالک ہے جسنے موت وحیات، برزخ اور ارواح کو تخلیق کیا جو تمام مخلوقات کو قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے گا اور ہمیں اسی ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

بے پایاں صلوۃ وسلام ہوں انبیاء و رسولوں کے سردار عالمین کے لیے باعث رحمت، نمازیوں کے قائد، گناہ گاروں کے شفیع پر جو اپنی قبر مبارک میں اپنے جسم معطر، مطہر پاک اور طاہر کے ساتھ حیات ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔اور قیامت کے دن اپنے رب رحیم کے سامنے ہماری شفاعت فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں "انسان" اسکی کرشماتی اور حیران کن تخلیق ہے۔بلا شک یہ تخلیق

عجیب وغریب اور حیرت انگیز صلاحیتوں کی مالک ہے اور کیوں نہ ہو کہ انسان ہی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے زمین میں خلیفہ منتخب فرمایا ہے اس عظیم منصب پر فائز ہونے کے لیے انسان کو اس کا اہل بھی بنایا اور اسے وہ خصوصیات عطا فرمائیں جو کسی اور مخلوق کے حصے میں نہیں آئیں۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

(بے شک ہم نے انسان کو سب سے بہتر شکل میں بنایا) کا مصداق انسان جب مالک الملک کی اطاعت میں خود سپردگی کے مقام پر پہنچتا ہے تو

اس میں صفات الہیہ کا پرتو جھلکتا ہے۔انسان کی تخلیق روح،شکم مادر میں منتقلی،عالم دنیا میں آمد،عالم دنیا سے برزخ منتقلی اور پھر بروز قیامت جی اٹھنا۔۔۔ہر ہر مرحلہ اپنے اندر ایک پورا جہان سموئے ہوئے ہے ہر جہان دوسرے سے مختلف مگر متعلق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں فرمایا۔

کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا فاحیا کم ثم یمیتکم ثم یحیکم ثم الیہ ترجعون۔(البقرہ 28.2)

ترجمہ:تم اللہ کا انکار کیسے کر سکتے ہو کہ تم مردہ تھے (عالم ارواح) اسنے تمہیں زندہ کیا (دنیا میں آئے) وہ پھر تمہیں موت دے گا (دنیا سے جانے کے لیے) وہ پھر تمہیں زندہ کریگا (قبر میں) اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (بروز قیامت)

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے
قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

اس آیت کریمہ نے واضح کر دیا کہ ہر ذی روح انسان جو بھی دنیا میں آیا وہ قبر میں زندگی پائے گا اس میں مسلم / کافر کی تخصیص نہیں کی گئی۔ہاں زندگی میں فرق ہوگا مراتب میں درجات میں فرق ہوگا محبوب ومقرب جنت کے باغات میں زندہ ہوں گے۔کافر ومنکر و

زندیق جہنم کے گڑھوں میں عذاب میں گرفتار رہ کر زندہ ہوں گے۔ جس طرح کہ حضور ﷺ کا فرمان عالیشان ہے۔

انما القبر روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفر النار۔ (سنن الترمذی 69/2)

ترجمہ: قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہی ہے۔
قبر کی زندگی کے بارے میں چند ایک اور احادیث مبارکہ میں بڑے واضح انداز میں یوں بیان فرمایا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ۔

مر النبی ﷺ بقبرین فقال انهما یعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدهما فکان لا یستتر من البول و اما الاخر فکان یمشی بالنمیمة ثم اخذ جریدة رطبة فشقها نصفین فغرز فی کل قبر واحدة فقالوا یا رسول الله لما صنعت هذا قال لعله یخفف عنهما مالم ییبسا۔ (صحیح البخاری ۲۰۵، کتاب الوضوء)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر سے گزرے فرمایا کہ ان دو قبر والوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ گناہ کبیرہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیئے جا رہے بلکہ ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے اپنے آپ کو نہیں بچاتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا پھر آپ نے ایک تر شاخ لیکر دو ٹکڑے کر دیئے اور ہر ایک کی قبر پر رکھ دیئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا" جب تک یہ دونوں ٹکڑے خشک نہیں ہوں گے ان دونوں کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ

قال ان المیت یصیر الی القبر فیجلس الرجل الصالح فی قبره غیر فزع ولا مشغوب فیفرج له فرجة قبل النار فینظر الیها یحطم بعضها بعضا فیقال له انظر الی ماوقاك الله ثم یفرج له قبل الجنة فینظر الی زهرتها وما فیها فیقال له هذا مقعدك(سنن ابن ماجه، کتاب الزهد باب ذکر القبر والبلیٰ)

ترجمہ: حضورﷺ نے فرمایا بیشک جب مردہ قبر میں پہنچتا ہے تو وہ بندہ صالح اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے وہ گھبرایا ہوا نہ پریشان پھر دوزخ کی طرف کھڑکی کھولی جاتی ہے وہ ادھر دیکھتا ہے کہ بعض بعضوں کو کچل رہے ہیں (بہت زیادہ آگ ہے) اس سے کہا جاتا ہے کہ ادھر دیکھو جس سے اللہ نے تجھے بچالیا ہے پھر جنت کی کھڑکی کھولی جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ

قال رسول الله ﷺ اذا اقبر المیت او قال احدکم اتاه ملکان اسودان ازرقان یقال لا حدهما المنکر والاخر النکیر فیقولان ماکنت تقول فی هذا الرجل فیقول ماکان یقول هو عبد الله و رسوله اشهد لا اله الا الله وان محمدا عبده و رسوله فیقولان قد کنا نعلم انك تقول هذا ثم یفسح له فی قبره سبعون ذراعا فی سبعین ثم ینور له فیه ثم یقال له نم فیقول ارجع الی اهلی فاخبرهم فیقولان له نم

کنومة العروس الذی لایوقظه الااحب اهله الیه حتی یبعثه الله من مضجعه ذالك وان کان منافقا قال سمعت الناس یقولون قلت مثله لا ادری فیقولان قد کنا نعلم انك تقول ذالك فیقال لارض التئمی علیه فتلتئم علیه فتختلف اضلاعه فلا یزال فیها معذبا حتی یبعثه الله من مضجعه ذالك۔(سنن ترمذی ۱:۱۲۷) ابواب الجنائز باب ما جاء فی عذاب القبر

ترجمہ: حضورﷺ نے فرمایا جب میت قبر میں رکھی جاتی ہے یا تم میں سے کسی ایک کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے سیاہ رنگ نیلگوں آنکھوں والے آتے ہیں۔ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔پس وہ دونوں میت سے کہتے ہیں کہ تو اس محترم ذات (حضور اقدسﷺ) کے متعلق کیا نظریہ اور عقیدہ رکھتا تھا وہ شخص وہی بات کہتا ہے جو دنیا میں کہتا تھا کہ "وہ اللہ کے عبد خاص اور رسول ہیں۔میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمدﷺ اس کے خاص عبد اور رسول ہیں۔" پس وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ تو یہ جواب دے گا پھر اس (بندہ مومن) کی قبر میں ستر ستر ہاتھ توسیع کر دی جاتی ہے۔پھر اس میں نورانیت پیدا کر دی جاتی ہے اور اسے کہا جاتا ہے سو جا۔وہ کہتا ہے میں اپنے اہل وعیال کی طرف جاتا ہوں اور انہیں (اپنے انجام کی) کی خبر دیتا ہوں۔پس وہ فرشتے کہتے ہیں کہ دلہن کی طرح سو جاؤ جسے اپنے محبوب ترین اہل کے سوا کوئی نہیں اٹھاتا ہے (پس وہ شخص اس طرح آرام کرے گا) حتی کہ اسے اللہ (قیامت کے روز) اس کی آرام گاہ سے اٹھائے گا اور اگر منافق ہو تو فرشتوں کو جواب دیتا ہے "میں نے لوگوں کو جو کہتے سنا وہی کہہ دیا۔میں حقیقت حال سے بے خبر ہوں"۔فرشتے کہتے ہیں"

ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ تو یہ کہے گا'' پس زمین کو حکم دیا جائے گا کہ اس پر سکڑ جا۔ پس زمین اس پر یوں سکڑ جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں اور ایک دوسری میں دھنس جاتی ہیں اور اسے قبر میں ہمیشہ عذاب دیا جاتا ہے حتیٰ کہ اسے قبر سے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔

حضورﷺ کا قبر کو جنت کے باغوں میں سے باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے گڑھا فرمانا ۔صحابہ کرامؓ کو اہل قبور کے عذاب کے بارے میں بتانا صالح اور بدمردہ کا قبر میں بٹھایا جانا اور ان سے سوال جواب ہونا۔۔۔۔۔۔ سب اس حقیقت پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ کیفیات ''حیات بعد الموت'' کا لازمی تقاضا کرتی ہیں لہذا عالم برزخ ایک عالم ہے جس میں حیات جاری وساری ہے جو دنیوی حیات سے مختلف ہے۔

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا گیا۔

کمابدا کم تعودون ۔اعراف 29/7

ترجمہ: جیسے اس (اللہ تعالیٰ) نے تمہارا آغاز کیا ویسے ہی پلٹو گے۔

اس آیت کریمہ نے بالکل واضح انداز میں فلفسہ موت وحیات کو کھول کر بیان فرمادیا ہے غور فرمائیں ۔کمابداکم جس طرح اس نے تمہارا آغاز کیا۔۔۔آغاز کیسے فرمایا؟ اس کے تین مراحل تھے پہلا مرحلہ صرف روح دوسرا ماں کا پیٹ تیسرا دنیاوی جسم میں روح ڈال کر دنیا میں زندہ کیا۔ اس طرح انسان کی پہلے روح تخلیق کی گئی یعنی آغاز میں صرف روح ہی تھی پھر روح کو جسم سے متعلق کرنے کے لیے ماں کے پیٹ میں منتقل کیا گیا جو آغاز کا دوسرا مرحلہ تھا پھر دنیا میں ظاہری زندگی میں جسم وروح کے ساتھ پیدائش آغاز کا تیسرا مرحلہ تھا۔

یہاں آغاز اپنے اختتام کو پہنچنے لگا تو ''تعودون'' کے مرحلے کا آغاز ہوا اور اس کے تین مراحل ویسے ہی ''کما'' کے الفاظ کی تشریح ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

انما خلقتم للابد۔تنتقلون من دارالی دار

ترجمہ: تم ہمیشہ کے لیے تخلیق کئے گئے ہو۔ ایک جہان سے اگلے جہان کی طرف منتقل ہوتے ہو۔
یہاں ایک اشکال رفع کردوں قرآن پاک کی آیت کریمہ

وما جعلنا بشر من قبلك الخلد فان مت فهم الخلدون۔ الانبیاء 34/21

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے پہلے کسی آدمی کے لیے (دنیا میں) ہیشگی نہ بنائی تو کیا آپ انتقال فرمائیں تو یہ ہمیشہ رہیں گے؟

اور

انك میت و انهم میتون الزمر۔ 30/39

ترجمہ: بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔
یہ ہرگز فلسفہ موت وحیات کے خلاف نہیں ان کا مطلب بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کسی کو بھی ہمیشہ زندگی عطا نہیں کی۔ جو بھی ذی روح اس دنیا میں موجود ہے وہ ہمیشہ کے لیے نہیں ہے بلکہ اس دنیا سے لازمی عالم برزخ اور آخرت میں جانا ہے جہاں (هم فيها خالدون) ہمیشہ رہیں گے۔
آئندہ صفحات میں حضور قبلہ والدی سیدی وسندی استاذی ومرشدی حضرت علامہ ڈاکٹر رضا محمد شاہ ہاشمی مدظلہ العالی نے "فلسفہ موت وحیات" اور عالم برزخ وارواح کے احوال کو اپنے قلم سے ایسے مدلل جامع مختصر، عالمانہ، فاضلانہ اور عوام وخواص کی فہیمانہ انداز میں تحریر فرمایا ہے کہ ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے اس سے فیض یاب ہو سکتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے حبیب حضور نبی اکرم ﷺ کے طفیل ان کی اس مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور انہیں صحت کاملہ وعاجلہ سے نوازے تا کہ وہ اس طرح کے مزید دینی وتحقیقی کاموں کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

حضور والد محترم نے جس نا سازی طبیعت اور سخت تکلیف سے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے اس کا اندازہ خود انہیں ہے اور مشاہدہ ہم گھر والوں کو ہے۔

آمین ثم آمین

محمد الیاس شاہ ہاشمی

ایم اے عربی۔اردو۔اسلامیات۔فاضل عربی

فاضل درس نظامی

سینٹرل کوآرڈینیٹر پاکستان کالج مسقط

مصنعہ برانچ

جولائی۔2010

عرض مولف

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم امابعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله رب العلمین۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے اپنے حبیب ﷺ کے صدقے مجھے یہ کتاب لکھنے کی توفیق عطا فرمائی اللہ جل شانہ کے فضل وکرم سے اس سے قبل تین کتابیں ۔1۔رمضان شریف کے فضائل اور مسائل 2۔تحفۃ الرضاء فی میلاد مصطفیٰ 3۔تحفۃ الرضاء فی حب المصطفیٰ کے نام سے تحریر کر چکا ہوں الحمد اللہ ثم الحمد اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو خاص وعام میں پذیرائی عطا فرمائی تحفۃ الرضاء فی میلاد مصطفیٰ تین مرتبہ گیارہ گیارہ سو کی تعداد میں چھپ چکی ہے مجھ جیسے ناچیز گوشہ نشین غیر معروف آدمی کی کتاب کا تین مرتبہ چھپنا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے ہے۔

قارئین کرام میں اس وقت مریض ہوں آپ میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنے محبوب ﷺ کے طفیل صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے مجھے، میرے بچوں کو اور ہم سب کو مزید سے مزید دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے دولت ایمان سے مالا مال رکھے اور دم آخریں کلمہ شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

بیماری کے ایام میں میرے بچوں نے میری بڑی خدمت کی ہے اور کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آپس میں اتفاق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو بچے گھر ہیں جو گھر سے باہر ہیں اللہ تعالیٰ سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین ثم آمین تاہم بڑے بھائی کی بڑائی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

حضرت سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائیوں پر اس طرح ہے جس طرح باپ کا حق اولاد پر ہے۔ (بیہقی)
بیماری کے ان ایام میں میرے برادر عزیز حافظ محمد ہاشم شاہ نے فرمایا کہ جس وقت طبیعت کچھ بہتر ہو تو کسی موضوع پر نئی کتاب تحریر کرنے کی کوشش کریں میں بھی اس بارے میں کچھ سوچ رہا تھا بیماری کے ایام میں میرے لیے یہ کام کرنا انتہائی مشکل تھا تاہم اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسہ کرتے ہوئے کتاب لکھنا شروع کر دی کتاب کا آغاز کرنے سے پہلے میں اپنے بزرگان دین علماء کرام کو دینی خدمات کرنے پر نہایت ادب واحترام سے خراج عقیدت پیش کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے عبادات کے ساتھ تحریری طور پر بھی دین کی اتنی خدمت کی کہ ہمارے لئے ان کی کتابوں کو پورے طور پر پڑھنا تو درکنار ان کی گنتی کرنا بھی ممکن نہیں۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را
میری یہ کتاب یا اس سے پہلے لکھی گئی کتابیں انہی کی مرہون منت ہیں انہی کی کتابوں سے حوالہ جات ہیں اس کتاب میں ان کی کتابوں کے حوالہ جات پڑھ کر آپ کا ایمان تازہ ہوگا ان کی علمی وسعت اور دینی خدمات کا اعتراف کریں گے وہ بزرگ ترین ہستیاں صد بار قابل عزت اور احترام ہیں وہ حضرات موحد، عاشق رسول، قاطع شرک و بدعت تھے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہم کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

میرا ظرف کہاں تیری ذات کہاں میری فکر کہاں تری بات کہاں
ادنیٰ سا ایک بھکاری ہوں یہی نسبت ہے یہی ناطہ ہے۔

بہر صورت میں نے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر بھروسہ کرتے ہوئے کتاب لکھنا شروع کر دی عالم برزخ اور عالم ارواح کے موضوع پر کتاب لکھنا مناسب سمجھا تاکہ موت کی یاد تازہ رہے اور ہم آخرت کی فکر کریں کیونکہ ہم سب نے ایک دن موت کا پیالہ پینا ہے کل نفس ذائقة الموت (القرآن) ہر جی کو موت چکھنی ہے۔

حضورﷺ فرماتے ہیں اکثر واذکر کرھازم اللذات الموت۔لذتوں کو کھودینے والی موت کو بہت یاد کرو۔(الحدیث)

میں نے اپنی محدود علمی وسعت کے مطابق اس موضوع سے متعلقہ حضورﷺ کی شان اقدس کو شان رسالت کے عنوان سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیبﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے کتاب ھذا کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔(آمین)

ما ان مدحت محمدا بمقالتی ولکن مدحت مقالتی بمحمد

برادران اسلام میں نے اس موضوع کا اس لیے انتخاب کیا کہ آج ہم موت، عالم برزخ اور عالم آخرت کو بھلا چکے ہیں عالم برزخ کو صرف نام کا جہان سمجھتے ہیں حالانکہ ہم سب نے موت کا پیالہ پینا ہے موت سے عالم برزخ کا آغاز ہو جاتا ہے اور موت کے وقت سے ہی بندہ مومن کے لیے انعامات واکرامات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے حدیث پاک کی روشنی میں موت کو بندہ مومن کے لیے تحفہ قرار دیا گیا ہے بندہ مومن کا روح قبض کرنے کیلئے رحمت کے فرشتے تشریف لاتے ہیں جو آتے ہی بندہ مومن کے روح کو یہ پیغام دیتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔

(اے روح) نکل اس حال میں کہ راضی ہے تو اللہ سے اور اللہ تجھ سے راضی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رزق کی طرف اور ایسے رب کی طرف جو غضبناک نہیں ہے۔الیٰ آخرہ رواہ احمد و النسائی۔(کیا ہی خوب پیغام ہے)

پھر ملائکہ اسے جنت سے لائے ہوئے خوشبودار کفن میں داخل کر لیتے ہیں بالا آخر منکر نکیر کے سوالات وجوابات کے لیے اس کی روح کو جسم میں لوٹایا جاتا ہے منکر ونکیر کے جوابات میں کامیابی پر آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے میرے بندے نے سچ کہا اس کے لیے

جنت کا بچھونا بچھاؤ اور جنت کا لباس پہناؤ اور جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے پاس جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے پھر اس کی نگاہ پہنچنے تک اس کی قبر کو کھول دیا جاتا ہے۔ الی آخرہ (احمد)

مومن صالح کے لیے انعام واکرام کا سلسلہ موت سے ہی شروع ہو جاتا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ موت مومن کا تحفہ ہے جسکی تفصیل اگلے اوراق میں ہے۔ آئیں اس تحفہ (موت) کو ہمہ وقت یاد رکھیں اور اپنے خالق و مالک حقیقی سے تعلق حضوری استوار کریں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی خصوصی رحمت سے اور اپنے حبیب ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے کتاب ھذا کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور اپنی مخلوق کے لیے رشد و ھدایت کا سبب بنائے۔ آمین ثم آمین

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم و تب علينا انك انت التواب الرحيم

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دم آخرین کلمہ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

اللهم اجعل آخر كلا منا لا اله الا الله محمد رسول الله

اندر آن دم کز بدن جانم بری
از جہان بانور ایمانم بری
تیرے دربار میں مولا یہی ہے التجا بے بس
زبان پر ہو بوقت موت بھی کلمہ محمد ﷺ کا

دعاؤں کا طالب

ڈاکٹر رضا محمد شاہ ہاشمی

سکنہ واں ڈھی آرائیاں نوالی میانوالی

حمد باری تعالیٰ

الٰہی! حمد سے عاجز ہے یہ سارا جہاں تیرا
جہاں والوں سے کیونکر ہو سکے ذکر و بیاں تیرا

زمین و آسماں کے ذرے ذرے میں ترے جلوے
نگاہوں نے جدھر دیکھا نظر آیا نشاں تیرا

ٹھکانہ ہر جگہ تیرا سمجھتے ہیں جہاں والے
سمجھ میں آ نہیں سکتا۔ ٹھکانہ ہے کہاں تیرا

ترا محبوب پیغمبر تری عظمت سے واقف ہے
کہ سب نبیوں میں تنہا ہے وہی ایک رازداں تیرا

جہان رنگ و بو کی وسعتوں کا راز داں تو ہے
نہ کوئی ہم سفر تیرا نہ کوئی کارواں تیرا

تری ذات معلٰی آخری تعریف کے لائق
ظہوری سارا عالم روز و شب ہے نغمہ خواں تیرا

(محمد علی ظہوری)

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

شب انتظار میں سو گیا وہ مرا نصیب جگا گئے
یہ کرم ہے میرے کریم کا کہ وہ میرے خواب میں آ گئے

میں ہجوم غم کا نقیب تھا شب تار مرا نصیب تھا
میرے گھر میں چاند اتر گیا وہ جمال اپنا دکھا گئے

جو تاجدار شہاں ہوئے جو امیر بزم جہاں ہوئے
جو شہ زمین و زماں ہوئے جہاں دل گیا وہاں آ گئے

وہ مقیم غار حرا ہوئے کہ مکین عرش علیٰ ہوئے
وہ جدھر جدھر سے گزر گئے سبھی راستوں کو سجا گئے

ہمہ وقت پیش خدا کیا ' غم عاصیاں کا سوال تھا
وہ جو لب ہلے' وہ جو ہاتھ اٹھے ہمیں ہر بلا سے بچا گئے

جو زبان سے نکلا وہی ہوا' تھی مرے خدا کی یہی رضا
انہیں رب نے اپنا بنا لیا جنہیں آپ اپنا بنا گئے

بڑے اونچے ان کے نصیب تھے جو ظہوری ان کے قریب تھے
جو مرے حضور کے روبرو انہیں ان کی نعت سنا گئے

(محمد علی ظہوری)

موت کی یاد

خطبہ لولاک جن کے حق میں ہے
ان کا ہے فرمان آخر موت ہے
کار دین سے رکھ، نہ رکھ دنیا سے کام
پھر نہ سرگرداں آخر موت ہے
پیشتر مرنے سے کرنا چاہیے
موت کا سامان آخر موت ہے
حکمت و عقل و ہنر مندی میں تو
گر چہ ہے لقمان آخر موت ہے
زور و طاقت میں کوئی تجھ سا نہیں
رستم دوران آخر موت ہے
حکم خالق کے بجا لا تو تمام
دیکھ لے قرآن آخر موت ہے
رحمت حق گر تجھے درکار ہے
سب پہ کر احسان آخر موت ہے
حق کسی کا مت تلف کر ہے ستم
حق کو تو پہچان آخر موت ہے
با رہا علی تجھے سمجھا چکے
مان یا نہ مان آخر موت ہے

☆☆☆☆☆

آخرت کی یاد

آج کچھ کر لو عبادت ورنہ کل روز قیام
سامنے حق کے تمہیں ہو گی خجالت لا کلام
تندرستی ہے بڑی شئے اسکو نعمت جانئے
زندگی بھر عبادت ہے غنیمت جانئے
کر جوانی میں عبادت کاہلی اچھی نہیں
جب بڑھاپا آگیا کچھ بات بن پڑتی نہیں
جو گیا ملک عدم کو یاں نہیں آئے گا پھر
پنج روزہ زندگی کوئی نہیں پائیگا پھر
ہفت کشور کا خزانہ آج ہے یہاں جسکے ہاتھ
گورمیں جائینگے کل وہ پا برہنہ خالی ہاتھ
جاکے گورستاں میں دیکھو عجب صورت کا حال
کیسے کیسے ماہ رویاں ہو رہے ہیں پائمال
خاک میں یکبارگی یوں مل گئے زیر زمین
نام کو بھی کچھ نشان جن کا کہیں باقی نہیں
جائے عبرت ہے یہ دنیا کچھ نہیں جائے غرور
ہے یہ نادانی کہ ایسی زیست پر آئے غرور
دین و دنیا کا بھلا چاہیے اگر علمی تو اب
کر خدا کی اور محمد کی اطاعت روز و شب

☆☆☆☆☆

قصیدہ بردہ شریف

ولا تزودت قبل الموت نافلة

ولم اصل سوٰی فرض و لم اصم

ترجمہ۔ میں نے نفلی اعمال کا توشہ مرنے سے پہلے کچھ تیار نہ کیا اور فرضوں کے سوا نہ کوئی نفلی نماز ادا نہ کی اور نہ فرض روزوں کو علاوہ کوئی نفلی روزے رکھے۔

ظلمت سنة من احی الظلام الیٰ

ان اشتکت قد ماه الضر من ورم

میں نے اس نبی ﷺ کی سنت کو ترک کیا جس نے راتوں میں شب بیداری فرمائی یہاں تک قدمین مبارکین پر ورم کی تکلیف ظاہر ہوگئی۔

یا نفس لا تقنطی من زلة عظمت

ان الکبائر فی الغفر ان کاللمم

اے نفس اپنے گناہوں کے سبب جو بہت بڑے ہوگئے ہیں اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو اس لئے بخشش میں بڑے گناہ بھی چھوٹے ہو جاتے ہیں۔

لعل رحمة ربی حین یقسمها

تاتی علی حسب العصیان فی القسم

امید ہے کہ جب میرے اللہ کی رحمت تقسیم ہوگی تو موافق گناہوں کی ہوگی (جس کے گناہ بہت ہونگے اس پر رحمت بہت ہوگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ)

رب العلمین

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ باللہ
من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد اللہ رب العلمین (الفاتحہ ۱)

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے یعنی جمیع محامد و ثناء ازل سے ابد تک جہاں کہیں اور جب ان کا وجود ہے یا ہو وہ سب ذاتی حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔ (مواھب الرحمان)

ربوبیت کاملہ:۔ ہم نے اگر چہ اگلے اوراق میں عالم ارواح اور عالم برزخ کا ذکر خصوصی طور پر کرنا ہے تاہم ان ہر دو کا ذکر کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کاملہ کا ذکر کرنا بھی (اختصار سے) ضروری سمجھتا ہوں تا کہ اس بات کی وضاحت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ربوبیت کا تعلق کسی مخصوص جہان سے نہیں بلکہ وہ سارے جہانوں کا پروردگار ہے فخر العلماء مولانا امیر علی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

''اسم اللہ جامع صفات ہے لہذا کہا گیا کہ اس کلمہ سے اللہ تعالیٰ کے واسطے جمیع اسماء حسنیٰ و صفات قدسیہ کے ساتھ ثناء ہو جاتی ہے مترجم کہتا ہے کہ پھر جب جملہ صفات آ گئیں تو رب العلمین ایک صفت ہے پھر اس صفت کو علیحدہ ذکر کرنے میں کیا حکمت ہے۔

ف:۔ یہ ایک صفت خاص بندوں کی تنبیہ و ترغیب کے واسطے بیان فرمائی اگر چہ اسم اللہ میں صفت بھی شامل تھی شیخ ابن جریر نے کہا کہ الحمد للہ کے معنی یہ ہیں کہ حمد و شکر خالص اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے کہ اس کے سوائے کسی مخلوق کو یا کسی بنائے ہوئے معبود کو بالکل دخل نہیں ہے کیونکہ عالمین کی ربوبیت اسی کے واسطے ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو ان کی عزیز جان کے مثل بکثرت نعمتیں عطا فرمائیں جنکا احاطہ و شمار ممکن نہیں حتی کہ ان کو اطاعت کے واسطے اعضا دیے اور ان کی حفاظت کے واسطے دنیا میں رزق و غذا عطا فرمائی حالانکہ ان کو کوئی

استحقاق نہ تھا اور دیگر اسباب طاعت مہیا فرمائے اور باوجود اس کے کامل مزید احسان یہ کیا کہ انبیاء و رسل علیہم السلام ان کی ہدایت کے واسطے بھیجے جنکی پیروی سے دار السلام جنت میں بیمثال نعمتوں کے ساتھ دائمی مقام ہے پس اللہ تعالیٰ کے واسطے اول و آخر اس کل انعام پر حمد ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا احسان اپنے بندوں کے ساتھ ان کے وجود سے پہلے ہوتا ہے کیونکہ کسی مخلوق کو یہ استحقاق نہیں کہ وہ پیدا کیا جائے اور شک نہیں کہ ہر شخص اپنی جان کو تمام جہان کی کل نعمتوں سے عزیز جانتا ہے پس جان کی نعمت بندہ کے حق میں پہلی نعمت ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی پھر اس کے جسم و جان میں جسکو ایک مجمل نعمت سمجھتا ہے اگر غور سے دیکھو تو بیشمار تفصیلی نعمتیں ہیں حتیٰ کہ اگر منہ و زبان میں قصور ہو تو طرح طرح کی غذاؤں اور ان کے مزہ سے محروم ہو اور اگر اس کی پیدائش میں پاخانہ کا مقام نہ ہو تو سخت درد و تکلیف کے ساتھ تڑپ کر جان عزیز رائگاں کرے اسی طرح اس کے جسم میں لاکھوں رگوں کے ذریعے سے خون کی روانی اور ہر عضو کی غذا حیوانی عجیب حکمت کے ساتھ جاری ہے ورنہ اعضاء بیکار و جسم خشک ہو جائے جیسے بغیر نہروں کی زمین اور بغیر نالیوں کی کھیتیاں چوپٹ ہو جاتی ہیں اسی طرح اس خون میں آبی اختلاط اور بخارات بذریعہ بالوں کے مسام کے خارج کیا جاتا ہے کہ اگر خارج نہ ہو تو بخار وغیرہ امراض سے ہلاک ہو جائے پس ہر بال و مسام اس کے شکر گذاری کی نعمت ہے اور ہر جوڑ بند بلکہ ہر سانس کی آمد و رفت پر شکر واجب ہے لیکن اس کے اداء سے عاجزی ظاہر ہے پس بندہ مومن اپنے پروردگار رب العلمین کی بے انتہاء نعمتیں دیکھتا اور اپنی عاجزی کا اقرار کرتا ہے ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لیے آخر یہی کلمہ کہتا ہے۔ "الحمد الله رب العلیمن"

(تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ مواھب الرحمان)

رب کے معنی:۔ رب کے معنی مالک کے بھی ہیں، رب کے معنی پالنے والا، ہر ایک کو اسکی

ضرورت اور اس کے حالات کے مطابق روزی دینے والا، ہر ایک کو لحظہ بہ لحظہ درجہ بدرجہ اس کی شان کے مطابق تربیت کر کے اس کو کمال تک پہنچانے والا بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اس کے دانت نہیں ہوتے تو دودھ دیا۔

پھر وہ ایسا رب نہیں ہے کہ ہر ایک کو ایک ہی خوراک دے بلکہ وہ ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق روزی عطا فرماتا ہے ہوا میں اڑنے والے پرندوں کو دریا میں موجود مچھلی کا رزق دیکر اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرماتا ہے قادر مطلق نے ایسے پرندوں کی خلقت ایسے طریقے سے کی اسکی چونچ کو اتنا لمبا بنایا کہ وہ ہوا میں اڑتے ہوئے دریا میں موجود مچھلی کا شکار آسانی سے کر لیتا ہے۔

آنکہ با مرغ ہوا ماہی دہد

بندگان را دولت و شاہی دہد

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ربنا الذی اعطی کل شئی خلقه ثم هدی ۔ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر ایک کو خلقی ضرورت عطا فرمائی پھر اسکو ہدایت بھی دی۔

فطری ہدایت:۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہر ایک مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد فطری طور پر یہ ہدایت بھی عطا فرماتا ہے کہ یہ راستہ تیرے حالات کے مطابق ہے مثلاً ماں کے پیٹ سے بچہ ہونے کے وقت اس کے منہ میں دانت نہیں ہوتے وہ کوئی چیز کھانے اور چبانے کے قابل نہیں ہوتا وہ فطری طور پر اس بات کو سمجھتا ہے کہ میری ماں کے سینے میں میرے لئے خوراک کو رکھا ہے لھذا اماں جب بچے کو سینے سے لگاتی ہے تو بچہ فوراً دودھ چوسنا شروع کر دیتا ہے اگر بچے کو فطری طور پر یہ ہدایت نہ ہوتی تو ہم میں سے کون ہوتا جو اس کو ماں کی چھاتی سے دودھ چوسنا سکھاتا یا سکھا سکتا تھا۔

احسان عظیم:۔ یہاں یہ بات بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا بہت ہی بڑا

احسان بندہ کو وجود میں لانے کا ہے کیونکہ کسی کا بھی یہ حق اور استحقاق نہیں کہ اسکو پیدا کیا جائے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہر شخص اپنی جان کو تمام جہان کی نعمتوں سے عزیز سمجھتا ہے۔ پس جان کی نعمت بندوں کے حق میں پہلی بڑی نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے پس ہر قسم کی تعریف اور عبادت کے لیے لائق وہی ذات پاک ہے جو ہمارا خالق اور دائمی مربی ہے۔

عبادت کے لائق:۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔(اسی صفت خاص کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا)۔

یایھا الناس اعبدو اربکم الذی خلقکم و الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ (البقرۃ)

اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

انبیاء علیہ السلام کی دعوت:۔اکثر انبیاء علیہ السلام نے اسی صفت خاص (رب العلمین) کے ذکر جمیل سے لوگوں کو توحید باری تعالیٰ پر ایمان لانے اور رب تعالیٰ کی عبادت کرنے کی دعوت دی۔

1۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

و امرت ان اسلم لرب العلمین۔ (المومن)

آپ ﷺ نے فرمایا اور مجھے یہ حکم ہوا کہ میں رب العلمین کا تابع رہوں۔

2۔فانھم عدولی الارب العلمین۔ (الشعراء)

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا بے شک وہ سب (بت) میرے دشمن ہیں مگر رب العلمین۔

3۔فقولا انا رسول رب العلمین۔ (الشعراء)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ھارون علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر اس (فرعون) سے کہو ہم دونوں رب العلمین کے رسول ہیں۔

4۔انی رسول من رب العلمین ۔(الاعراف)

(حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) میں رب العلمین کا رسول ہوں۔

عالمین کی تشریح:۔عالمین عالم کی جمع ہے اور عالم ہر موجود کو کہتے ہیں جو سوائے اللہ عزوجل کے ہے پس یہاں اس کی جمع بیان کرنا باعتبار اقسام مخلوقات آسمانی وزمینی وخشکی و تری وجن وانس وغیرہ کا ہے عالم مشتق از علامت ہے جو اپنے پیدا کرنے والے پر دلالت کرے کیونکہ (ہر) عالم جو عجائبات اور حکمت سے مملو ہے۔اپنے خالق اللہ عزوجل کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق عوالم چودہ ہزار اٹھارہ ہزار ہیں علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ چالیس ہزار عالم ہیں ان سے ایک عالم دنیا مشرق سے مغرب تک ہے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عوالم کی تعداد کو سوائے عزوجل کے کوئی نہیں جانتا۔
(تفسیر مواہب الرحمان الفاتحہ)

روح کا بیان
عالم ارواح

نفس اور روح: بزرگان دین نے لکھا ہے نفس اور روح ایک حقیقت کے دو نام ہیں
قرآن پاک میں نفس کا اطلاق روح پر بھی آیا ہے۔
قرآن کریم کی روشنی میں ہے۔

1۔اخرجو ا انفسکم۔ (۹۳۔الانعام)
نکالو اپنی جانیں (اپنے جسموں سے)۔
امام عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر یوں تحریر کی ہے۔
ھاتو ا ارواحکم اخر جوھا الینا من اجساد کم۔ (تفسیر مدارك)
اپنی ارواح کو اپنے اجسام سے ہماری طرف نکال دو۔

2۔یا یتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربك راضیۃ مرضیۃ۔(الفجر)
اے جی چین پکڑنے والا! اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

3۔اللہ یتوفی الانفس حین موتھا۔ (الزمر ٤٢)
اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب ان کی موت کا وقت ہو۔
حدیث پاک کی روشنی میں۔

لیلۃ التعریس:۔لیلۃ التعریس کے موقع پر روح اور نفس ایک ہی معنی میں استعمال ہوئے ہیں تعریس کے معنی آخرات میں آرام کرنے کے لیے اترنا ہیں۔
غزوہ خیبر محرم ۷ھ میں ہوا تقریبا سترہ دن مسلمانوں نے خیبر کا محاصرہ کیا آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بڑی شاندار فتح عطا فرمائی۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ غزوہ خیبر سے لوٹے تو رات بھر چلتے رہے جب آپ ﷺ کو نیند آنے لگی تو رات کے آخری حصہ میں (آرام کرنے

) کے لیے اترے حضورﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپ رات کو (پہرہ دیکر) ہماری حفاظت کریں حضرت زید ابن اسلم کی روایت میں ہے کہ انہیں نماز کے لیے جگا دیں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جس قدر ہو سکا نماز (نوافل) پڑھتے رہے حضورﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو گئے پھر جب صبح صادق ہونا قریب ہوئی تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرق کی طرف منہ کر کے اپنی سواری سے ٹیک لگائی (ان کی نیت سونے کی نہ تھی بلکہ صبح صادق کی انتظار کرتے کرتے) ان کی بھی آنکھ لگ گئی۔

پھر حضورﷺ بیدار ہوئے اور نہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ کوئی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حتیٰ کہ (جب)انہیں دھوپ لگی تو سب سے پہلے حضورﷺ بیدار ہوئے نبی کریمﷺ گھبرا گئے اور فرمایا۔

اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ (تم نے یہ کیا کیا ہمیں نماز کے وقت جگایا کیوں نہیں)۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

اخذ بنفسی الذی اخذ بنفسك ـ

میرے نفس پر وہ چیز غالب آ گئی جو آپ کی نفس پر ہوئی۔الی آخرہ (مسلم)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضورﷺ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا۔

فقال یا یھالناس ان اللہ قبض ارواحنا

اللہ نے ہماری روحوں کو قبض کر لیا۔(ابن ماجہ)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس چیز کو نفس سے تعبیر فرمایا حضورﷺ نے اس کو روح سے تعبیر فرمایا معلوم ہوا کہ یہاں نفس کا اطلاق روح پر آیا ہے اور آتا ہے علامہ ابن قیم تحریر کرتے ہیں۔

نفس اور روح کے درمیان فرق صفات کے اعتبار سے ہے ذات کے اعتبار سے نہیں ۔(کتاب الروح)

<u>روح کے بارے میں سوال</u>:۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ یسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی وما او تیتم من العلم الا قلیلا ۔۸۵/۱۷ (اے میرے محبوب) آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ فرمادیں کہ روح امر ربی سے ہے اور تمہیں علم نہیں دیا مگر تھوڑا قریش مکہ مشورہ کے لیے جمع ہوئے اور ان میں باہم گفتگو ہوئی کہ محمد ﷺ ہم میں رہے اور کبھی ہم نے ان کو صداقت و امانت میں کمزور نہ پایا اب انہوں نے نبوت کا دعوی کر دیا ہے تو ان کی سیرت اور ان کے چال وچلن پر کوئی عیب لگانا تو ممکن نہیں یہود سے پوچھنا چاہیے کہ ایسی حالت میں کیا کیا جائے ۔اس مطلب کے لیے ایک جماعت یہود کے پاس گئی یہود نے کہا کہ ان سے تین سوال کرو اگر تینوں کا جواب نہ دیں تو وہ نبی نہیں اگر تینوں کا جواب دے دیں تب بھی وہ نبی نہیں اگر وہ دو کا جواب دیدیں اور ایک کا جواب نہ دیں تو وہ سچے رسول ہیں وہ تین سوال یہ ہیں۔

1۔اصحاب کہف کا واقعہ 2۔ذوالقرنین کا واقعہ 3۔روح کا حال

چنانچہ قریش نے حضور ﷺ سے یہ سوال کئے آپ ﷺ نے اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے واقعات تو مفصل بیان کر دیئے اور روح کا معاملہ ابہام میں رکھا جیسا کہ توریت میں مبہم رکھا گیا تھا۔تو قریش یہ سوال کر کے بڑے نادم ہوئے (کیونکہ یہود کے کہنے کے مطابق آپ ﷺ سچے رسول ثابت ہو گئے اور یقیناً آپ سچے رسول ہیں) اس میں اختلاف ہے کہ سوال حقیقت روح سے تھا اس کی مخلوقیت سے لیکن (قرآن پاک کی فصاحت اور بلاغت پہ قربان) جواب دونوں کا ہو گیا اور آیت کریمہ میں یہ بھی بتا دیا گیا کہ مخلوق کا علم علم الٰہی کے سامنے کم اور قلیل ہے (خزائن العرفان)۔

<u>قارئین کرام</u>! روح انسانی کتنی بھی ترقی اور کمال کو پہنچ جائے (کیونکہ روح کو ترقی اور کمال کے درجات بتدریج حاصل ہوتے ہیں) پھر بھی اس کی صفات محدود رہتی ہیں اور اس

کی یہ صفات ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے عطا کردہ ہوتی ہیں۔

قریش مکہ جو یہود سے مشورہ کر کے حضور ﷺ سے سوال کرنے آئے تھے اللہ تعالیٰ نے روح کے بارے میں ان کے سوال کا جواب تفصیل سے کھول کر نہیں بتایا کیونکہ ان کو اس کے سمجھنے کا حوصلہ نہیں تھا ان کی سمجھ اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر تھی قرآن پاک نے ایسے فصیح و بلیغ انداز میں اسکا جواب دیا۔ کہ ان کو مزید بولنے کی جرات نہ ہوئی قریش مکہ ان سوالوں کا جواب دینے سے اس آپ ﷺ کو لا جواب سمجھ کر آئے تھے جب اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس کا فصیحانہ جواب دیا تو سوائے شرمندگی کے ان لوگوں کو کچھ حاصل نہ ہوا جیسا کہ صاحب خزائن العرفان نے تحریر کیا ہے کہ قریش مکہ یہ سوال کر کے نادم ہوئے۔ لیکن یہی جواب (قل الروح من امر ربی) جو نہایت ہی مختصر تھا لیکن اس کی تہ میں روح کے متعلق وہ بصیرت افروز حقائق مستور ہیں جو عارف کامل کی راہ میں چراغ ہدایت کا کام دیتے ہیں۔

روح عالم امر کی چیز ہے۔ شان رسالت

روح عالم امر کی چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم وارادہ سے فائض ہوتی ہے جیسا کہ آیت کریمہ قل الروح من امر ربی سے واضح ہے۔ روح کی صفات علم وشعور وغیرہ بتدریج کمال کو پہنچتی ہیں حتی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل و کرم سے بعض ارواح ایسے بلند اور اعلیٰ و ارفع مقام پر پہنچ جاتی ہیں جہاں دوسرے ارواح کی قطعا رسائی نہیں ہو سکتی جیسے روح محمدی ﷺ پہنچی۔ جیسا کہ آیت کریمہ میں "امر" کی اضافت رب کی طرف اور "رب" کی یاء متکلم کی طرف اضافت سے واضح ہے اور علماء نے لکھا ہے کہ اس روح سے مراد روح محمدی ﷺ ہے۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

روح کی ابتداء صاحب عرش سے ہے (قل الروح من امر ربی) اور بدن انسانی کی اصل مٹی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان الفت پیدا کر دی ہے تا کہ ان میں او

امر اور تخلیق قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ (تفسیر کبیر)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عالم امر عبارت ہے موجودات سے جو حس خیال، جہت، مکان اور حیز سے خارج ہو عالم امر انتفائے کمیت کی وجہ سے مساحت اور تقدیر کے تحت نہیں آ سکتا۔ (رسالہ روح)

(عالم امر سے مراد مجردات ہیں)

تفسیر مظہری میں ہے کہ عالم امر کو اس لیے عالم امر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کسی مادہ سے نہیں بلکہ اپنے امر کن سے پیدا کیا ہے۔

ارواح مخلوق ہیں:۔ حدیث پاک میں ہے۔ الارواح جنود مجندۃ والمجندۃ لا تکون الا مخلوقہ۔ فرمایا ارواح جمع شدہ لشکر ہیں اور جمع شدہ لشکر مخلوق ہی ہوتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

قل الروح من امر ربی سالوہ ھل ھی حادثۃ فاجاب بانھا حادثۃ واقعۃ بتخلیق اللہ و تکوینہ ۔ کفار آپ سے سوال کرتے ہیں کہ روح حادث ہے یا نہ تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ روح حادث ہے اللہ کے پیدا کرنے اور تکوین سے واقع ہوا ہے (تفسیر کبیر صف ۴۳۵، ج ۵) علامہ رازی ایک مقام پر یسئلو نك عن الروح کے بارے میں فرماتے ہیں اظہر روایات میں ہے کہ ارواح سے وہ روح مراد ہے کہ جو سبب حیات ہے (تفسیر کبیر ج ۵) علامہ موصوف کی تحریر کا لب لباب یہ ہے کہ روح جوہر بسیط ہے جو اشارہ کن سے پیدا ہوا ہے اس کی تاثیر حیات نے جو بدن کو فائدہ دیا ہے یہ بھی اسی امر کن کی جھلک ہیں۔

جس طرح اکثر ماہیات اور حقائق ہم سے اوجھل ہیں اور ان کے اوجھل ہونے سے ان کی حقیقت کی نفی نہیں ہوتی تو یہاں بھی یہی معاملہ ہے اور یہی مراد ہے۔ (وما اوتیتم من العلم الاقلیلا)

جسم لطیف:۔ روح ایک جسم لطیف ہے جیسا کہ شرح الصدور میں ہے الاصح انہ جسم لطیف (شفاء الصدور) ابوالقاسم عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روح صورت کے اعتبار سے اس طرح لطیف ہے جس طرح ملئکۃ (شرح الصدور) امام عبدالملک بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ روح ایک جسم لطیف ہے جو اجسام کثیف میں اس طرح حلول کئے ہوئے ہے جس طرح سبز پتوں اور سبز لکڑی میں پانی۔

روح مدبر ہے:۔ روح جسم انسانی کی مدبر ہے جسم روح کی تحریک کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا لہذا جسم انسانی کی کوئی حرکت روح سے مخفی نہیں روح کو اس کا علم اور شعور ہوتا ہے۔

روح کے وجود کی کیفیت:۔ جسم میں روح کے وجود کی کیفیت کے بارے میں کسی کو علم نہیں ہاں البتہ ہمارے اعضاء کی حرکت اور ہمارے دماغ کا شعور جسم میں روح کے موجود ہونے کی دلیل ہے جب انسانی جسم سے رشتہ روح منقطع ہو جاتا ہے۔ اور روح قبض ہو جاتی ہے تو انسانی جسم غیر متحرک ہو کر رہ جاتا ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

تن زجان و جان زتن مستور نیست
لیک دید جاں بہ کس دستور نیست

ترجمہ۔ جسم روح سے اور اسی طرح روح سے جسم پوشیدہ تو نہیں لیکن جسم کی نگاہ سے روح کو دیکھنے کا دستور ہی نہیں ہم جانتے ہیں کہ جسم میں کوئی شئی روح سے قریب تر نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے روح کو اس طرح پوشیدہ کر رکھا ہے کہ کسی کو روح کو دیکھنا تو

درکنار اس کی کیفیت کا علم بھی نہیں۔

تخلیق ارواح:۔ حدیث پاک میں ہے (اخرجہ ابن منذۃ من حدیث عمرو بن عیینۃ مرفوعا) ان اللہ خلق ارواح العباد قبل العباد بالفی عام فما تعارف منہا ائتلف و ماتنا کر اختلف ۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے بندوں کی ارواح کو بندوں کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا جنہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا ان کی دنیا میں بھی آپس میں محبت ہوگئی اور جن روحوں کا آپس میں تعارف نہ ہوا وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے سے بیگانہ رہے اس حدیث پاک کی روشنی میں معلوم ہوا کہ روح مخلوق ہے اسلام روح کو مخلوق بتاتا ہے لہذا تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے اور دنیا کے تقریبا دیگر تمام مذاہب بھی روح کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں۔

شان رسالت:۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں اول ما خلق اللہ تعالیٰ الروح اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے روح کو پیدا فرمایا۔ (یعنی روح محمدی)

یاد رکھیں نور محمدی ﷺ کا خلقت میں اول ہونا حقیقی ہے اور باقی اشیاء مثلاً قلم، عقل اور روح وغیرہ جن کی اولیت کا ذکر احادیث مبارکہ میں آیا ہے وہ اضافی ہے۔

ملا معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں روح قلم اور عقل کی اولیت اضافی ہے یعنی مخلوقات ارواح میں اولیت روح محمدی کو مجردات میں عقل اور اجسام میں قلم کو اولیت حاصل ہے۔ (معارج النبوۃ)

عالم ارواح میں الست بربکم کا عہد

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم۔

اور جب نکالا تیرے رب نے بنی آدم کی پشت سے۔

ذ ریتهم واشهد هم علی انفسهم الست بربکم۔

انکی اولاد کو اور اقرار کرایا ان سے ان کی جانوں پر۔

قالو ابلی شهدنا رسورة اعراف ۔۱۷۲

کیا میں تمھارا رب نہیں بولے ہاں ہے ہم اقرار کرتے ہیں۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ساری اولاد آدم اکٹھی کی ۔۔۔۔۔۔پھر ان کی صورتیں بنائیں۔۔۔۔۔جیسے دنیا میں بنانی منظور تھیں۔۔۔۔۔۔۔پھر ان کو بولنے کی طاقت دی پھر ان سب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سوسب نے اقرار کیا۔کہ تو ہمارا رب ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں گواہ کرتا ہوں تم پر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو اس واسطے کہ کہیں تم کہنے لگو قیامت کے دن کہ ہم نہیں جانتے تھے۔(ترجمان القرآن)

شان رسالت اللہ تعالیٰ نے جب تمام ارواح کو اکٹھا کر کے اپنی ربوبیت کے بارے میں پوچھا تو سب سے پہلے روح محمدی ﷺ نے بلیٰ ارشاد فرمایا۔(نور العرفان)

شاہ عبد القادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے اولاد اور ان سے انکی اولاد نکالی سب سے اقرار کرایا اپنی خدائی کا پھر پشت میں داخل ہوئے اس سے مدعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رب مطلق ماننے میں ہر ایک آپ کفایت کرتا ہے باپ کی تقلید نہ چاہیے اگر باپ شرک کرے

بیٹے کو چاہیے ایمان لاوے اگر کسی کو شبہ ہو کہ وہ عہد تو یاد نہیں رہا پھر کیا حاصل تو یوں سمجھے کہ اسکا نشان ہر کسی کے دل میں ہے اور ہر زبان پر مشہور ہو رہا ہے کہ سب کا خالق اللہ ہے سارا جہان قائل ہے اور جو کوئی منکر ہے یا شرک کرتا ہے سو اپنی عقل ناقص سے پھر آپ ہی جھوٹا ہے۔(انتھیٰ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پشت آدم پر اپنا ہاتھ پھیرا ہر جان کو جسکا وہ قیامت کے دن تک پیدا کرنے والا تھا اسے نکال کر یہ عہد و پیمان لیا کہ وہ اللہ کی عبادت کرے کسی کو اسکا شریک نہ کرے پھر ان کے لیے کفیل رزق ہو کر بدستور پشت آدم میں پھیر دیا۔ سو قیامت اتنے تک قائم نہیں ہوگی جب تک میثاق کرنے والے تمام پیدا نہ ہولیں۔ انتھیٰ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ (اللہ تعالیٰ نے اس عہد کو یاد دلانے کے لیے) فرمایا کہ بیشک میں آپ بھیجونگا تمہاری طرف رسول اپنے کو یاد دلا دینگے تمکو قول واقرار میرا اور اتارونگا تمہاری طرف (بواسطہ انبیاء علیہ السلام) کتابیں۔ انتھیٰ (ترجمان القرآن)

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس قول واقرار کو یاد دلانے کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور تقریباً ایک سو چار کتابیں (صحائف وغیرہ) نازل فرمائیں اللہ رب العزت نے یہ سب کچھ اتمام حجت کے لیے کیا تا کہ قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم تو اس عہد و پیمان سے غافل رہے کیونکہ ہمیں تو اسکا علم نہیں تھا۔

<u>بزرگ ہستیاں</u>:۔ الست بربکم کے عہد کو یاد رکھنے والی چند بزرگ ہستیوں کے نام۔

<u>حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ</u>:۔ مولائے علی کرم اللہ وجھہ ارشاد فرماتے ہیں مجھے وہ عہد جو میرے رب نے لیا تھا یاد ہے۔

<u>حضرت سھل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ</u>:۔ فرماتے ہیں کہ مجھے وہ عہد جو

میرے رب نے مجھ سے لیا تھا یاد ہے۔(ترجمان القرآن)

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ:۔حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا نام ثوبان بن ابراہیم ہے ۲۴۵ھ میں وفات پائی نماز جنازہ پر اس قدر لوگوں کی کثرت تھی کہ وہاں موجود پل ٹوٹ جانے کا خوف ہو گیا تھا اور سبز پرندوں نے آپ کے تابوت پر سایہ کر لیا تھا (مواھب) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے آپ سے سوال کیا گیا۔ کیا آپ کو یہ عہد الست بربکم یاد ہے آپ نے فرمایا گویا وہ کانوں میں آج بھی گونج رہا ہے بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ تو کل کی بات ہے ۔(بیان القرآن)

حضرت شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ:۔اسی طرح حضرت شیخ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے (وہ بھی فرماتے ہیں کہ مجھے بھی وہ عہد الست بربکم اچھی طرح سے یاد ہے) سبحان اللہ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ قواعد کشفیہ فی الصفات الالھیہ میں ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب عہد و میثاق باطن حجر اسود میں امانت ہے۔(ترجمان القرآن)

روح کے لیے موت نہیں:۔روح کے لیے موت نہیں کیونکہ روح محل موت نہیں موت اور حیات دونوں جسد عنصری کی صفتیں ہیں روح بدن میں داخل ہونے سے پہلے بھی زندہ تھی اور بدن سے نکلنے کے بعد بھی زندہ رہتی ہے۔

روح کی بقاء دلائل کی روشنی میں:۔قرآن کریم میں ہے۔

اخر جو اانفسکم الیوم تجزون عذاب الھون۔(الانعام)

ترجمہ نکالو اپنی جانیں آج تمہیں خواری کا عذاب دیا جائیگا۔

امام عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر یوں بیان کی ہے۔

هاتو اارواحكم اخرجوها الينا من اجسادكم۔ (تفسیر مدارک)

یعنی اپنی ارواح کو اپنے اجسام سے ہماری طرف نکال دو۔

معلوم ہوا کہ ارواح کو اجسام سے زندہ نکالا جاتا ہے ان پر موت طاری نہیں ہوتی بندہ مومن کو موت کے وقت یوں پیار بھرا خطاب ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يايتها النفس المطمئنة ارجعى الى ربك راضية مرضية۔ (الفجر)

اے جی چین پکڑنے والا اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر خزائن العرفان میں تحریر کرتے ہیں یہ مومن سے موت کے وقت کہا جائے گا جب دنیا سے اس کے سفر کرنے کا وقت آئے گا۔

<u>حدیث پاک</u>:۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ (موت کی وجہ سے) ان کی آنکھیں کھلی رہ گئیں تھی حضور ﷺ نے انہیں بند کر دیا پھر فرمایا کہ جب روح قبض کی جاتی ہے تو نگاہ اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والوں سے لوگ فریاد کرنے لگے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے آپ پر بجز نیکی کے دعا نہ کرو کیونکہ فرشتے تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں۔ (مسلم شریف)

حضرت عبدالرحمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوائے اس کے نہیں مومن کی روح پرندہ کے شکل میں ہوتی ہے۔ جنت کا میوہ کھاتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جس روز اسے اٹھائے گا اس کے بدن میں پھر

لائیگا۔(نسائی، بیہقی)

روح بدن سے علیحدہ ہو جاتی ہے مرتی نہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

ملاء الاعلیٰ۔ انسانوں میں سے بزرگ لوگوں کی روحوں کو بھی ان میں شامل ہونے کا موقع ملتا ہے اور وہ بھی ان فرشتوں کے کاموں میں شریک ہو جاتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا یتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضية مرضية،فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔

(یعنی اے اطمینان والی روح! تو راضی اور خوش ہو کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو پھر میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میرے بہشت میں آجا)۔

(اس آیت میں "میرے بندوں میں داخل ہو جا میں جو اشارہ ہے وہ انہی بندوں کی طرف ہے جو حظیرۃ القدس اور ملاء اعلیٰ میں داخل ہو جاتے ہیں)۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے جعفر ابن ابی طالب (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی) کو دیکھا کہ (فرشتہ بن کر) دوسرے فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑا پھرتا ہے اس وقت اس کے دو پر تھے۔(حجۃ البالغۃ)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں اہل مذاہب مسلمان وغیرہ مسلمان اس بات کی طرف گئے ہیں کہ بدن کی موت کے بعد روح باقی رہتی ہے۔(شرح الصدور)

شیخ الاسلام علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بدن کی موت کے بعد روح باقی رہتی ہے اور متصف بعلم ہوتی ہے (شفاء السقام) علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس پر اتفاق کا ذکر کیا ہے۔ابن حزم ظاہری نے یوں لکھا ہے۔

كيف تكفرون بالله و كنتم امواتا فاحياكم ثم يميتكم ثم يحييكم ۔

تم کس طرح منکر ہو اللہ سے اور تھے تم مردے پھر اس نے تم کو جلایا پھر تم کو مارتا ہے پھر تم کو جلا دے گا۔
پس ثابت ہوا کہ حیات مذکورہ صرف بدن کا روح سے ملانا ہے اور وہ روح کا اس میں پھونکا جانا ہے اور موت مذکورہ فقط بدن اور روح میں جدائی کا نام ہے اور روح کی موت یہ نہیں جیسا کہ جاہل اور بے دین لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ بالکل معدوم ہو جاتی ہے بلکہ وہ موجود و قائم ہے جیسا کہ موت سے پہلے اور حیات اولیٰ سے پہلے تھی اور نہ روح کی موت یہ ہے کہ اس کی حس اور اسکا علم جاتا رہتا ہے۔ بلکہ موت کے بعد اسکا ادراک پہلے سے زیادہ صحیح اور اسکا علم پہلے سے زیادہ کامل ہوتا ہے اور اسکی حیات جو حس و حرکت ارادیہ ہے وہ بدستور پہلے سے اکمل حالت میں باقی رہتی ہے۔

علامہ شہاب الدین محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

ترجمہ۔ حق بات یہ ہے کہ روح کی موت بس بدن سے جدا ہونا ہے اس جدائی کا نام موت ہے اگر یہ خیال ہو کہ روح معدوم یا نیست و نابود ہو جاتی ہے تو ایسی موت روح کے لیے نہیں بلکہ روح ہمیشہ باقی رہتی ہے۔ (روح المعانی)

علامہ ابن قیم کتاب الروح میں تحریر کرتے ہیں

ترجمہ۔ اور درست یوں ہے کہ کہا جائے کہ روحوں کی موت ان کا بدنوں سے جدا ہو جانا اور نکل جانا ہے پس اگر روحوں کی موت سے اتنا ہی مراد ہو تو وہ موت کے چکھنے والی ہیں اور اگر یہ مراد ہو کہ وہ معدوم و نیست اور عدم محض ہو جاتی ہیں تو ایسی موت روحوں کو نہیں بلکہ مرنے کے بعد روح باقی رہتی ہے آسائش میں یا عذاب میں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے بدن میں پھر ڈالے گا۔ (کتاب الروح ص ۵۲-۵۳)

قرآن پاک کی دیگر آیات اور احادیث رسول ﷺ جو روح کے تصرف تنعیم و تعذیب پر

دلالت کرتی ہیں وہ سب روح کی بقا پر بھی دلالت کرتی ہیں۔

صحابی رسول ﷺ کا مزار مقدسہ سے فیض:۔حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یزیدی لشکر کے مدینہ طیبہ پر حملے کے ایام میں میرے سوا مسجد نبوی میں کوئی نہیں تھا نماز کا کوئی بھی وقت نہیں آتا تھا مگر حضور ﷺ کی قبر انور سے اذان اور اقامت کی آواز سنتا تھا پھر میں نماز پڑھتا تھا۔(ابونعیم)

روح سے فیض:۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں اگر شیخ زندہ ہے تو سامنے بیٹھے اگر فوت شدہ ہو تو قبر کی طرف منہ کر کے کعبہ شریف کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ جائے خالی الذہن ہو کر بیٹھے پھر دیکھے کہ روح کی طرف سے کس طرح فیض آتا ہے۔

آگے چل کر تحریر کرتے ہیں۔"جب قبرستان میں داخل ہو تو سورۃ انا فتحنالك دو رکعتوں میں پڑھ کر کعبہ کی طرف پیٹھ کر کے میت کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے اور گیارہ مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر قبر کے قریب ہو جائے اور یا روح الروح کہہ کر اسکی ضرب قلب (دل) پر لگائے حتی کہ سینہ میں انشراح پیدا ہو جائے پھر انتظار کرے کہ روح کی طرف سے سالک کے دل پر کیا کچھ فیض آتا ہے"۔(القول الجمیل)

حضرت فقیر نور محمد رحمۃ اللہ علیہ سروری کلاچوی دعوت قبور کا طریقہ لکھتے ہیں کہ رات کو کسی بزرگ، ولی کامل یا شہید یا غوث و قطب کی قبر پر جاوے اور روحانی اہل قبر پر مسنون طریقے سے سلام کہے اس کے بعد اہل قبر کے حق میں فاتحہ درود پڑھے۔اس کی ترتیب یہ ہے کہ اول درود شریف پھر فاتحہ شریف یعنی الحمد شریف اور پھر درود شریف ایک ایک بار پڑھے اس کے بعد اخلاص یعنی قل شریف تین بار پڑھ کر اس کا ثواب روحانی کو بخشے۔اس کے بعد قبر کے اردگرد اذان یعنی بانگ پڑھے۔جس طرح نماز کی بانگ پڑھی جاتی ہے اور قبر کے سرہانے قبلہ کی طرف پھرتا ہوا بانگ پڑھے اور پھر سرہانے آکر بانگ ختم کرے۔بعدہ روحانی کو

مخاطب کر کے کہے۔یا عبد اللہ قم باذن اللہ امد دنی فی سبیل اللہ ۔یعنی روحانی فوراً حاضر ہو جائے اس کے حاضر ہونے کی علامت یہ ہے کہ قبر میں جنبش پیدا ہو گی اور وہ ہلتی ہوئی معلوم ہو گی۔اور اس سے رعب وجلال ٹپکے کا اور اس کے دیکھنے سے دہشت آنے لگے گی۔صاحب دعوت قرآن پاک (سورۃ یسین ،سورۃ ملک یا سورۃ مزمل) کی تلاوت کرے پھر مراقبہ کر کے روحانی کی طرف متوجہ ہو روحانی فوراً حاضر ہو کر بشارت دیگا۔(عرفان ج دوم)

روحانی ارتقاء

کے

منازل

روحانی ارتقاء:۔فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل کی ادائیگی سے بندہ کو اللہ تعالیٰ کا قرب اور مشیت ایزدی سے ایسا روحانی ارتقاء نصیب ہوتا ہے کہ اس کے اعضاء حدیث پاک کی روشنی میں صفات الٰہیہ کے مظہر بن جاتے ہیں۔

حدیث پاک:۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص میرے ولی کو تکلیف دے میں اس کے لیے اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ میرا قرب حاصل نہیں کرتا۔(مگر) اس چیز سے جو مجھے بہت محبوب ہے اس سے جو میں نے اس پر فرض کیا میرا بندہ ہمیشہ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا دوست بنالیتا ہوں پھر میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اسکا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اسکا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔اگر یہ بندہ مجھ سے سوال کرتا ہے۔تو میں اسکو دیتا ہوں اگر میرے ساتھ پناہ مانگتا ہے تو میں پناہ دیتا ہوں۔الی آخرہ (بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے میرا کوئی بندہ میرے نزدیک فرائض کی ادائیگی سے زیادہ محبوب چیز سے میرے قریب نہیں آتا۔اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے میرے قریب آتا رہتا ہے۔تا آنکہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جس سے میں محبت کروں میں اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور مؤید بن جاتا ہوں۔(طبرانی)

ایک حدیث پاک میں ہے کہ میرا قرب حاصل کرنے والے کسی بات سے بھی اس قدر قرب حاصل نہیں کر سکتے جس قدر وہ فرضوں کے ادا کرنے سے حاصل کر سکتے ہیں بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہو جاتا ہے۔تا آنکہ وہ مجھ سے محبت کرنے لگ جاتا ہے اور میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان اور آنکھیں ہو جاتا ہوں لہذا وہ (فبی یبصر و بی یسمع) میرے ہی ذریعے وہ دیکھتا

ہے اور سنتا ہے۔

قارئین کرام! ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو محبوب بنا لیتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں اس کی سمع ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور بصر ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے الی آخرہ بندہ مومن کو یہ مرتبہ محبوب ہونے کے بعد ملتا ہے برے کاموں سے بچنا اور تقوی پرہیزگاری کا اختیار کرنا تو محبوبیت سے پہلے ہونا لازمی ہے اور دائمی بھی ہے یاد رکھیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

ان اللہ لایحب الفسقین۔

ترجمہ۔ اللہ فاسقوں کو اپنا محبوب نہیں بناتے۔

اللہ تعالیٰ کا محبوب ہونا یہ مرتبہ ادائیگی فرائض اور قرب نوافل اور محبوبیت کا ثمرہ ہے۔

علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی وضاحت یوں فرماتے ہیں۔

وکذالک العبد اذا واظب علی الطاعات بلغ المقام الذی یقول اللہ تعالیٰ کنت لہ سمعا و بصرا فاذا صار نور جلال اللہ سمعا لہ سمع القریب والبعید و اذا صار ذالک النور بصر الہ رای القریب والبعید واذا صار ذلک النور ید الہ قدر علی الصرف فی الصعب والسھل والقریب والبعید۔ (تفسیر کبیر جلد ۵ صف ۶۸۸ مصری)

ترجمہ: اور اسی طرح جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کنت لہ سمعا و بصرا فرمایا ہے جب اللہ کے

جلال کا نور اسکی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آوازوں کو سننے لگ جاتا ہے اور جب یہی نور اسکی بصر ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھنے لگ جاتا ہے اور جب یہی نور جلال اسکا ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ مشکل و آسانی میں دور اور قریب تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

قارئین کرام:۔ یہ شان تو آقا علیہ السلام کے غلاموں یعنی اولیاء اللہ کی ہے خود آقا علیہ السلام صاحب لولاک کی شان و عظمت کیا ہو گی جبکہ آپ تو مظہر ذات و صفات اور حبیب اللہ ہیں۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہو گا

شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ جل شانہ کی مخلوق میں آپ ﷺ ہر پہلو میں بے مثل اور بے مثال ہیں جیسا کہ آپ ﷺ کے ارشاد گرامی ایکم مثلی سے واضح ہے روحانیت میں بھی آپ ﷺ کا کوئی مثل نہیں آپ ﷺ فرماتے ہیں۔لی وقت لایسعنی غیر ربی عزوجل۔ (کشف الخفاء)

مجھ پر ایک خاص وقت ایسا آتا ہے۔ جسمیں میرے رب کے سوا کوئی دوسرا اسمیں سما نہیں سکتا پھر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ ﷺ کو معراج شریف کی رات میں اپنی رؤیت سے بھی سرفراز فرمایا جو آپ ﷺ کا انفرادی مقام ہے۔

محبوب کی مدحت میں ہے تاب سخن کس کو

سب اہل سخن میں نے حیرت میں کھڑے دیکھے

رؤیت باری تعالیٰ:۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے رب کو احسن صورت میں دیکھا۔ (مشکوۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ بلاشبہ حضورﷺ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ایک بار سر کی آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔(طبرانی ،خصائص الکبریٰ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ نبی کریمﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ۔(زرقانی)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک جماعت سے نقل فرماتے ہیں کہ نبی کریمﷺ نے اپنی سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ جل شانہ کو دیکھا۔(شفاء شریف)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کرام کے نزدیک ترجیح اسی بات کو ہے کہ نبی کریمﷺ نے معراج شریف کی رات میں اپنے رب کریم کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔(زرقانی)

نوٹ:۔طوالت سے بچتے ہوئے انہی حوالہ جات پر اکتفا کرتا ہوں اور آخر میں یہ ضروری گزارش بھی کرتا ہوں کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ **لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار** میں ادراک یعنی احاطہ کی نفی ہے رؤیت کی نفی نہیں۔

امتیازی شان:۔قارئین کرام عالم دنیا میں رؤیت باری تعالیٰ کے حصول کا اعزاز صرف اور صرف آپﷺ کو نصیب ہوا اس میں آپﷺ کا کوئی دوسرا شریک نہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو خلت سے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے اور سید عالم محمدﷺ کو اپنے دیدار سے امتیاز بخشا۔(خزائن العرفان)

دیدارالٰہی کی خواہش

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کوہ طور پر ابتدائی حاضری کا ذکر جمیل:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بڑی میعاد یعنی آٹھ سال کی بجائے دس سال حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت کی اس دوران حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی سے آپ کی شادی بھی ہو چکی تھی دس سال مکمل ہونے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے والدہ ماجدہ سے ملنے کے لیے حضرت شعیب علیہ السلام سے اجازت مانگی آپ نے اجازت عطا فرمائی۔اور بیوی کو ساتھ لے جانے کی اجازت بھی دی بکریوں کا ایک گلہ اور کچھ زاد سفر بھی ساتھ دیا چنانچہ آپ مدین سے مصر جانے کے لیے روانہ ہوئے سڑک کا راستہ چھوڑ کر جنگل سے جانے کا راستہ اختیار کیا اللہ تعالیٰ کا کرنا یوں ہوا کہ راستہ بھول گئے پانچ دن متواتر چلنے کے بعد وادی سینا میں پہنچے سردی کے ایام تھے آگ موجود نہ تھی چقماق مارنے سے بھی آگ نہ نکلی آدھی رات کے قریب آپ نے طور سینا پر آگ کا شعلہ بلند ہوتے دیکھا وہ آگ نہیں تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کا نور جلال تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھر والوں سے یہ کہا کہ تم یہیں ٹھہرو شاید میں آگ کا کوئی شعلہ لے آؤں یا وہاں مجھے کوئی آدمی مل جائے جس سے راستہ معلوم کر سکوں۔

اس پاک میدان میں پہنچ کر آپ نے عجیب نظارہ دیکھا کہ ایک سرسبز شاداب درخت جو اوپر سے نیچے تک نہایت روشن تھا آگ جس قدر زور سے بھڑکتی درخت اسی قدر زیادہ سرسبز ہو کر لہلہاتا۔آگ میں نہ تو دھواں تھا اور نہ اس کی حدت سے درخت پر کوئی اثر ہو رہا تھا۔

آپ درخت سے نزدیک ہوتے درخت اتنا دور ہو جاتا جب آپ ٹھہر جاتے درخت قریب ہو جاتا آخر من جانب اللہ آواز آئی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

نودی یموسی انی انا ربك فاخلع نعليك انك

بالوادالمقدس طوی و انا اخترتك فاستمع لمایوحی ۔(

سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۱۔۱۲۔۱۳)

ترجمہ: ندا فرمائی گئی کہ اے موسیٰ میں بے شک تیرا رب ہوں سو اتار ڈال اپنی جوتیاں بے شک تو پاک میدان طویٰ میں ہے اور میں نے تجھے پسند کیا اب کان لگا کر سن تو تجھے وحی ہوتی ہے۔

خزائن العرفان میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سرسبز درخت میں آگ دیکھی تو جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قدرت نہیں اور اس کلام کا اللہ تعالیٰ ہی متکلم ہے یہ بھی منقول ہے کہ یہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صرف گوش مبارک سے ہی نہیں بلکہ جسم اقدس کے ہر جزو سے سنا اور قوت سامعہ ایسی عام ہوئی کہ تمام جسم اقدس کان بن گیا۔(خزائن العرفان)

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب یا موسیٰ علیہ السلام سنا تو کئی بار لبیک کہا اور عرض کیا کہ میں تیری آواز سنتا ہوں اور آہٹ پاتا ہوں مگر یہ نہیں دیکھتا کہ تو کہاں ہے آواز آئی میں تیرے اوپر ہوں تیرے ساتھ ہوں تیرے سامنے ہوں تیرے پیچھے ہوں اور تیری جان سے زیادہ تجھ سے نزدیک ہوں کہتے ہیں کہ موسیٰ ہر جہت سے اور اپنے ایک ایک بال سے اللہ کا کلام سنتے تھے۔(تفسیر عثمانی)

وادی مقدس میں جوتے اتارنے کا حکم:۔ قارئین کرام حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادی مقدس میں جوتے اتارنے کا حکم ہوا ارشاد باری تعالیٰ ہے فاخلع نعلیك انك بالواد المقدس طوٰی فرمایا اپنے جوتوں کو اتار ڈالو کیونکہ آپ وادی مقدس طوٰی میں ہیں خزائن العرفان میں ہے کہ اسمیں تواضع بقعہ معظمہ کا احترام اور وادی مقدس کی خاک سے حصول برکت کا موقع ہے۔ مسائل السلوک کے عنوان سے بیان القرآن میں ہے کہ اس سے مقامات مقدسہ کا ادب ثابت ہوتا ہے۔

کتاب لانے کا وعدہ:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کے ساتھ وعدہ تھا کہ

جب اللہ تعالیٰ فرعون کو ہلاک کر دے گا تو وہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ سے ایک کتاب لا کر ان کو دینگے جس میں حلال وحرام کا بیان ہوگا۔

جب فرعون ہلاک ہو گیا تو بنی اسرائیل نے بھی کہا کہ ہم اب مطمئن ہو گئے ہیں ہم کو کوئی شریعت کی کتاب لا دیں تا کہ ہم اس پر عمل کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کتاب نازل فرمانے کی درخواست کی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے کتاب دینے کے لیے موسیٰ علیہ السلام سے تیس شب کا وعدہ کیا کہ تیس روزے رکھیں اور کوہ طور پر معتکف رہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ووعدنا موسی ثلاثین لیلة و اتممنا ھا بعشرفتم میقات ربه اربعین لیلة۔ (الاعراف)

ترجمہ: اور وعدہ کیا ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس رات کا پس پورا کیا انکو اور دس (راتوں) سے پس پوری ہوگئی مدت تیرے رب کی چالیس راتیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ماہ ذوالقعدہ کے پورے تیس روزے رکھے کوہ طور پر معتکف رہے تیس روزے مکمل کرنے کے بعد آپ نے مسواک کر لی ملائکہ نے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہمیں آپ کے دہن مبارک سے روزے رکھنے کی وجہ سے بڑی محبوب خوشبو آتی تھی آپ نے مسواک کر کے اس کو ختم کر دیا۔

دس روز مزید روزہ رکھنے اور عبادت کرنے کے لیے حکم دیا گیا تا کہ وہ رائحہ یعنی خوشبو پھر دوبارہ پیدا ہو جائے موسیٰ علیہ السلام نے ماہ ذوالحجہ کا ابتدائی عشرہ پھر روزے رکھے اس طرح سے یہ چالیس روزے پورے ہو گئے چالیس دن مکمل ہونے کے بعد حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخصوص رنگ میں شرف مکالمہ بخشا۔ جسکے مخصوص انداز کو مفسرین حضرات نے یوں بیان فرمایا ہے۔

بارگاہ الٰہی سے ہمکلامی:۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ابر نازل فرمایا جس نے پہاڑ کو ہر طرف سے بقدر چار فرسنگ ڈھک لیا شیاطین کو زمین کے جانوروں کو حتی کہ ساتھ رہتے فرشتوں کو بھی وہاں سے علیحدہ کر دیا گیا اور آپ کے لیے آسمان کھول دیا گیا تو آپ نے ملائکہ کو ملاحظہ فرمایا کہ ہوا میں کھڑے ہیں اور آپ نے عرش الٰہی کو صاف دیکھا یہاں تک کہ الواح پر قلموں کی آواز سنی اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ سے کلام فرمایا آپ نے دربار الٰہی میں اپنے معروضات پیش کیے اور اس نے اپنا کلام کریم سنا کر نوازا حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے لیکن جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے کچھ بھی نہ سنا۔ (سبحان اللہ)

دیدار کی آرزو:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام ربانی کی لذت اور سرور نے اس کے دیدار کا آرزو مند بنا دیا۔ رب تعالیٰ کے دیدار کی تمنا پیدا ہوئی فوراً عرض گذار ہوئے رب ارنی انظر الیك (اے میرے رب اپنا دیدار ہی مجھے دکھا دیجئے کہ میں ایک نظر آپ کو دیکھ لوں) اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی فرمایا تم مجھکو ہرگز نہیں دیکھ سکتے (کیونکہ عالم دنیا میں یہ آنکھیں میرے جمال کی تاب نہیں رکھتیں) لیکن پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو۔

ہم اپنے جمال کی ایک ذراسی جھلک اس پہاڑ پر ڈالتے ہیں اگر پہاڑ جیسی سخت اور مضبوط چیز اس کو برداشت کر سکی تو ممکن ہے تم بھی دیکھ سکو گے حق تعالیٰ کی تجلیات بہت طرح کی ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا ارادی فعل ہے پہاڑ پر تجلی ہوئی تجلی ربی نے پہاڑ کو ریزہ ریزہ اور پاش پاش کر دیا پہاڑ کے پرخچے اڑ گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

فلما افاق قال سبحنك تبت اليك وانا اول المومنين۔(الاعراف)

ترجمہ: پھر جب موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئے تو عرض کیا تیری ذات پاک ہے میں آپ کی جناب میں معذرت کرتا ہوں اور سب سے پہلے میں اس پر یقین کرتا ہوں۔

یعنی:۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ آپ کی ذات ان آنکھوں سے دیکھنے سے منزہ اور رفیع ہے میں آپ سے معذرت کرتا ہوں اور آپ کے ارشاد گرامی لن ترانی پر سب سے پہلے میں یقین کرتا ہوں۔

کس کو دیکھا یہ موسیٰؑ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

تجلی کا اثر:۔حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر تجلی نور سے سرفراز فرمایا تو (آپ کی قوت باصرہ کی یہ کیفیت ہوگئی تھی) کہ آپ اندھیری رات میں تیس میل کے فاصلے سے چیونٹی دیکھ لیتے تھے۔۔(شرح شفاء ملا علی قاری)

شان رسالت:۔حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وافعال میں فنا کے اس اعلیٰ مقام پر پہنچے کہ اپنا کچھ باقی نہ رہا تجلی ربانی کا یہ استیلائے تام ہوا کہ جو کچھ فرماتے وہ وحی الٰہی (و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحیی یوحی)ہوتی ۔(خزائن العرفان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث پاک کی مزید تشریح

حدیث پاک کے الفاظ ہیں۔

فکنت سمعه الذی یسمع به۔

ترجمہ: پس میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔

علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

فاذا صار نور جلال اللہ سمعا له سمع القریب والبعید

۔(تفسیر کبیر صف ۶۸۸، ج۵)

ترجمہ: جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور اور نزدیک کی آوازوں کو سننے لگ جاتا ہے۔

حضور علیہ کے ارشادات گرامی:۔حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں کہ مجھ پر درود پڑھے مگر اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے چاہے وہ کہیں ہو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول علیہ وفات کے بعد بھی فرمایا۔ وفات کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔ (جلاء الافہام صف ۷۳)

صاحب دلائل الخیرات نقل فرماتے ہیں کہ حضور علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک آپ سے دور رہنے والوں اور آپ کے بعد آنے والے درودوں کا کیا حال ہے تو فرمایا ہم محبت والوں کا درود خود سنتے ہیں۔

دلائل الخیرات تالیف کرنے کی وجہ:۔سید محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ کو

ایک جگہ پر وضو کرنا تھا لیکن کنویں سے پانی نکالنے کا سامان نہیں تھا بڑے پریشان ہوئے ایک بچی نے پوچھا کہ آپ کیا تلاش کر رہے ہیں حضرت جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے معاملہ بتایا تو بچی نے کنویں میں اپنا لعاب دہن ڈالا پانی کناروں تک آ پہنچا بچی سے استفسار کرنے پر بچی نے بتایا یہ درود پاک پڑھنے کی برکت ہے یہ سن کر حضرت جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے قسم کھائی کہ میں درود پاک پر کتاب لکھوں گا چنانچہ آپ نے دلائل الخیرات کے نام سے کتاب لکھی آپ نے مختلف قسم کے درود پاک کو اپنی خداداد صلاحیت سے ہفتہ بھر کے ہر دن کے لیے بڑے انوکھے اور عجیب انداز میں ترتیب دیا ہے جو اپنی مثال آپ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اتنی شرف قبولیت عطا فرمائی ہے کہ تمام سلاسل تصوف میں لاکھوں کی تعداد میں بزرگان دین کے پڑھنے کا معمول ہے مولف کتاب نے مندرجہ بالا تحریر کردہ حدیث پاک کو خطبہ کتاب میں لکھا ہے تاہم بطور اعزاز اللہ تعالیٰ جل شانہ نے روضہ اقدس پر ایک ایسا فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جسکے بارے میں خود حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسکو تمام مخلوق کی آواز سننے کی قوت عطا کی ہوئی ہے اور وہ میرے روضہ پاک پر میری وفات سے لیکر قیامت تک قائم رہیگا جو بھی مجھ پر درود پاک پڑھیگا وہ فرشتہ اس کا نام اور اس کے باپ کا نام لیکر کہے گا اے محمد ﷺ فلاں ابن فلاں نے آپ پر ان الفاظ سے درود بھیجا ہے۔ (خصائص الکبری جلاء الافہام)۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے (ایسے) فرشتے بھی ہیں جو زمین میں چلنے پھرنے والے ہیں اور مجھ پر میری امت کی طرف سے (پڑھے گئے) سلام پہنچاتے ہیں۔ (نسائی، دارمی)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد

فرماتے ہیں کہ ہم حضورﷺ کے پاس حاضر خدمت تھے کہ اچانک آپﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ آپ کس کو سلام کا جواب دے رہے ہیں۔

حضورﷺ نے فرمایا حضرت جعفر بن ابی طالب فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اوپر سے گذرے ہیں انہوں نے مجھے سلام کیا جسکا میں نے جواب دیا ہے۔ (المستدرک حاکم، خصائص کبری)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورﷺ شام کے وقت نکلے تو آپﷺ نے ایک آواز سنی ارشاد فرمایا کہ یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے ۔(بخاری شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تو سنتا ہے جو میں سنتا ہوں انہوں نے عرض کیا نہیں یا رسولﷺ میں نہیں سنتا فرمایا کیا تو نہیں سنتا ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے ۔(المستدرک حاکم)

بے مثال سماعت

حضرت سلیمان علیہ السلام ایک دفعہ لاؤ لشکر کے ساتھ تشریف لئے جا رہے تھے یہاں تک کہ جب وہ ایک میدان میں اترنے لگے جہاں پر چیونٹیوں کی ایک وادی تھی ایک لنگڑی چیونٹی جوان کی ملکہ تھی اس نے سلیمان علیہ السلام کے لشکر کو دیکھا تو کہنے لگی اے چیونٹیو اپنے اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان علیہ السلام اور اس کے لشکر والے بے خبری کے عالم میں تمہیں کچل نہ دیں کیونکہ چیونٹی جانتی تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نبی ہیں صاحب عدل وانصاف ہیں اس لئے اگر چیونٹیاں کچل بھی جائینگی تو یہ سب کچھ بے خبری کے عالم میں ہوگا حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی آواز تین میل کے فاصلے سے سن

لی! سبحان اللہ حالانکہ چیونٹی کی آواز کو کوئی آدمی قریب سے بھی نہیں سنتا۔ فتبسم ضاحکا من قولھا۔ (القرآن) حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی بات سن کر مسکرائے آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا چیونٹیوں کی ملکہ کو اپنی ہتھیلی پر بٹھا لیا اور پوچھا کہ تم نے چیونٹیوں سے ایسا کیوں کہا کہ سلیمان علیہ السلام کا لشکر آتا ہے گھروں میں گھس جاؤ چیونٹیوں کی ملکہ نے عرض کیا میں نے یہ بات احتیاطاً کہی تھی کیونکہ مجھے سب نے ملکہ بنایا ہے میں ان کی بادشاہ ہوں تو پھر مجھے ان کی فکر کرنا اور ان کو ہر آفت و پریشانی سے بچانا میرا فرض ہے۔ (بادشاہ کو اپنی رعیت کا غم خوار ہونا چاہیے۔ کلام الملوک ملوک الکلام)

حضرت سلیمان علیہ السلام جب چیونٹیوں کی وادی میں پہنچے تو آپ نے اپنے لشکروں کو ٹھہرنے کا حکم دیا یہاں تک تمام چیونٹیاں اپنے گھروں میں داخل ہو گئیں۔ (سبحان اللہ)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کو سن لیا

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر ایک شخص کو امیر بنایا جسکا نام حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے پکار کر کہا یا ساریۃ الجبل کہ اے ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہاڑ کو لازم پکڑو چنانچہ لشکر سے ایک قاصد آیا کہنے لگا اے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ہم دشمن کے مقابل ہوئے تو تقریباً ہماری شکست ہوئی (ہونے کو تھی) تو ایک پکارنے والے نے پکارا اے ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہاڑ کو لازم پکڑو ہم نے اپنی پیٹھیں پہاڑ کی طرف کر لیں تو اللہ تعالیٰ نے (دشمن) کو شکست دی۔ (بیہقی)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اثنائے خطبہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی موجودگی میں یا ساریۃ الجبل کی آواز پکار کر دی اس واقعہ میں حضرت فاروق اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ہی کرامت نہیں بلکہ کئی کرامات ہیں جو آپ کی خلافت کے حق اور سچ ہونے کی واضح دلیل بھی ہیں۔

1۔حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ معرکہ جنگ اتنی دور سے دیکھ لیا۔

2۔حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز اتنے دور تک پہنچی۔

3۔حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کی اس آواز کو سن لیا۔

4۔آپ کے مشورہ پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے وہ لشکر اسلام جو شکست کھانے کے قریب تھا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے فتح وکامیابی سے ہمکنار ہوا۔(کذا فی المرقاۃ)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی حدیث پاک کی مزید تشریح

حدیث پاک:۔ وبصره الذى يبصر به۔

ترجمہ:اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور میں اسکی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔

علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

واذ صار ذالك النور بصرا له راى القريب والبعيد ۔تفسیر کبیر۔ صف ٦٨٨ ج ٥

ترجمہ:اور مومن صالح کے لیے اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اسکی بصر ہو جاتا ہے۔تو وہ دور و نزدیک سے چیزوں کو دیکھنے لگ جاتا ہے۔

شانِ رسالت

احادیث مبارکہ:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کی تکبیر کہی گئی تو رسول ﷺ نے اپنے چہرے انور سے ہماری طرف توجہ فرمائی فرمایا کہ اپنی صفیں سیدھی کرو اور مل کر کھڑے ہو میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ سیدھے رہو سیدھے رہو اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں تم کو پیچھے سے ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے تمہیں اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی ۔صفوں کے آخر میں ایک شخص تھا جس نے نماز کو بری طرح پڑھا جب سلام پھیرا تو حضور ﷺ نے اسے آواز دی کہ اے فلاں کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا کیا تو نہیں دیکھتا کہ کیسے نماز پڑھتا ہے تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھ پر تمہارا کوئی عمل چھپا رہتا ہے اللہ کی قسم میں پیچھے سے بھی ایسے دیکھتا ہوں جیسے کہ میں اپنے آگے دیکھتا ہوں۔ (رواہ احمد)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں حضور ﷺ کی آنکھ پاک کے لیے کوئی چیز آڑ یا حجاب نہیں دیکھو حضور ﷺ امامت کے مصلے پر ہیں اور وہ شخص آخری صف میں ہے درمیان میں بہت سی صفیں ہیں مگر حضور ﷺ کی نگاہ پاک اس کی ہر حرکت کو ملاحظہ کر رہی ہے کیوں نہ ہو۔

☆۔حضرت سلیمان علیہ السلام تین میل کے فاصلے سے چیونٹی کو دیکھ لیں اور (قرآن پاک کی روشنی میں) اس کی آواز کو سن لیں۔

☆۔حضرت آصف بن برخیا شام میں بیٹھے بلقیس کے یمنی تخت کو دیکھ لیں۔

☆۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام گھروں کے اندر کھائے ہوئے کھانے اور جمع کیے ہوئے غلے کو

ملاحظہ فرمالیں حضور ﷺ تو سید الانبیاء ہیں۔(مرآۃ المناجیح)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی صفیں سیدھی کرو ان میں نزدیکی کرو اپنی گردنیں مقابل رکھو اس اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں شیطان کو صفوں کی کشادگی میں بکری کے بچے کی طرح گھستا دیکھتا ہوں۔(ابوداؤد)

معلوم ہوا کہ شیطان مختلف شکلیں اختیار کرسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو وہ طاقت بخشی ہے کہ آپ ہر مخلوق پر نظر رکھتے ہیں شیطان جیسی غیبی مخلوق بھی آپ کی نگاہ سے غائب نہیں۔ چاہے جو شکل بھی اختیار کرے۔

شان رسالت

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میرا منہ صرف قبلہ کی طرف دیکھتے ہو اللہ کی قسم مجھ پر نہ تمہارا رکوع اور نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے بیشک میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔(بخاری شریف)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا بے شک میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔(زرقانی، دلائل النبوۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ رات کے اندھیرے میں بھی ایسا ہی دیکھا کرتے تھے جیسا کہ دن کی روشنی میں۔(خصائص الکبریٰ)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹا یہاں تک کہ میں نے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔(ترمذی، ابن ماجہ)

تلبیہ کہتے ہوئے دیکھا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک آپ ﷺ کے ساتھ سفر کیا ہم ایک وادی کے پاس سے گذرے آپ ﷺ نے فرمایا یہ کونسی وادی ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا وادی ازرق ہے فرمایا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں آپ ﷺ نے ان کا رنگ بتلایا ان کے بالوں کا ذکر کیا نیز فرمایا کہ انہوں نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں رکھی ہوئی ہیں لبیک کہتے ہوئے اس وادی سے گذر رہے ہیں۔ہم پھر چلے حتی کہ ہم ثنیہ پر آئے آپ ﷺ نے فرمایا یہ کونسا ثنیہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا "ہرشیٰ" "یالفت" ہے حضور ﷺ نے فرمایا گویا میں حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں سرخ رنگ کی ایک اونٹنی پر سوار ہیں صوف اون کا جبہ پہنے ہوئے ہیں ان کی اونٹنی کی نکیل پوست خرما سے ہے لبیک کہتے ہوئے اس وادی سے گذر رہے ہیں۔(مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ شخص ہے کہ جس کے لیے عرش الٰہی نے حرکت کی اور آسمان کے دروازے کھولے گئے اور ستر ہزار فرشتوں نے ان کا جنازہ پڑھا۔(نسائی)

قارئین کرام! حضور ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ میں شریک ملائکہ کو بھی دیکھا اور ملائکہ کی تعداد کے بارے میں بھی ارشاد فرمایا کہ وہ ستر ہزار تھے۔(سبحان اللہ)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے تو آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو سوار دیکھا تو فرمایا کہ تم حیا نہیں کرتے کہ اللہ کے فرشتے پیدل ہیں اور تم گھوڑوں کی پشتوں پر (سوار ہو)۔(ترمذی،ابن ماجہ)

قارئین کرام حضور ﷺ نے ملائکہ کو پیدل جاتے ہوئے دیکھا۔

حضورﷺ نے سوار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ملائکۃ کا احترام کرتے ہوئے سوار ہو کر جانے سے منع فرمایا ملائکۃ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نظر نہیں آرہے تھے بایں ہمہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ملائکۃ کا احترام کرنے کا حکم فرمایا۔

محفل میں شریک بزرگ ہستی اگر محفل والوں کو نظر نہ بھی آئے تب بھی اس کا احترام نظر آنے والوں کی طرح بجالایا جائے۔

فراسة المومن

فراسۃ المومن

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان فی ذالك لایات اللمتو سمین ۔(الحجر)

ترجمہ:ان میں صاحب فراست لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

حدیث پاک:۔اتقو افراسة المومن فانه ینظر بنور الله ۔حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے(ترمذی) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت (دور خلافت) میں لوگ حاضر تھے اتنے میں ایک شخص آئے بعد اس کے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خشمناک ہوکر عام طور پر خطاب کیا کہ لوگو کیا حال ہے کہ تم میں سے بعض آدمی یہاں اس طرح آتا ہے کہ اس کی آنکھوں نے زنا کیا ہے پھر اگر باز نہ آویں تو آئندہ میں درے ماروں گا حال یہ تھا کہ ایک شخص نے راستہ میں ایک اجنبیہ عورت کو مکرر نظر شہوت سے دیکھا تھا جب لوگ رخصت ہو گئے تو اس نے بعد توبہ کے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ اے امیر المومنین کیا اب بھی وحی آتی ہے آپ نے فرمایا کہ وحی اب غیر ممکن ہے لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے فراست عطا فرماتا ہے۔(مواھب الرحمان)

قارئین کرام !فراسۃ المومن کے عنوان کے اکثر حوالہ جات الرسالۃ القشیریۃ سے نقل کئے گئے ہیں امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۶۵ھ کی الرسالۃ القشیریۃ علم تصوف کی نہایت اہم اور مایہ ناز کتاب ہے اب تو اسکا اردو ترجمہ تصوف کا انسائیکلو پیڈیا کے نام سے چھپ چکا ہے آپ بھی اسے پڑھ کر ضرور فائدہ اٹھائیں میں نے کچھ حوالہ جات اسی کتاب سے ذکر کئے ہیں نیز اس ضمن میں مشائخ کرام کے ارشادات

اور مشاہدات کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

مشائخ کرام کے ارشادات

(الرسالۃ القشیریۃ تصوف کا انسائیکلو پیڈیا)

<u>فراست کی تعریف</u>:۔ حضرت استاد ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ فراست ایک خیال ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کے دل پر طاری ہوتا ہے اور دیگر متضاد خیال کو نکال دیتا ہے اور دل پر اسی کا حکم ہوتا ہے۔

حضرت ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جس نے نور فراست سے دیکھا اس نے نور حق سے دیکھا اور اس کے علم کا مواد حق کی طرف سے ہے اسمیں کسی قسم کا سہو یا غفلت نہ ہو گی بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہوتا ہے جو بندے کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے یہاں نور سے مراد وہ خاص نور ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے مخصوص کیا ہے۔ حضرت کتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فراست ایک یقین کا مکاشفہ ہے اور غیب کا معائینہ ہے اور یہ ایمان کے مقامات سے ہے۔

حضرت واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فراست وہ اٹھتے ہوئے انوار ہیں جو (مومن صالح) کے دل میں چمکتے ہیں اور ایسی متمکن معرفت ہے جو غیبوں میں سے ایک غیب دوسرے غیب تک کے رازوں کو اٹھائے ہوئی ہے یہاں تک کہ صاحب فراست اشیاء کو اس طرح دیکھتا ہے جس طرح حق تعالیٰ اسے دکھاتا ہے اس طرح وہ مخلوق کے ضمیر کی باتیں بتانے لگتا ہے۔

حضرت حسین بن منصور رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب کسی کے دل پر غلبہ حق ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اسرار کا مالک بنا دیتا ہے چنانچہ وہ ان اسرار کا معائینہ کرتا اور ان کی خبر دیتا ہے۔

حضرت حسین بن منصور رحمۃ اللہ علیہ سے نیز مروی ہے فرماتے ہیں کہ صاحب فراست وہ شخص ہے کہ جو پہلی ہی نگاہ سے اپنے صحیح مقصد کو پہنچ جائے اور اسے تاویل یا کمال یا خیال کی

حاجت نہ رہے۔

حضرت شاہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ بڑی تیز فراست والے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کی فراست میں کوئی غلطی نہ ہوتی تھی فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص نے حرام سے اپنی نگاہ نیچی رکھی اور اپنے آپ کو سہولت سے روکے رکھا اور اپنے باطن کو مراقبہ کے ساتھ اور اپنے ظاہر کو حضورﷺ کی سنت کی تابعداری کے ساتھ ہمیشہ آباد رکھا اور رزق حلال کھانے کا عادی ہوا تو اسکی فراست میں کبھی خطا نہ ہوگی۔

حضرت احمد بن عاصم انطا کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اہل صدق کی مجلس میں بیٹھو تو نیک نیتی سے بیٹھو اس لیے یہ لوگ دل کے جاسوس ہوتے ہیں یہ لوگ تمہارے دلوں میں اس طرح داخل ہوتے اور نکلتے ہیں کہ تم محسوس بھی نہیں کر پاتے۔

حضرت جنید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ عارف کون ہے تو فرمایا عارف وہ ہے کہ تو خاموش رہے اور تمہارے دل کی بات کہہ دے۔

قارئین کرام! آپ حضرات نے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت کردہ حدیث پاک کو پڑھا اور اس بارے میں مشائخ کرام کے ارشادات کو بھی پڑھا اللہ تعالیٰ جل شانہ کی قدرت کاملہ سے مومن صالح (اولیاء کرام) سے کسی خارق عادت کا ظہور پذیر ہونا بعید بات نہیں ہے۔

وما ذالك على الله بعزيز ۔ بلکہ حقیقت حال یہ ہے کہ اولیاء اللہ سے خارق عادت ظہور پذیر ہونے والی باتیں درحقیقت نبیﷺ کے معجزات میں شمار ہوتی ہیں اس واسطے کہ اگر وہ رسولﷺ سچے نہ ہوتے۔العیاذ باللہ تو اسکی تابعداری کرنے سے خارق عادت باتیں اس سے کیسے ظاہر ہوتیں۔

قارئین کرام! اگرچہ مومن صالح کی فراست کا بیان جاری ہے آگے ایک معجزۃ کا ذکر

کرنا چاہتا ہوں لہذا معجزۃ اور کرامت میں فرق بیان کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

معجزۃ:۔انبیاء علیہ السلام سے کسی خارق عادت بات کا ظہور پذیر ہونا معجزۃ کہلاتا ہے کیونکہ انبیاء علیہ السلام کو لوگوں کی طرف مبعوث کیا جاتا ہے لوگوں کو ان کے سچائی معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ سچائی معجزۃ کے بغیر ظاہر نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء علیہ السلام کو معجزات عطا کئے جاتے ہیں اور ان معجزات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر کرنے کا حکم بھی ہوتا ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزات عطا کرنے کے بعد ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فذانك برهانن من ربك الیٰ فرعون وملائه۔(قصص ۳۲ سویہ)

(تمہاری نبوت کی) دو حجتیں تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس جانے کے واسطے یعنی دو معجزے عصاء اور ید بیضاء ہیں تمہیں بطور سند دیئے گئے ہیں تا کہ تم فرعون اور اس کی قوم پر ان معجزات کو دکھا کر اتمام حجت کر سکو۔

کرامت:۔اولیاء کرام سے کسی خارق عادت بات کے ظہور پذیر ہونے کو کرامت کہتے ہیں اولیاء کرام کا حال انبیاء علیہ السلام سے مختلف ہوتا ہے وہ کرامات دکھانے کے مامور نہیں ہوتے بلکہ انہیں چاہیے کہ وہ اپنی کرامات کو چھپائیں اور مخفی رکھیں۔الا ماشاء اللہ

شان رسالت:۔اگلے عنوان اولیاء کرام کے حالات و واقعات کا آغاز حدیث پاک سے کیا جاتا ہے۔

حدیث پاک:۔حضرت حذیفہ علیہ السلام سے روایت ہے میں نے اپنی والدہ سے کہا مجھے چھوڑیں (اجازت دیں) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھوں اور آپ ﷺ سے اپنے لئے اور تیرے لیے مغفرت کی دعا کراؤں چنانچہ میں حضور ﷺ کے پاس آیا میں نے آپ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی آپ ﷺ نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ آپ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر آپ گھر جانے کے لیے نکلے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا

آپ ﷺ نے میری آواز (آہٹ) سنی تو آپ نے فرمایا کون ہے۔حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ ہو میں نے کہا میں حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ ہوں آپ ﷺ نے فرمایا تیری کیا حاجت ہے اللہ تعالیٰ تیری اور تیری ماں کی مغفرت فرمائے (پھر فرشتہ کی آمد کے بارے میں فرمایا) یہ فرشتہ ہے آج رات سے پہلے کبھی زمین کی طرف نہیں اترا اس نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ مجھ کو سلام کہے اور مجھ کرخوشخبری دے کہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا اہل جنت عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین رضی اللہ تعالی عنہم نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔(ترمذی کذانی المشکلوۃ)

قارئین کرام! حدیث پاک کی روشنی میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ ماں سے اجازت لیکر گھر سے اس لئے نکلے کہ میں مغرب کی نماز حضور ﷺ کے ساتھ ادا کرونگا نیز آپ ﷺ سے اپنے لئے اور اپنی والدہ ماجدہ کے لیے مغفرت کی دعا بھی کراؤنگا چنانچہ دربار رسالت ماب میں حاضر ہوئے مغرب کی نماز کے بعد آپ ﷺ نے نوافل پڑھنا شروع کئے حتی کہ عشاء کا وقت ہو گیا حضور ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد حضور ﷺ باہر نکلے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑے پوری حدیث پاک میں کہیں بھی اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی حاجت کا ذکر کیا ہو حضور ﷺ نے ازخود فرمایا کہ حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ ہو اللہ تعالیٰ تیری اور تیری ماں کی مغفرت فرمائے۔وما ذالك على الله بعزيز

اب تنگی داماں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ
ہیں آج وہ مائل بہ عطا اور بھی کچھ مانگ

ہر چند کہ مولانے بھرا ہے ترا کشکول
کم ظرف نہ بن ہاتھ بڑھا اور بھی کچھ مانگ

سرکار کا در ہے در شاہاں تو نہیں ہے
جو مانگ لیا مانگ لیا اور بھی کچھ مانگ

جن لوگوں کو یہ شک ہے کرم ان کا ہے محدود
ان لوگوں کی باتوں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ

سلطان مدینہ کی زیارت کی دعا کر
جنت کی طلب چیز ہے کیا اور بھی کچھ مانگ

دے سکتے ہیں کیا کچھ کہ وہ کچھ دے نہیں سکتے
یہ بحث نہ کر ہوش میں آ اور بھی کچھ مانگ

پہنچا ہے جو اس در پہ تو رہ رہ کے نصیر آج
آواز پہ آواز لگا اور بھی کچھ مانگ

(نصیرالدین نصیر)

جب بھی مانگو تو وسیلے سے انہی کے مانگو
اس وسیلے سے کرم اور بھی دوبالا ہو گا

☆☆☆☆☆

اولیاء کرام کے حالات وواقعات (الرسالۃ القشیریۃ)

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ مجھے لوگوں کو وعظ کرنے کا حکم فرماتے تھے وعظ کرنے میں مجھ میں جھجک پائی جاتی تھی اور میں اپنے کو اہل نہ سمجھتا تھا ایک رات میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا جمعہ شریف کی رات تھی حضور ﷺ نے مجھے فرمایا لوگوں کو وعظ کرو میں اٹھ کر صبح سے پہلے ہی حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر پہنچا اور دستک دی حضرت نے مجھے فرمایا کہ تو نے میری بات نہیں مانی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے بھی تجھ سے فرمایا دوسرے دن حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو وعظ کرنا شروع کر دیا ایک عیسائی لڑکا بھیس بدل کر اٹھا اور کہا شیخ رسول ﷺ کے فرمان ۔اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله ۔کا کیا مطلب ہے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے سر جھکایا پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ تو مسلمان ہو جا کیونکہ تیرے مسلمان ہونے کا وقت آ گیا ہے چنانچہ وہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔ سبحان اللہ

حضرت ابو سعید فراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد حرام میں گیا تو ایک فقیر کو دیکھا جس نے دو کرتے پہن رکھے تھے اور لوگوں سے مانگ رہا تھا میں نے دل میں کہا کہ اس قسم کا آدمی لوگوں پر بوجھ ہوتا ہے اس نے میری طرف دیکھا اور کہا یعنی قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ پڑھی ۔واعلموا ان الله يعلم مافي انفسكم فاحذروه ۔(البقرة)

یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے دل کی بات کو جانتے ہیں لہذا اس سے ڈرو۔

حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دل ہی دل میں استغفار کیا تو اسنے پکار کر کہا۔

وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ۔ (الشوریٰ)

اور اللہ وہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

حضرت خیر النساج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں گھر میں تھا میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ میرے دروازے پر ہیں مگر میں نے اس خیال کو دل سے دور کر دیا پھر دوبارہ اور سہ بارہ خیال آیا باہر نکلا تو حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ دروازے پر تھے انہوں نے فرمایا پہلے خیال پر باہر کیوں نہیں نکلے۔ سبحان اللہ

حضرت ابراھیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بغداد میں جامع مدینہ میں تھا وہاں فقراء کی ایک جماعت بھی تھی ایک طرف سے خوشبو میں مہکتا ہوا ایک خوبصورت نوجوان آیا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ جوان تو مجھے یہودی معلوم ہوتا ہے سب نے میری بات کو پسند کیا میں بھی نکل گیا اور جوان بھی نکل گیا پھر وہ جوان لوٹ کر ان کے پاس آیا اور پوچھا کہ میرے متعلق اس بوڑھے نے کیا کہا تھا۔

انہیں کہتے ہوئے شرم آئی نوجوان نے اصرار کیا تو انہوں کے کہا کہ شیخ نے فرمایا تھا کہ تم یہودی ہو حضرت ابراھیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ نوجوان شخص میرے پاس آیا میرے ہاتھوں کو چومنے لگا اور اسلام لے آیا اس سے اس کا سبب پوچھا گیا تو بتایا کہ ہم نے اپنی کتابوں میں یہ لکھا ہوا پایا ہے کہ صدیق کی فراست میں خطا نہیں ہوتی۔

حضرت ابوعبداللہ تروغنزی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے بہت بڑے بزرگ تھے طوس کو روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر گر پڑے (روانگی کے وقت) اپنے مرید سے فرمایا کہ روٹی خرید لے اس نے اس قدر خرید لی جو دونوں کے لیے کافی ہو جاتی حضرت نے فرمایا زیادہ خرید لو مرید نے ارادتا اس قدر خرید لی کہ دس آدمیوں کے لیے کافی ہوا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس نے اپنے پیر کی بات کو سچا نہیں سمجھا (جب روانہ ہوئے) پہاڑ پر چڑھے تو دیکھا کہ کچھ لوگوں کو چوروں نے قید کر رکھا ہے اور کئی دنوں سے کچھ نہیں کھایا تھا انہوں نے ہم سے کھانا مانگا حضرت نے فرمایا کہ کھانا ان کو کھلا دو۔ سبحان اللہ (الرسالۃ

القشیریۃ)

عالم دنیا:۔ عالم ارواح کے بعد دوسرا عالم عالم دنیا ہے عالم دنیا کا زمانہ موت تک ہے اور اس عالم میں ہر ایک کی زندگی عارضی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما هذاه الحیوة الدنیا الا لهو ولعب۔(القرآن)

اور نہیں ہے حیات دنیا مگر کھیل اور تماشہ۔

عالم برزخ:۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ومن وارئهم برزخ الیٰ یوم یبعثون۔(القرآن)

اور ان کے آگے اس دن تک برزخ ہے (جس دن) وہ قبروں سے اٹھائے جائینگے۔ عالم برزخ کا زمانہ موت سے حشر تک ہے۔

عالم آخرت:۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اور بے شک آخرت کا گھر وہی سچی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے عالم آخرت کا زمانہ حشر سے ابدالاباد تک ہے۔

عالم برزخ کا بیان

نحمده و نصلی و نسلم علیٰ رسوله الکریم امابعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم ۔بسم الله الرحمن الرحیم

حتی اذا جاء احدهم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انها کلمة هوقائلها ومن ورائهم

برزخ الیٰ یوم یبعثون۔ (المومنون)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئیگی (تو) وہ کہیگا اے میرے رب مجھے (دنیا میں) واپس بھیج دے تاکہ میں اس میں کچھ نیک عمل کرلوں جسے میں چھوڑ آیا ہوں ہرگز نہیں یہ وہ بات ہے جسے وہ (بطور حسرت) کہہ رہا ہوگا۔ اور ان کے آگے اس دن تک برزخ (پردہ) ہے جس دن وہ (قبروں سے) اٹھائے جائینگے۔

<u>عالم برزخ کی تشریح</u>:۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے عالم برزخ کی تشریح کرتے ہوئے کیا ہی موتی بکھیر دے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

البرزخ علیٰ ثلاثة اقسام مکان و زمان و حال

فرماتے ہیں برزخ تین چیزوں سے عبارت ہے مکان، زمان، حال

<u>مکان</u>: فا المکان من القبر الیٰ علیین تعمره ارواح السعداء و من القبر الیٰ سجین تعمره ارواح الاشقیاء

عالم برزخ کا مکان قبر سے علیین تک جسے نیک روحیں آباد کرتے ہین اور قبر سے سجین تک جسے بدکار لوگوں کی روحیں آباد کرتی ہیں۔

<u>زمان</u>: واما الزمان فهو مدة بقاء الخلق من اول من مات اویموت من الجن والانس الیٰ یوم یبعثون

عالم برزخ کا زمانہ اس میں مخلوق کی بقاء کی مدت ہے جو کسی جن یا انسان کے مرنے سے شروع ہوکر اس وقت تک ہے جب لوگوں کو (قبروں) سے اٹھایا جائیگا۔

<u>حال</u>: واما الحال فاما منعمة معذبة او محبوسة حتی

تخلص بالسوال من الملکین الفتانین۔ (الحاوی للفتاوٰی)

عالم برزخ میں حال یا تو انعام یافتہ ہوگا یا معذب یا محبوس حتی کہ نکیرین کے سوال و جواب سے خلاصی پائے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب وضاحت فرمادی کہ عالم برزخ کا مکان قبر سے علیین تک اور قبر سے سجین تک ہے ارواح علیین اور سجین کی طرح قبر کو بھی آباد رکھتی ہیں۔

قارئین کرام! علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت کردہ تحریر میں آئندہ لکھے جانے والے مسائل کا حل موجود ہے عالم برزخ کے امور کو عالم دنیا کے امور پر قیاس کر کے انکار کی کوئی صورت نہیں اس لئے کہ عالم برزخ کے امور کو عالم دنیا کے امور پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

عالم برزخ اور عالم آخرت کے امور عالم دنیا سے مختلف ہیں:۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

والذی قال المحققون الصوفیه ان الامر فی عالم البرزخ والاخرة علیٰ خلاف عالم الدنیا ۔(فتاوٰی الکبریٰ الفقہیہ)

محققین صوفیہ فرماتے ہیں کہ عالم برزخ اور عالم آخرت کے امور عالم دنیا کے امور سے مختلف ہیں۔

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

ترجمہ:۔ عالم برزخ کے معاملات کو اس جہان کے حالات پر قیاس نہیں کرنا چاہیے دیکھئے میت کی لحد کتنی تنگ اور ضیق ہوتی ہے باجود اس تنگی کے دیکھئے کہ منکر نکیر بہت عظیم جسم کے اور بھاری وجود کے ہوتے ہیں لیکن کسی طرح (قبر میں) داخل ہو جاتے اور وہ دو ہی فرشتے لاکھوں مخلوقات کے پاس کیسے پہنچ جاتے ہیں جبکہ بیک وقت ایک منتہائے مشرق میں اور دوسرا منتہائے مغرب میں مرا پڑا ہوتا ہے ان دو عجیب باتوں کے علاوہ ایک اور بات بھی

نہایت عجیب ہے کہ منکر نکیر کی انگلی سے نہایت تنگ لحد میں سوال وجواب کی تکمیل کے بعد طاقچہ کھل جاتا ہے جس سے جنتی کے لیے جنت اور جہنمی کے لیے جہنم سامنے نظر آجاتی ہے۔ حالانکہ جنت سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک ہے اور جہنم نمکین دریا کے نیچے۔(جواہر البحار)

علامہ شہاب الدین الخفاجی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وان كان حال البرزخ لا يقاس علىٰ حال الدنيا۔(نسیم الریاض ج۳)

عالم برزخ (اور عالم آخرت) کے حالات کو عالم دنیا پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

عالم دنیا کی عالم برزخ سے نسبت

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں سیدی محمد بن علی ترمذی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا (عالم) دنیا سے مسلمان کا (عالم برزخ میں) جانا ایسا ہے جیسے بچے کا ماں کے پیٹ سے نکلنا (یعنی بچے کا) اس دم گھٹنے اور اندھیرے کی جگہ سے اس فضائے وسیع دنیا میں آنا۔ اس لیے علماء کرام فرماتے ہیں کہ دنیا کو برزخ سے وہی نسبت ہے جو رحم مادر کو دنیا سے پھر برزخ کو آخرت سے یہی نسبت ہے جو دنیا کو برزخ سے اب اس سے برزخ و دنیا کے علوم وادراکات میں فرق سمجھ لیجئے۔ وہ نسبت چاہیئے جو علم جنین کو علم اہل دنیا سے ہے۔(حیات الموات فی بیان سماع الاموات)

عالم برزخ کا زمانہ:۔ علامہ ابوالفضل محمد بن عمر القرشی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

وتقالمابين الدنيا والاخرة من وقت الموت الى البعث فمن مات دخل البرزخ۔(صراح)

ترجمہ: برزخ اس زمانے پر بولا جاتا ہے جو موت کے وقت سے لیکر حشر تک ہے پس جو شخص مر گیا وہ برزخ میں داخل ہوگیا۔

عالم برزخ کا آغاز:۔ برزخی زندگی کا آغاز موت سے ہوتا ہے موت کا آنا یقینی ہے قرآن کریم میں ہے۔

کل نفس ذائقة الموت۔ ٣/١٨٥

ترجمہ: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

کل نفس ذائقة الموت۔ ٢١/٣٥

ترجمہ: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

کل نفس ذائقة الموت ثم الینا ترجعون۔ ٢٩/٥٧

ترجمہ: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری طرف پھروگے۔

این ماتکونو ایدرکم الموت۔٤/٧٨

ترجمہ: تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آئے گی۔

کل شیء هالك الا وجهه۔ ٢٩/٨٨

ترجمہ: ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے۔

قل ان الموت الذی تفرون منه فانه ملقیکم۔ ٢٣/٨

ترجمہ: تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے۔

کل من علیها فان ویبقی وجه ربك ذوالجلال والاکرام ۔٥٥/٢٧

ترجمہ: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔

موت مخلوق ہے:۔ موت کے بارے میں اختلاف ہے ایک جماعت اسے عدمی کہتی ہے احناف کے نزدیک یہ صفت وجودی ہے اور موت مخلوق ہے اور اسکی دلیل یہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الذی خلق الموت والحیاۃ۔ ۶۷/۲

ترجمہ: وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی۔

مفسرین کرام کی رائے: ۔شیخ زادہ علی البیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خلق الموت والحیاۃ واحتج اھل السنۃ بھذہ الایۃ علی ان الموت صفۃ وجودیہ وقالوا لو کان امراً عدمیۃ لما تعلق بہ الخلق والتکوین ۔ ۶/۳۰۰

ترجمہ: اہل سنۃ اسی آیۃ کریمہ کو حجت بناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ موت صفت وجودی ہے اگر موت صفت عدمی ہوتی تو خلقت اور تکوین اس سے متعلق نہ ہوتے۔

تفسیر کبیر میں ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے۔

الذی خلق الموت والحیوۃ والعدم لایکون مخلوقا ھذا ھوا لتحقیق ۔تفسیر کبیر ۔۸/۱۷۰

ترجمہ: وہ جسنے موت اور زندگی پیدا کی۔احناف دلیل پکڑتے ہوئے کہتے ہیں کہ موت عدمی چیز نہیں ہے۔اس لئے کہ عدم مخلوق نہیں۔یہی تحقیق ہے

تفسیر ابی السعود میں ہے۔

والموت عند اصحابنا صفۃ وجودیۃ مضارۃ للحیوہ ۔(تفسیر ابی السعود ۱۹۳)

ترجمہ: حنفیوں کے نزدیک موت صفۃ وجودی ہے اور حیات کی ضد ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے۔

والموت عند اهل السنة صفة وجودية ۔(روح البیان ۲/۷٤)

ترجمہ: اہل سنت کے نزدیک موت صفت وجودی ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الموت لیس بعدم انما هو انتقال من دار الی دار۔ (عینی ٦)

ترجمہ: موت عدمی چیز نہیں ہے بلکہ موت ایک جہان سے دوسرے جہان کو منتقل ہونے کا نام ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

موت بالکل مٹ جانے اور فنا ہو جانے کا نام نہیں ہے بلکہ موت کے معنی یہ ہیں کہ روح کا لگاؤ بدن سے چھوٹ جائے اور ان دونوں میں جدائی ہو جائے اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جائیں۔

حیان ابن الاسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب۔

ترجمہ: موت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملاتا ہے۔

موت کا وقت مقرر ہے

موت کے مقررہ وقت میں تاخیر نہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولن یوخر الله نفسا اذا جاء اجلها والله خبیر بما تعملون المنافقون۔

ترجمہ: اور اللہ ہرگز کسی شخص کو مہلت نہیں دیتے جب اسکی موت کا وقت آجاتا ہے اور اللہ ان کاموں سے خوب آگاہ ہے جو تم کرتے ہو۔

حدیث پاک:۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ

نے فرمایا ہر آدمی کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے پھر چالیس دن کے بعد لہو کی پھٹکی ہو جاتا ہے پھر چالیس دن کے بعد گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسکی طرف فرشتے کو بھیجتا ہے وہ اس میں روح پھونکتا ہے پھر چار باتیں لکھنے کا اسے حکم ہوتا ہے۔

1۔ اسکی روزی لکھتا ہے 2۔ اسکی موت کو لکھتا ہے 3۔ اسکے عمل کو لکھتا ہے 4۔ اور یہ لکھتا ہے کہ نیک بخت (بہشتی) ہوگا یا بد بخت (دوزخی) ہوگا۔ (الحدیث)

ماں کے پیٹ میں موت کے بارے میں لکھ دیا جاتا ہے کہ اس کی عمر کتنی ہوگی اور اس کو کب موت آئیگی۔

<u>حدیث پاک</u>:۔ طبرانی نے ایک طویل حدیث پاک روایت کی ہے جسمیں یہ بھی ہے کہ ملک الموت نے حضور ﷺ سے بیان کیا کہ میں آدمی کی روح قبض کرتا ہوں تو اسکے لواحقین رونے لگتے ہیں میں دروازہ پر کھڑا ہو جاتا ہوں اس رُوح کو لئے ہوئے اور کہتا ہوں کہ اے رونے والو اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نے اس آدمی پر ظلم نہیں کیا وقت سے پہلے جلدی نہیں کی اور روح قبض کرنے میں ہماری کچھ خطا نہیں تم اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی رہو ثواب پاؤ گے اور برا مانو گے تو گنہگار ہو جاؤ گے اور ہم کو تمہاری طرف (روح قبض کرنے کے لیے) پھر آنا ہے ۔ (انوار ساطعہ صفحہ ۱۲۴)

ایک ساعت بھی نہ ٹھہرے۔ جنکا وعدہ آگیا
جی کے جی ہی میں رہے ارمان سارے چل بسے
دیکھتے ہی دیکھتے اکثر عزیز و آشنا
تندرست اور خوبصورت چلتے پھرتے چل بسے
ہائے کوئی بھی نہ پلٹا اور نہ بھیجی کچھ خبر
چپکے چپکے شہر خاموشاں میں ایسے چل بسے
چل بسیں گے ایک دن ہم بھی اسی صورت آہ

جسطرح زیر زمین یہ لوگ اگلے چل بسے
جیسے چل بسنا یہاں اوروں کا ہم کرتے ہیں آہ
دوست کل ہم کو کہیں گے آج وہ بھی چل بسے
خانہ اصلی میں چلنے کی ذرا فکر تو کر
کھول آنکھیں علی تیرے یار کیسے چل بسے

اختیاری موت

انبیاء علیہ السلام کی موت اختیاری ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ مخلوق کے خالق ہیں خالق کائنات نے اپنی مخلوق کے لیے موت کا وقت مقرر کر رکھا ہے اس میں تاخیر کرنے کا کسی کو اختیار نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

رب لولا اخرتني الى اجل قريب فاصدق و اكن من الصالحين الیٰ والله خبير بما تعملون ۔(سورة منفقون)

ترجمہ: اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کی مہلت اور کیوں نہ دی کہ میں صدقہ خیرات کر لیتا اور نیکو کاروں میں سے ہو جاتا۔

اور اللہ ہرگز کسی کو مہلت نہیں دیتے جب اسکی موت کا وقت آجاتا ہے اور اللہ ان کاموں سے خوب آگاہ ہے جو تم کرتے ہو۔ انتھیٰ

لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہ نے انبیاء علیہ السلام کو یہ شان و عظمت عطا فرمائی ہے کہ ان کی موت اختیاری ہوتی ہے چاہیں تو دنیا میں رہیں چاہیں تو آخرت میں۔

وفات سے قبل ارشادات نبوی ﷺ

حضور ﷺ نے وفات سے پہلے رفیق اعلیٰ سے ملاقات کے تذکرے با علام اللہ تعالیٰ شروع فرمادیئے تھے۔

احادیث مبارکہ: ۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورۃ اذا جاء نصر اللہ والفتح نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور فرمایا مجھے موت کی خبر پہنچائی گئی ہے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روئیں تو حضور ﷺ نے فرمایا مت رو اس لئے کہ سب سے پہلے میرے گھر والوں سے تو مجھے ملے گی۔ تو حضرت فاطمہ[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہنس پڑیں۔ الیٰ آخرہ (رواہ الدارمی)

حجۃ الوداع کے موقع پر قرآن پاک کی آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی ۔ترجمہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ انتھی

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں اس دن کو جانتا ہوں جس دن یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس کے مقام نزول کو بھی جانتا ہوں وہ مقام عرفات کا تھا اور جمعہ شریف کا دن تھا مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز جو جمعہ کو تھا نازل ہوئی۔ قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین کے کامل ہونے پر خوشیاں منائیں مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصل بات یعنی حضور ﷺ کی وفات کے قریب ہونے کو سمجھ گئے اور زار و قطار رونا شروع کر دیا یہی وجہ تھی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگو مجھ سے مناسک حج سیکھ لو شاید آئندہ سال ہم یہاں اکٹھے نہ ہوں۔ (زرقانی)

---

[1] حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات حضور ﷺ کی وفات سے چھ ماہ بعد ہوئی۔

فرمایا۔ لعلی لا اراکم بعد عامی ھذا ۔(الحدیث)

فرمایا شاید کہ تم اس سال کے بعد مجھ نہ دیکھ سکو۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا بیٹی جبرائیل علیہ السلام ہر سال رمضان شریف میں میرے ساتھ ایک بار قرآن پاک دہرایا کرتے تھے مگر اس بار (وفات کے سال)دو بار قرآن پاک دہرایا لہذا میری وفات کا وقت قریب آگیا ہے۔

حجۃ الوداع سے واپسی کے موقع پر موت کے اختیاری ہونے کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ایھا الناس انما انا بشر یوشك ان یاتینی رسول ربی فاجیب ۔ (زرقانی) لوگو میں بشر ہوں عنقریب اللہ تعالیٰ کا قاصد میرے پاس آئیگا تو میں اسکی بات مان لونگا وفات والے سال حضورﷺ نے رمضان شریف میں بجائے آخری عشرہ کے بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زار قطار رو پڑے:۔حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورﷺ کے بڑے پیارے صحابی ہیں دربار رسالت سے ان کو بہت بڑا شرف حاصل ہے۔ اور وہ یہ کہ ایک مرتبہ حضورﷺ نے ان سے فرمایا واللہ انی لاحبك یا معاذ اللہ کی قسم اے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے تجھ سے محبت ہے۔ حضور ﷺ جب حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے لگے تو ان کو الوداع کرنے کی حالت عجیب تھی۔ حضورﷺ نے ان کو سوار ہونے کا حکم فرمایا اور خود ساتھ ساتھ پیدل چلے اور نصیحتیں فرمائیں اور آخر میں فرمایا اے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاید تیری اب میرے ساتھ ملاقات نہ ہو اور تیرا گذر میری اس مسجد (نبوی) اور قبر کے پاس سے ہو۔ فبکی معاذ جشعا لفراق ﷺ یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسولﷺ کے فراق

کے تصور پر زاروقطار رو پڑے (حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رقت کو دیکھ کر) حضور ﷺ نے مدینہ شریف کی طرف منہ کر کے فرمایا میرا قرب متقی لوگوں کو حاصل ہو گا خواہ وہ کوئی ہوں اور کہیں بھی ہوں۔ (مسند احمد)

وفات کے موقع پر ارشادات نبوی ﷺ

احادیث مبارکہ: ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی نبی بیمار نہیں ہوتا مگر اسکو اختیار دیا جاتا ہے دنیا اور آخرت میں۔ حضور ﷺ اس بیماری میں کہ فوت کیے گئے تھے اور حضور ﷺ کی آواز کو سختی نے پکڑا تھا میں نے سنا آپ فرماتے تھے۔ کہ شامل فرما مجھ کو ان لوگوں کے ساتھ جن پر تو نے انعام کیا انبیاء میں سے صدیقوں میں سے اور شہداء اور صالحین میں سے (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں) میں نے جانا کہ آپ ﷺ اختیار دیئے گئے ہیں۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ منبر پر بیٹھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو اختیار دیا ہے کہ اسکو دنیا کی ناز و نعمت دے اگر چاہے یا وہ چیز جو اللہ کے پاس ہے پسند کیا بندہ نے اس چیز کو جو اللہ کے پاس ہے۔

شان صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ۔ یہ سن کر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور کہا کہ ہمارے ماں و باپ آپ پر قربان ہوں ہم نے تعجب کیا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے لوگوں نے کہا اس شیخ کی طرف دیکھو کہ رسول ﷺ ایک بندے کی خبر دیتے ہیں کہ اللہ نے ان کو اختیار دیا ہے اگر چاہے تو اسکو دنیا کے ناز و نعمت دے اور اگر چاہے تو جو اس کے پاس ہے وہ دے اور وہ کہتے ہیں ہمارے ماں و باپ آپ پر قربان ہوں خود رسول اللہ ﷺ اختیار دیئے گئے تھے اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سے زیادہ جانتے تھے (متفق علیہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ تندرستی کی حالت میں فرماتے تھے کہ کسی

نبی کی روح کو اس وقت تک ہرگز قبض نہیں کیا جاتا مگر اسکو جنت میں جگہ دکھائی جاتی ہے پھر اسکو اختیار دیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ پر موت پر نازل ہوئی پھر آپ ہوش میں آئے تو اپنی نگاہ کو آسمان کی طرف اٹھایا۔

ارشاد فرمایا الٰہی پسند کیا میں نے رفیق اعلیٰ کو میں نے عرض کیا کہ آپ اس عالم کو پسند کرتے ہیں اور ہم کو پسند نہیں کرتے میں نے پہچانا یہ قول اشارہ ہے۔

اس حدیث پاک کی طرف جو آپ نے صحت میں فرمائی تھی۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحت کی حالت میں فرمایا کرتے تھے کہ کسی نبی کو فوت نہیں کیا جاتا مگر اس کو جنت میں اسکی جگہ دکھائی جاتی ہے پھر اسکو اختیار دیا جاتا ہے (چاہے دنیا میں رہنا پسند کریں یا آخرت میں)۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ہمارے پاس (گھر سے) نکل کر تشریف لائے اس بیماری کے موقع پر جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس حال میں کہ ہم مسجد میں تھے آپ نے اپنا سر مبارک کپڑے سے باندھا ہوا تھا آپ نے منبر کا قصد کیا ہم بھی آپ کے ساتھ ساتھ گئے منبر پر تشریف فرما ہوئے۔

<u>شان رسالت</u>:۔ ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں حوض کوثر کو اس جگہ سے کہ جہاں میں کھڑا ہوں دیکھتا ہوں۔ (سبحان اللہ)

پھر ارشاد فرمایا کہ ایک بندہ ہے کہ دنیا اور اسکی آرائش کو اسکے سامنے پیش کیا گیا مگر اس نے آخرت کو اختیار کیا اس نکتہ کو سوائے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی نہ سمجھا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور روئے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول ہمارے ماں باپ جان و مال آپ پر قربان ہوں۔

ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر حضرت محمد ﷺ منبر سے اترے پھر دوبارہ (موت

آجانے سے) اس پر کھڑے نہ ہوئے آج تک۔(رواہ الدارمی)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے احد کے شہداء پر آٹھ برس بعد زندوں کی طرح نماز پڑھی اور انہیں الوداع کہا۔

آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے فرمایا میں تمہارے لئے (وفات پاکر) سامان درست کرنے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں تمہارے وعدہ کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں حوض کوثر دیکھتا ہوں اس حال میں کہ میں اپنے اس مقام پر ہوں اور زمین کے خزانوں کی چابیاں دیا گیا ہوں۔الیٰ آخرہ سبحان اللہ (متفق علیہ)

حضور ﷺ کو اختیار دیا گیا

حضرت جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں قریش کا ایک آدمی ان کے باپ علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر داخل ہوا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث تمہارے سامنے نہ بیان کروں اس نے کہا ہاں بیان کرو۔ابوالقاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ کے پاس حضرت جرائیل علیہ السلام آئے حضرت جرائیل علیہ السلام نے کہا اے محمد ﷺ بلاشبہ اللہ نے مجھ کو آپ ﷺ کی طرف بھیجا ہے آپ ﷺ کی تکریم و تعظیم کے لیے اور یہ تکریم و تعظیم آپ کے لیے خاص ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے اس چیز کے متعلق پوچھتا ہے جو وہ آپ سے زیادہ جانتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو آپ نے فرمایا غمگین اے جبرائیل اور مصیبت زدہ پھر دوسرے دن جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس آئے اسی طرح کہا جیسا کہ پہلے دن کہا تھا حضور ﷺ نے بھی پہلے دن جیسا جواب دیا تو جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ آیا اسکا نام اسماعیل تھا جو لاکھ فرشتوں کا حاکم ہے اور ہر فرشتہ ان میں سے ایک لاکھ فرشتوں پر حاکم ہے تو اس فرشتہ نے آنے کی اجازت مانگی آپ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے اس فرشتے کا حال دریافت کیا جبرائیل علیہ

السلام نے کہا یہ فرشتہ موت ہے آپ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت مانگتا ہے آپ ﷺ کے پہلے اس نے کبھی کسی سے اجازت نہ مانگی اور آپ کے بعد بھی اجازت نہیں مانگے گا حضور ﷺ نے فرمایا اسکو اذن دو۔ جبرائیل علیہ السلام نے ملک الموت کو اذن دیا پھر سلام کہا حضور ﷺ کو۔ پھر ملک الموت نے کہا اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ ﷺ کی طرف بھیجا ہے اگر آپ حکم کریں روح کے قبض کرنے کا تو میں آپ ﷺ کی روح قبض کروں اگر آپ چھوڑنے کا حکم کریں تو میں اسکو چھوڑ دوں آپ ﷺ نے فرمایا کیا کرے گا تو اے ملک الموت! اس نے کہا میں اس بات کا حکم دیا گیا ہوں اور تمہاری اطاعت کا حکم دیا گیا ہوں ۔علیؓ بن حسین نے کہا جبرائیل علیہ السلام کی طرف آپ ﷺ نے دیکھا جبرائیل علیہ السلام نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی ملاقات کا مشتاق ہے نبی ﷺ نے ملک الموت کو فرمایا کہ کر جو تجھ کو حکم کیا گیا ہے ملک الموت نے آنحضرت ﷺ کی روح قبض کر لی جب رسول ﷺ نے وفات پائی۔ گھر کے کونے سے لوگوں نے ایک آواز سنی کہ وہ تسلی دیتا ہے اہلبیت کو کہ تم پر سلام ہو اور خدا کی مہربانی اور برکتیں اے اہل بیت قرآن میں ہر مصیبت سے تسلی ہے اور خدا بدلہ دینے والا ہے ہر چیز ہلاک ہونیوالی کا اور ہر فوت ہونے والی چیز کا تدارک کرنے والا ہے اللہ کی مدد کے ساتھ تقویٰ اختیار کرو اسی سے امید رکھو اور نہیں ہے مصیبت زدہ مگر وہ شخص کہ جو ثواب سے محروم کیا گیا ہو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا تم جانتے ہو کون ہے تعزیت کرنے والا۔ یہ خضر علیہ السلام ہیں روایت کیا اسکو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں حضور ﷺ کا جب عالم دنیا سے پردہ کرنے کا وقت آیا حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے عرض کیا ملک الموت دروازے پر کھڑے اندر آنے کی اجازت طلب کررہے ہیں۔۔۔۔۔ حضور ﷺ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام اسے کہو اندر آنے کی اجازت ہے ملک الموت حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو سلام عرض کیا پھر یوں عرض گذار ہوئے میرے رب نے مجھے یہ حکم فرمایا ہے کہ روح قبض کرنے کے

سلسلے میں آپ ﷺ کی اطاعت کروں اگر آپ چاہیں تو روح قبض کروں آپ نہ چاہیں تو نہ کروں آپ ﷺ نے فرمایا روح قبض کر جسطرح تجھے حکم دیا گیا ہے۔(نسیم الریاض۔مشکوۃ شریف)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موت کا واقعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت آیا اور کہنے لگا اپنے رب کے پاس چلیے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسکو تھپڑ مار کر اسکی آنکھ نکال دی ملک الموت اللہ تعالیٰ کے پاس واپس گئے اور کہا کہ تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو موت کا ارادہ ہی نہیں رکھتا اور اس نے میری آنکھ نکال دی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ لوٹا دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے کے پاس جاؤ اور کہو آپ (حیات کا ارادہ رکھتے ہیں اگر آپ زندگی اور حیات چاہتے ہیں تو) اپنا ہاتھ بیل کی پشت پر رکھیے جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اتنے سال آپ کی عمر بڑھا دی جائے گی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا پھر کیا ہوگا کہا پھر آپ کو موت آئے گی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر ابھی سہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب ارض مقدسہ سے ایک پتھر پھینکے جانے کے فاصلہ پر میری روح قبض کرنا رسول ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر میں اس جگہ ہوتا تو میں تم کو کثیب احمر (سرخ ٹیلے) کے پاس راستہ کی ایک جانب ان کی قبر دکھاتا۔ متفق علیہ

<u>فائدہ</u>:۔اس مقام پر صاحب مشارق الانوار تحریر فرماتے ! اس حدیث میں بے دین لوگ طعنہ کرتے ہیں کہ فرشتے کی آنکھ پھوڑنا آدمی سے نہیں ہوسکتا اور ملک الموت تو بموجب حکم الہی آیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیوں مارا اطاعت کیوں نہ کی تو معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو دنیا کی زیست (زندگی) بہت پیاری تھی۔

اسکا جواب یہ ہے کہ فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا تھا تو آدمی کے خواص اس پر ہوا چاہیں تو اس

صورت سے آنکھ کا صدمے سے پھوٹنا کچھ تعجب نہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہچانا نہ تھا۔ بلکہ سمجھا تھا۔ کہ یہ کوئی آدمی ہے۔ جو روح نکالنے کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے کیونکہ روح کا نکالنا سوائے فرشتے کے آدمی کا کام نہیں۔ اس واسطے اسکو اپنے پاس سے دھکیلا تھا اتفاقاً آنکھ پر ہاتھ پڑ گیا۔ آنکھ پھوٹ گئی یہ گمان غلط ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو زندگی بہت پیاری تھی اس واسطے کہ جب ملک الموت نے دوسری بار آ کر زیادتی عمر کا پیغام سنایا تو موسیٰ علیہ السلام نے قبول نہ کیا (مشارق الانوار)۔

علامہ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ ملک الموت نے (انبیاء علیہ السلام کے پاس جانے کا طریقہ ترک کر کے) انہیں زندگی اور موت کا اختیار نہیں دیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کے سامنے صرف موت کو پیش کیا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام غضب میں آئے۔ اور اسکو تھپڑ مارا اور آنکھ نکال دی۔ دوسری بار جب ملک الموت نے موسیٰ علیہ السلام کو زندگی اور موت کے درمیان اختیار دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے موت کو قبول کر کے آخرت کو پسند فرمایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعاء

رب ادننی من الارض المقدسة رمية حجر ۔ (متفق علیہ)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا کہ اے میرے رب مجھ کو ارض مقدسہ سے پتھر پھینکنے کی مقدار کے قریب یعنی جب میں ارض مقدسہ سے پتھر پھینکنے کے فاصلے پر ہو جاؤں تو پھر میری روح قبض کر لینا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ کی دعا کو قبول کیا حضور ﷺ فرماتے ہیں اللہ کی قسم اگر میں وہاں موجود ہوتا تو راستے کے ایک طرف سرخ ٹیلے کے قریب ان کی قبر تم کو دکھاتا۔ (متفق علیہ)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس کے قریب دفن

ہونے کی تمنا اس لیے کی تھی کہ وہاں انبیاء علیہ السلام اور صالحین کی قبور تھیں۔

معلوم ہوا کہ انبیاء علیہ السلام جس وقت اور جس جگہ چاہتے ہیں وہاں انکی روح قبض کی جاتی ہے۔

قارئین کرام! آپ ذرا انصاف کی نظر سے پڑھیں یہ باتیں مبالغہ آمیزی کی نہیں بلکہ حقیقت حال کی ہیں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی خصوصی کرم نوازی سے انبیاء کرام کو کتنی بڑی شان اور عظمت عطا فرمائی ہے قرآن پاک کی روشنی میں موت کے مقررہ وقت میں کسی کے لیے کوئی تاخیر نہیں انبیاء علیہ السلام کی موت اختیاری ہوتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موت میں کتنی دیر ہوئی یہ رب تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔

حدیث پاک جس کو امام بخاری اور امام مسلم نے نقل کیا ہے جو اس سے قبل حرف بحرف تحریر کی جا چکی ہے حدیث پاک کی روشنی میں ملک الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔ علامہ ابن عربی کی تحریر کے مطابق ملک الموت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زندگی اور موت کا اختیار نہ دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام غضب میں آئے انکو تھپڑ مارا ملک الموت کی آنکھ پھوٹ گئی۔ ملک الموت دربار الٰہی میں واپس ہوئے۔ اللہ رب العزت نے ان کی آنکھ لوٹا دی۔ اور ملک الموت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے پیغام دے کر واپس بھیجا۔ وہ حضرت موسیٰ کے پاس تشریف لائے اللہ رب العزت کا پیغام سنایا۔

فان كنت تريد الحيوة فضع يدك على متن ثور فما تو ارت يدك من شعره فانك تعيش بها سنة۔ (متفق علیہ)۔ اے میرے کلیم! اگر آپ زندہ رہنا چاہتے ہیں تو اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھیں جسقدر بال آپکے ہاتھ کے نیچے آ گئے اتنے سال زندہ رہو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا پھر کیا ہوگا۔ اس نے کہا پھر موت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب زندگی اور موت کا اختیار دیا گیا تو آپ نے موت کو پسند فرمایا۔

قال فالان من قریب ابھی ٹھیک ہے۔لیکن اس کے ساتھ رب العزت سے عرض کیا رب رب ادننی من الارض المقدسة رمیة الحجر ۔اے میرے رب مجھ کو ارض مقدسہ سے ایک پتھر پھینکنے کی مقدار قریب کردیں (ہونے دیں) اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا جب ارض مقدسہ (بیت المقدس) سے ایک پتھر پھینکنے کی مقدار قریب ہوئے تو آپ کی روح قبض کی گئی۔سبحان اللہ

شانِ رسالت:۔حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

واللہ لو انی عندہ لاریتکم قبرہ الیٰ جنب الطریق عند الکثیب الاحمر ۔(متفق علیہ)۔اللہ کی قسم اگر میں اس جگہ ہوتا تو میں تم کو سرخ ٹیلے کے پاس راستہ کی ایک جانب ان کی قبر دکھاتا۔(حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ حضور ﷺ کی تشریف آوری سے تقریباً 2320 سال پہلے کا ہے) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے معراج کرائی گئی تو میں ریت کے ٹیلے کے نزدیک سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

حلیہ مبارک:۔حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ گندم گوں رنگ کے لمبے قد کے گھنگریالے بالوں والے ہیں گویا شنوءة قبیلے سے ہیں۔(متفق علیہ) سبحان اللہ۔

حضرت ادریس علیہ السلام کی موت

حضرت ادریس علیہ السلام حضرت شیث بن آدم علیہ السلام کے بیٹے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر تیس صحیفے نازل کئے مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے شب معراج

حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان چہارم پر دیکھا حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے مروی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ میں موت کا مزہ چکھنا چاہتا ہوں۔ کیسا ہوتا ہے تم میری روح قبض کر کے دکھاؤ انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور روح قبض کر کے اسی وقت آپ کی طرف لوٹا دی آپ زندہ ہو گئے۔ فرمایا اب مجھے جہنم دکھاؤ۔ تاکہ خوف الہی زیادہ ہو۔ چنانچہ یہ بھی کیا گیا جہنم دیکھ کر آپ نے مالک داروغہ جہنم سے فرمایا۔ کہ دروازہ کھولو میں اس پر گذرنا چاہتا ہوں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا کہ آپ اس پر سے گزرے پھر آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ مجھے جنت بھی دکھاؤ وہ آپ کو جنت میں لے گئے آپ دروازہ کھلوا کر جنت میں داخل ہوئے تھوڑی دیر انتظار کر کے ملک الموت نے کہا۔ کہ آپ اب اپنے مقام پر واپس تشریف لے چلئے۔ فرمایا اب میں یہاں سے کبھی نہیں جاؤنگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کل نفس ذائقة الموت وہ میں چکھ ہی چکا ہوں۔ اور یہ فرمایا وان منکم الا واردھا۔ کہ ہر شخص کو جہنم پر گذرنا ہے تو میں گذر چکا ہوں اب میں جنت میں پہنچ گیا ہوں اور جنت میں پہنچنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وما ھم منھا بمخرجین۔ وہ جنت سے نکالے نہیں جائینگے اب مجھے جنت سے چلنے کے لیے کیوں کہتے ہو اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو وحی فرمائی کہ حضرت ادریسؑ نے جو کچھ کیا میرے اذن سے کیا اور میرے اذن سے جنت میں داخل ہوئے انہیں چھوڑ دو وہ جنت ہی میں رہینگے۔ چنانچہ آپ وہاں زندہ ہیں۔ (خزائن العرفان)

قابل رشک موتیں:۔ موت اور عالم برزخ کا ذکر کرنے سے پہلے چند ایسی موتوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جن کے موتی کو اللہ تعالیٰ خصوصی اعزاز و اکرام سے نوازتے ہیں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رحمت سے کچھ بعید نہیں کہ مجھے اور آپ کو بھی ان میں سے کسی کا شرف حاصل ہو جائے۔ وما ذالك على الله بعزيز

شہید کی موت:۔ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل

احیاء ولکن لاتشعرون ۔۲/۱۵٤

ترجمہ:اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ہاں تمہیں خبر نہیں۔

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء

عندربھم یرزقون ۔۳/۱٦۹

ترجمہ:اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے۔ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

شہداء کرام کو رزق دیا جاتا ہے اور رزق زندہ ہی کھاتے ہیں ۔ان دونوں آیتوں میں دو جملوں کے درمیان بل کا لفظ واقع ہوا ہے۔بل جسکی وضع اعراض کے لیے ہے۔قاعدہ یہ ہے کہ جب لفظ بل کے بعد جملہ ہو تو بل پہلے جملے کا ابطال کرتا ہے اور دوسرے جملے کا ثبوت ۔مشرکین اور منافقین شہداء کے بارے میں اس فاسد عقیدہ کے شکار تھے کہ شہداء مر گئے تو دونوں آیتوں میں لفظ بل کے بعد احیاء کا ذکر کر کے انکے عقیدے کو باطل کرتے ہوئے وضاحت کر دی گئی۔کہ شہید حقیقت میں زندہ ہیں اور انکو رزق دیا جاتا ہے۔

شہید کی شان:۔حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید کے لیے چھ (اعزاز) ہیں 1۔(دشمن پر) پہلا وار کرنے سے اسے بخش دیا جاتا ہے اور اسے جنت میں اپنا ٹھکانہ دکھلایا جاتا ہے 2۔عذاب قبر سے اسے محفوظ رکھا جاتا ہے 3۔اور فزع اکبر (بڑی گھبراہٹ سے اسے امن میں رکھا جاتا ہے)4۔اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائیگا اسکا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا 5۔بہتر (72) حوریں اسکے نکاح میں دی جائینگی 6۔شہید کی اپنے رشتہ داروں میں سے ستر آدمیوں کے لئے شفاعت قبول ہوگی۔(ترمذی،ابن ماجہ)

شہید کی آرزو:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو جنت میں داخل ہو اور پھر اس بات کو پسند کرے کہ وہ دنیا کی طرف لوٹے اور اس کے لیے وہ چیز ہو جو زمین (دنیا) میں ہے مگر شہید آرزو کریگا کہ وہ دنیا کی طرف لوٹے اور دس بار (اللہ کے راستے) مارا جائے اس لیے کہ وہ شہادت کی عظمت (ثواب) کو دیکھتا ہے۔ (متفق علیہ)

شہید کا ثواب پانے والی موتیں (حکمی شہید):۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (صحابہ سے) فرمایا کہ تم کن لوگوں کو شہید سمجھتے ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول ﷺ جو اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے حضور ﷺ نے فرمایا۔ اسطرح تو میری امت میں شہداء کی تعداد بہت کم ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں مارا گیا وہ شہید، جو اللہ کی راہ میں مر گیا وہ شہید، جو طاعون کی بیماری سے مر گیا وہ شہید، جو پیٹ کی بیماری سے مرا وہ شہید۔ (مسلم)

مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں موت کے بعد ہی اللہ تعالیٰ شہداء کو حیات عطا فرماتا ہے۔ ان کی ارواح پر رزق پیش کیے جاتے ہیں۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں کو قبر میں جنتی نعمتیں ملتی ہیں۔

شہید وہ مسلمان مکلف طاہر ہے جو تیز ہتھیار سے ظلماً مارا گیا ہو اور اس کے قتل سے مال بھی واجب نہ ہوا ہو یا معرکہ جنگ میں مرا یا زخمی پایا گیا اور اس نے کچھ آسائش نہ پائی ہو اسپر دنیا میں یہ احکام ہیں کہ غسل نہ دیا جائے اور نہ کفن بلکہ اپنے کپڑوں میں ہی رکھا جائے اسی طرح اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے بعض شہداء وہ ہیں کہ ان پر دنیا میں تو یہ احکام جاری نہیں ہوتے لیکن آخرت میں ان کے لیے شہادت کا درجہ ہے۔ جیسے ڈوب کر یا جل کر یا دیوار کے نیچے دب کر مرنے والا طلب علم، سفر حج، فرض، راہ خدا میں مرنے والا اور نفاس میں مرنے والی عورت پیٹ کے مرض اور طاعون اور ذات الجنب اور سل میں اور جمعہ کے دن مرنے والے

وغیرہ۔(خزائن العرفان)

مسافر کی موت:۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حالت سفر میں (مسافر کی) موت شہادت ہے (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک ایسے شخص کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی جو مدینہ ہی میں پیدا ہوا تھا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اسکی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر فرمایا کہ کاش یہ شخص اپنے پیدا ہونے کی جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ مرا ہوتا۔ صحابہ نے عرض کیا ۔یارسول اللہ کیوں

آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے وطن کے علاوہ کسی دوسری جگہ مرتا ہے تو اسکے وطن سے لیکر اس کے مرنے کی جگہ تک اس کے لیے جنت میں پیائش کی جاتی ہے۔(نسائی، ابن ماجہ)

جمعہ کے دن موت:۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن مریگا اسکو اللہ تعالیٰ جل شانہ عذاب قبر سے نجات دیگا اور جب قیامت کے دن وہ میدان محشر میں آئیگا تو اس کے بدن پر شہیدوں کی مہر ہوگی ۔(شرح الصدور)

حق گو کی موت:۔حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ شہداء میں اللہ کے نزدیک سب زیادہ با فضیلت شہید کون ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جو ظالم حاکم کے سامنے کھڑے ہو کر اسے اچھا اور نیک کام کرنے کا حکم دے اور برے کام سے روکے اور وہ حاکم اس شخص کو مار ڈالے۔

صابرہ عورت کی موت:۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے لیے غیرت اور خودداری رکھی ہے اور مردوں کے لیے جہاد ضروری قرار دیا ہے۔ جو عورت اپنی سوکن کی موجودگی میں صبر اور ضبط کے دامن کو پکڑے

رکھے (اللہ تعالیٰ) اسے شہید کا اجر دینگے۔

حدیث میں ہے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ شہیدوں کے درجے میں کوئی اور بھی ہوگا حضور ﷺ نے فرمایا۔ ہاں جو شخص اپنی موت کو بیس مرتبہ ہر روز یاد کریگا۔ (انوار ساطعہ صفحہ ۱۲۵)

مؤذن کی موت:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ موذن جو کار ثواب سمجھ کر اذان دیتا ہے وہ خون میں لتھڑے ہوئے شہید کی طرح ہوگا جب مریگا اس کے جسم میں کیڑے نہ پڑینگے۔ (طبرانی)

تاجر کی موت:۔ حدیث پاک میں ہے سچا اور امانتدار تاجر قیامت کے دن شہداء کے ساتھ ہوگا۔

رمضان شریف میں موت:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو (مسلمان) شخص ماہ رمضان میں مریگا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہیگا۔ (شرح الصدور)

روزہ کی حالت میں موت:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے روزہ رکھا اور اسی حال میں مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے قیامت تک کے روزہ کا ثواب عطا فرمائیگا۔ (شرح الصدور)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص رمضان کے اخیر مہینے میں انتقال کرے وہ جنتی اور جو شخص عرفہ (نویں ذالحجہ) کو آخر دن میں مریگا وہ جنتی ہوگا اور جو شخص صدقہ دے کر مریگا وہ جنتی ہوگا۔ (شرح الصدور)

قرآن پاک حفظ کرتے ہوئے موت:۔ روایت ہے فردوس دیلمی میں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن شریف یاد کرتا تھا اور ختم کرنے سے پہلے انتقال کر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں فرشتہ مقرر کرتا ہے کہ پورا قرآن شریف اس کو حفظ کرائے یہاں تک کہ قیامت کے دن حافظ قرآن ہو کر اپنی قبر سے اٹھے گا۔ (شرح الصدور)

مدینہ منورہ میں موت:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص مدینہ میں مر سکتا ہو اسے مدینہ ہی میں مرنا چاہیے۔ کیونکہ جو شخص مدینہ میں مریگا میں اسکی شفاعت کرونگا۔ (احمد، ترمذی)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا:۔ اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلك واجعل موتی ببلدر سولك۔

ترجمہ: اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور اپنے رسول ﷺ کے شہر (مدینہ منورہ) میں موت عطا فرما۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یہ کیسے ہو سکے گا تو آپ نے فرمایا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے آپکی دعا قبول فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت:۔ ۲۳ ہجری میں ایک مجوسی غلام ابولؤلو فیروز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اور شکایت کی کہ میرا مالک میری اجرت کا مالکانہ مجھ سے زیادہ لیتا ہے آپ اس سے بلا کر کہیں کہ وہ کم لیا کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ تو کیا کام کرتا ہے۔ فیروز نے کہا کہ میں بڑھئی کا کام کرتا ہوں اور ہوائی چکیاں بناتا ہوں۔ حضرت نے پوچھا کہ تیری کمائی میں سے تیرا مالک تجھ سے کیا لیتا ہے۔ فیروز نے کہا دو درہم روزانہ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تو ایک ہنر مند آدمی ہے اور ہوائی چکیاں بناتا ہے۔ تجھے آمدنی معقول ہوتی ہے اور اس آمدنی پر دو درم روزانہ مالکانہ زیادہ نہیں بلکہ واجبی ہے۔ فیروز سخت رنجیدہ ہوا اور اس نے کہا کہ بہت بہتر میں آپ کے لیے ایسی چکی بناؤنگا کہ وہ قیامت تک چلتی رہیگی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ غلام مجھے دھمکی دیتا ہے۔ اگر میں کسی شخص کو محض شک کی بناء پر سزا دینے والا ہوتا تو اس غلام کو قتل کرنے کا حکم دیتا۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ نہ کہا اور وہ رنجیدہ دل چلا گیا۔

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ فیروز خنجر لیکر مسجد میں آیا اور آگے بڑھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پے در پے چھ وار کئے حاضرین نے فیروز کو پکڑنے کی کوشش کی فیروز نے تیرہ آدمی زخمی کئے جن میں سے سات جاں بحق ہو گئے۔ آخر ایک آدمی نے اسکو گرفتار کر لیا فیروز نے جب اپنے آپ کو موت کے پنجے میں گرفتار دیکھا تو فی الفور خنجر اپنے سینے میں مار کر وہیں ڈھیر ہو گیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخموں سے چور تھے مگر اسی حالت میں باقی نماز پڑھائی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے کہ ان کو قتل کرنے والا مسلمان نہیں بلکہ ایک غیر مسلم آتش پرست تھا آخر ماہ ذوالحجہ ۲۳ھ میں وفات پائی آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ انا اللہ و انا الیہ راجعون ۔آپ نے دس سال چھ ماہ حکمرانی کی ہے۔

<u>سورۃ یسین پڑھنے پر شہید کا ثواب</u>: من داوم علی قراۃ یسین کل لیلۃ فمات مات شہیدا ۔(طبرانی)۔ جو شخص ہر رات کو ہمیشہ سورۃ یسین پڑھے اور مر جائے تو شہید مرے گا۔

<u>سورۃ حشر کی آخری آیات پر شہید کا ثواب</u>: ۔حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم اور سورۃ حشر کی آخری آیتیں (ھو اللہ الذی سے آخر تک) پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے مقرر کرتا ہے جو اس کے لیے شام تک بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ اگر وہ شخص اس دن مر جاتا ہے تو اسکی موت شہید کی موت ہوتی ہے اور جو شخص یہ (آیات) شام کو پڑھتا ہے وہ بھی اسی اجر کا مستحق ہوتا ہے۔(مشکوۃ)

آیت کریمہ پڑھنے پر شہید کا ثواب:۔حدیث پاک میں ہے جو مسلمان اپنے مرض میں حضرت یونس علیہ السلام کی یہ دعا (لا الہ الا انت سبحنك انی کنت من الظلمین) چالیس مرتبہ پڑھے اور اسی مرض میں انتقال کرے تو اسے شہید کا ثواب دیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص روزانہ پچیس مرتبہ یہ دعا اللھم بارك لی فی الموت و فیما بعد الموت پڑھے اور بستر مرگ پر اسکا انتقال ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کا ثواب عنایت فرماتے ہیں۔

سو مرتبہ درود پاک پڑھنے پر شہید کا ثواب:۔حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار اپنی رحمت نازل فرماتے ہیں جو شخص مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر سو مرتبہ اپنی رحمت نازل فرماتے ہیں اور جو شخص مجھ پر سو مرتبہ درود پاک پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان براۃ یعنی نفاق اور آگ سے نجات لکھ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رکھیں گے۔

شہادت کی طلب:۔حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے شہادت کی موت مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے مراتب پر پہنچا دے گا اگر چہ وہ بستر پر مرے۔ سبحان اللہ (مسلم)

سنت رسول ﷺ کی عظمت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص

میری امت کے فساد کے وقت میری سنت پر مضبوطی سے قائم رہیگا اس کو سو (100) شہیدوں کا ثواب ملے گا۔(طبرانی)

حضور ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ بندہ (مومن) کو ایک سنت پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائینگے۔

سنت پر عمل پیرا ہونے کا ایمان افروز واقعہ:۔قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء شریف میں ایک ایمان افروز واقعہ نقل کیا ہے۔

واقعہ:۔حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک جماعت کے ساتھ نہانے کے لیے گیا ہم سب تہبند باندھ کر پانی میں داخل ہوئے جب میرے ساتھی پانی کے درمیان (گہرے پانی) میں پہنچے اور ان کے ستر چھپ گئے تو سب نے تہبند کھول دیے ۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنا تہبند نہ کھولا تہبند باندھ کر ہی نہایا۔رات ہوئی میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے اے احمد تجھے خوشی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے سنت پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے تجھے بخش دیا۔اور تجھے امام بنا دیا میں نے آواز دینے والے سے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں جبرائیل علیہ السلام ہوں ۔(شفاء شریف)

مومن صالح کی موت

مومن صالح کے لیے انعام و اکرام کا خصوصی سلسلہ عالم برزخ یعنی موت آنے کے وقت سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ام حسب الذین اجترحوا ھوا السیات ان نجعلھم کا الذین آمنو ا وعملو الصلحت سواء محیاھم ومما تھم ساء ما

یحکمون۔ ۲۱/۴۵

ترجمہ: کیا جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کر دینگے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کی ان کی زندگی اور موت برابر ہو جائے۔ کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں۔
یعنی ایمانداروں اور کافروں کی موت وحیات برابر ہو جائے ایسا ہر گز نہیں ہوا کیونکہ ایماندار زندگی میں طاعت پر قائم رہے اور کافر بدیوں میں ڈوبے رہے تو ان دونوں کی زندگی برابر نہ ہوئی ایسے ہی موت بھی یکساں نہیں۔ کہ مومن کی موت بشارت و رحمت و کرامت پر ہوتی ہے اور کافر کی رحمت سے مایوسی اور ندامت پر۔

شان نزول:۔ مشرکین مکہ کی ایک جماعت نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ گر تمہاری بات حق ہو اور مرنے کے بعد اٹھنا ہو تو بھی ہم ہی افضل رہینگے۔ جیسا کہ دنیا میں ہم تم سے بہتر رہے۔ ان کی رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان)

مومن اور کافر کی موت میں فرق

اس باب میں کثیر تعداد میں احادیث مبارکہ وارد ہیں صرف حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث پاک پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

حدیث پاک:۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں گئے قبر پر پہنچے قبر ابھی تیار نہ تھی۔ حضور ﷺ بیٹھ گئے۔ ہم آپ کے آس پاس ایسے بیٹھ گئے کہ ہمارے سروں پر پرندے ہیں۔ حضور ﷺ کے ہاتھ میں چھڑی تھی جس سے آپ زمین کریدنے لگے۔ پھر سر اٹھایا دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو پھر فرمایا۔ کہ بندہ مومن جب دنیا سے روانہ ہو کر آخرت کی طرف جانے لگتا ہے تو اس پر آسمان سے سفید چہرے والے فرشتے اترتے ہیں۔ گویا ان کے چہرے سورج ہیں جن کے ساتھ جنت کے کفنوں سے کفن اور وہاں کی

خوشبو ہوتی ہے حتیٰ کہ میت کی تا حد نگاہ بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموتؑ آتے ہیں اس کے سر
کے پاس بیٹھ کر کہتے ہیں۔اے پاک روح اللہ کی بخشش اور رضا کی طرف چل تو وہ نکلتی ہے
ایسی بہتی ہوئی جیسے مشک سے قطرہ ملک الموت اسے لے لیتے ہیں جب لیتے ہیں تو فرشتے
ان کے ہاتھ میں پل بھر نہیں چھوڑتے حتیٰ کہ اسے لے لیتے ہیں اسکو کفن اور خوشبو میں ڈال
دیتے ہیں اس میت سے ایسی نفیس خوشبو نکلتی ہے جیسے روئے زمین پر بہترین مشک سے
۔فرمایا اسے لیکر چڑھتے ہیں تو فرشتوں کی کسی جماعت پر نہیں گزرتے مگر وہ کہتے ہیں کہ یہ کیا
ہی نفیس خوشبو ہے یہ کہتے ہیں کہ یہ فلاں ابن فلاں ہے اسکا وہ اعلیٰ نام لیکر جو زمین میں لیا
جاتا تھا حتیٰ کہ اسے لیکر دنیاوی آسمان پر پہنچتے ہیں تو اس کے لیے کھلواتے ہیں تو کھول دیا جاتا
ہے اسے ہر آسمان کے فرشتے دوسرے آسمان پر پہنچانے جاتے ہیں حتیٰ کہ ساتویں آسمان
تک پہنچا دیتے ہیں۔رب فرماتا ہے کہ میرے بندے کی کتاب علیین میں لکھو۔اور اسے
زمین کی طرف کر دو کیونکہ میں نے انہیں زمین سے ہی پیدا کیا وہاں ہی لوٹاؤں گا وہاں ہی
سے دوبارہ نکالوں گا فرمایا اس کی روح جسم میں واپس کی جاتی ہے۔پھر اس کے پاس
دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ رب تیرا کون وہ کہتا ہے رب
میرا اللہ ہے وہ کہتے ہیں دین تیرا کیا وہ کہتا ہے دین میرا اسلام کہتے ہیں یہ صاحب کون ہیں
جو تم میں بھیجے گئے وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہیں وہ کہتے ہیں تجھے کیسے معلوم ہوا یہ کہتا ہے
میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اسپر ایمان لایا اس کی تصدیق کی۔تو آسمان سے پکارنے والا
پکارتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے۔اس کے لئے جنت کا فرش بچھاؤ جنتی لباس پہناؤ اور جنت کی
طرف دروازہ کھول دو فرمایا تب استک جنت کی راحت و خوشبو آتی ہے تا حد نگاہ اس کی قبر
میں فراخی کی جاتی ہے۔فرمایا کہ اسکے پاس ایک خوبصورت اچھے کپڑوں والا اچھی خوشبو والا
شخص آتا ہے کہتا ہے اس سے خوش ہو جو تجھے مسرور کرے گی یہ تیرا وہ دن ہے جسکا تجھ وعدہ
کیا جاتا تھا۔یہ کہتا ہے تو کون ہے تیرا چہرہ بھلائی لاتا ہے۔وہ کہتا ہیں میں تیرا نیک عمل ہوں

۔بندہ کہتا ہے یارب قیامت قائم کر یارب قیامت قائم کرتا کہ میں اپنے گھر بار اور مال میں پہنچوں۔فرمایا کہ بندہ کافر جب دنیا کے خاتمے اور آخرت کی آمد میں ہوتا ہے تو اسکی طرف آسمان سے سیاہ چہرے والے فرشتے اترتے ہیں جن کے ساتھ ٹاٹ ہوتے ہیں۔اس کی حد نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آتے ہیں اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں کہتے ہیں اے خبیث جان رب کی ناراضی کی طرف نکل فرمایا کہ جان اسکے جسم میں چھپتی پھرتی ہے وہ اسے ایسے کھینچتے ہیں جیسے گرم سیخ بھیگی اون سے کھینچی جاتی ہے۔پھر اسے لے لیتے ہیں تو دوسرے فرشتے وہ جان ملک الموت کے ہاتھ میں پلک جھپکے تک نہیں چھوڑتے حتی کہ اسے ان ٹاٹوں میں ڈال لیتے ہیں اور اس سے روئے زمین کے بدترین مردار کی سی بدبو نکلتی ہے اسے لیکر چڑھ جاتے ہیں فرشتوں کی جس جماعت پر بھی گزرتے ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ کون خبیث جان ہے وہ اس کے دنیاوی بدترین ناموں سے جس سے موسوم کیا جاتا تھا نام لیکر کہتے ہیں کہ فلاں فلاں کا بیٹا یہاں تک کہ اسے لیکر آسمان دنیا تک آتے ہیں۔کھلوایا جاتا ہے تو اسکے لیے کھولا نہیں جاتا پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ترجمہ: نہ انکے لئے آسمان کے دروازے کھلیں اور نہ وہ جنت میں جائیں حتی کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہوجائے۔پھر رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی کتاب نچلی زمین کے سجین میں لکھو پھر اسکی جان پٹخ دیجاتی ہے پھر حضور ﷺ نے یہ تلاوت کی کہ جس نے اللہ سے شرک کیا گویا وہ آسمان سے گر گیا جسے پرندے اچکتے ہیں یا اسے دور جگہ میں ہوا پھینکتی ہے۔پھر روح جسم میں لوٹائی جاتی ہے اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں کہتے ہیں تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا پھر کہتے ہیں یہ کون صاحب ہیں جو تم میں بھیجے گئے وہ کہتے ہیں ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔تب آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے یہ جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا بستر بچھاؤ اور آگ کی طرف دروازہ کھولو۔پس اس تک دوزخ کی گرمی اور وہاں کی لو آتی ہے اس پر

قبر اتنی تنگ کی جاتی ہے کہ اسکی پسلیاں ادھر ادھر ہو جاتی ہیں۔ اس کے پاس ایک بدشکل برے لباس والا بدبودار آدمی آتا ہے کہتا ہے اس کی خبر لے جو تجھے غمگین کرے گی یہی وہ دن ہے جسکا تجھ سے وعدہ تھا مردہ کہتا ہے کہ تو ہے کون کہ تیرا چہرہ شر (ڈر) لاتا ہے وہ کہتا ہے میں تیرے برے عمل ہوں تب یہ کہتا ہے الٰہی قیامت نہ قائم کر۔ اور ایک روایت میں اس کی مثل ہے اس میں اتنی زیادتی ہے کہ جب مومن کی جان نکلتی ہے تو آسمان و زمین کے درمیان کے سارے فرشتے اس پر دعا کرتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں ہر دروازے والے یہی دعا کرتے ہیں کہ اسکی روح ان کی طرف سے چڑھے۔ اور کافر کی جان اسکی رگوں کے ساتھ نکالی جاتی ہے اس پر آسمان زمین کے درمیان والے فرشتے اور آسمان کے سارے فرشتے لعنت کرتے ہیں آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ہر دروازے والے یہی دعا کرتے ہیں کہ الٰہی اس کی روح انکی طرف نہ چڑھے۔ (احمد)

<u>ارواح سے ملاقات</u>: بندہ مومن کی موت کے بعد جب ملائکہ اس کی روح کو آسمان پر لے جاتے ہیں تو اسکی روح سے ملاقات کرنے گزشتہ روحیں آتی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔

فیاتون به ارواح المومنين فهم اشد فرحابه من احد کم بغائبه يقدم عليه فيسالونه ماذا فعل فلان ماذا فعل فلان فيقولون دعوه فانه كان في غم الدنيا۔ الیٰ آخرہ (احمد، نسائی)

ترجمہ: ملائکہ اسے مسلمانوں کی روحوں کے پاس لاتے ہیں مومنین اس کی وجہ سے زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ جیسے تم میں سے کوئی گمشدہ آدمی کے آجانے سے خوش ہوے۔ اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں کیا کرتا ہے۔ فلاں کیا کرتا ہے پھر کہتے ہیں۔ اسے چھوڑو یہ دنیا کے غم میں تھا یہ

کہتا ہے کہ وہ مر گیا ہے کیا تمہارے پاس نہیں آیا وہ کہتے ہیں کہ سے ام ہاویہ میں پہنچا دیا گیا ہے۔ یعنی مومن روحیں اسی جانے والی روح کو گھیر لیتی ہیں اور اپنے زندہ لوگوں کے حالات پوچھتی ہیں پھر بعض روحیں کہتی ہیں کہ سوال جواب ختم کرواسے آرام کرنے دو یہ ابھی دنیوی تکالیف اور شدت نزع سے چھوٹ کر آیا ہے۔ خیال رہے کہ روحوں کا یہ سوال اشتیاق کی وجہ سے ہوتا ہے ورنہ مومن روحیں اپنے زندوں کے حالات سے خبردار رہتی ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم (علاوہ ازیں) مومن روحیں ہر جمعرات کو گھر آ کر زندوں سے ایصال ثواب کی درخواست کرتی ہیں۔ (مرآۃ المناجیح) ایک حدیث پاک میں ہے مرنے کے بعد روح کے عالم برزخ میں پہنچتے ہی میت کے عزیز و احباب اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور اپنے اپنے عزیزوں کے حالات بے تابی سے دریافت کرتے ہیں حتی کہ ملائکہ کو یہ کہہ کر انہیں روکنا پڑتا ہے۔ کہ اسے دم تو لینے دو یہ موت کی شدتوں سے چور چور ہو کر آ رہا ہے۔ (عالم برزخ)

☆۔ حضرت محمد ابن منکدر سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت جابر ابن عبداللہ کے پاس گیا جبکہ وہ (عالم نزع) وفات پا رہے تھے۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو میرا اسلام کہنا۔ (ابن ماجہ)

☆۔ حضرت عبدالرحمان ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ جب حضرت کعب کو موت آئی۔ تو ان کے پاس ام تبشر بنت ابن معرور آئیں اور بولیں اے ابو عبدالرحمان اگر تم فلاں سے ملو تو انہیں میرا اسلام کہنا۔ الی آخرہ (ابن ماجہ بیہقی)

اعتدال کی راہ:۔ آئندہ اوراق میں تحریر کردہ عقائد اور مسائل کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ضرور ہے میں علماء کرام کا ایک ادنیٰ خادم ہوں۔ علماء کرام کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں نے اختلافی مسائل بیان کر کے کسی کو پریشان کرنے کی قطعاً کوئی کوشش نہیں کی۔ اور نہ ہی اپنی کتاب کو اختلافی مسائل تحریر کرنے کی نذر کیا ہے میں نے اس

مقام پر ان عقائد اور مسائل کا ذکر کیا ہے جن پر اجماع امت ہے جن پر اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے میں نے ان مسائل کو اصلاحی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے دلائل کی روشنی میں تحریر کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ بھی پڑھ کر اس سے اتفاق کرینگے۔

مومن صالح کی موت سے زیادہ قبور تک کے برزخی مراحل (اختصار سے)

مومن کا تحفہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا موت مومن کا تحفہ ہے (بیہقی)

حضرت ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے بندہ مومن (موت سے) دنیا کی تکلیف اور اذیتوں سے چھوٹ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت میں جاتا ہے (متفق علیہ)

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب مومن کو موت آتی ہے تو اسے اللہ کی رضا اور اس کے احترام کی بشارت دی جاتی ہے تب اسے اگلے جہان سے کوئی چیز پیاری نہیں ہوتی۔ (متفق علیہ)

قارئین کرام! موت کے بعد میت کو دفن کرنے سے قبل اور دفن کرنے کے بعد بھی حیات کے اوصاف مثلاً پہچاننا، کلام کرنا، دیکھنا اور سننا وغیرہ جیسے اوصاف مشیت ایزدی سے دین اسلام کی روشنی میں حاصل رہتے ہیں۔

آپ میت کے لیے تحریر کردہ چار اوصاف کے بارے میں مندرجہ بالا تحریر پڑھ کر حیران نہ ہوں۔ اس لیے کہ موجودہ دور کسی کی اندھی تقلید کرنے کا دور نہیں بلکہ دلائل اور حوالہ جات کا دور ہے۔ لہذا میں نے کوئی بات بغیر حوالہ کے تحریر نہیں کی جو کچھ لکھا ہے قرآن پاک اور احادیث رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں لکھا ہے بزرگان دین کی کتابوں سے لکھا ہے۔ انشاء

اللہ تعالیٰ آپ بھی پڑھ کر اس سے ضرور اتفاق کرینگے اگلے اوراق میں باحوالہ وضاحت ہے

۔

ہاں البتہ طوالت سے بچنے کے لیے حوالہ جات کا استیعاب ممکن نہیں ہر مقام پر مختصر حوالہ جات کا ذکر کرنا کافی سمجھا گیا ہے۔

احادیث مبارکہ :۔ میت کو غسل دینے سے لیکر زیارۃ قبور تک ان احادیث مبارکہ کا خصوصی طور پر ذکر جمیل جن سے میت کی پہچان، کلام، میت کا، دیکھنا، سننا وغیرہ واضح ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میت پہچانتا ہے غسل دینے والے کو اور جو اسے اٹھاتا ہے۔ جو کفن دیتا ہے اور جو اسے قبر میں اتارتا ہے۔ (ابن مندہ۔ مرقاۃ۔ امام احمد۔ ابی الدنیا۔ طبرانی الحاوی للفتاویٰ) -

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہر مردہ اپنے نہلانے والے کو پہچانتا ہے۔ اور اٹھانے والے کو قسمیں دیتا ہے اگر اسے آسائش اور پھولوں اور آرام کے باغ کا مژدہ ملا تو قسم دیتا ہے مجھے جلدی لے چل اور آب گرم کی مہمانی اور بھڑکتی آگ میں جانے کی خبر ملتی ہے۔ قسم دیتا ہے مجھے روک رکھ۔ (کتاب الروضۃ)

میت کی پہچان اور کلام کرنا واضح ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب مردہ کو جنازہ پر رکھ کر تین قدم لیکر چلتے ہیں ایک کلام کرتا ہے۔ جسے سب سنتے ہیں۔ جنہیں اللہ چاہے سوا جن وانس کے۔ کہتا ہے اے بھائیو اے نعش اٹھانے والو تمہیں دنیا فریب نہ دے جیسے مجھے دیا اور تم سے نہ کھیلے جیسے مجھ سے کھیلی۔ الی آخرہ۔ (ابن ابی الدنیا کتاب القبور)

حضرت ام الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیشک مردہ جب چارپائی پر رکھا جاتا ہے پکارتا ہے اے گھر والو اے ہمسایو اے جنازہ اٹھانے والو دیکھو دنیا تمہیں دھوکا نہ دے جیسا مجھے دیا۔ (امام احمد کتاب الزھد)

حضرت ابن الدنیا حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں ہر مردہ جانتا ہے کہ اس کے بعد اس کے گھر والوں میں کیا ہو رہا ہے لوگ اسے نہلاتے ہیں کفناتے ہیں اور وہ انہیں دیکھتا ہے۔(ابن ابی الدنیا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

مسلمان کی روح نہیں نکلتی جب تک بشارت نہ دیکھ لے پھر جب نکل چکتی ہے تو ایسی آواز سے جسے انس و جن کے سوا گھر کا ہر چھوٹا بڑا جانور سنتا ہے ندا کرتی ہے مجھے جلد لے چلو ارحم الراحمین کی طرف پھر جب جنازے پر رکھتے ہیں کہتی ہے کتنی دیر لگا رہے ہو چلنے میں ۔(ابن ابی شیبہ)

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور مرد اُسے اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں۔ اگر نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے۔(قدموانی) مجھے آگے بڑھاؤ (جلدی لے چلو) اگر بد ہوتا ہے۔تو کہتا ہے ہائے خرابی اس کو کہاں لئے جاتے ہو۔(بخاری)

قارئین کرام! ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں میت کا پہچاننا، میت کا کلام کرنا، میت کا دیکھنا حتی کہ میت کا تین قدم چلنے کی گنتی جاننا بھی واضح ہیں۔

قبر کا بیان:۔قبر، میت کو دفن کرنے کی جگہ شرعی نقطہ نگاہ سے قبر زمین میں (شرعی طریقہ کے مطابق) کھودے گئے اس گڑھے کو کہتے ہیں۔ جسمیں میت کی نعش کو دفن کیا جاتا ہے اور اسمیں میت کا اکرام ہے اس لیے میت کو غسل اور کفن دینے نماز جنازہ پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ارشاد گرامی کے مطابق اسے قبر میں دفن کیا جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ثم اماته فاقبره۔پارہ ۳۰ ع ۵

ترجمہ: پھر اسے موت دی پھر قبر میں رکھوایا۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فقبرہ نہیں فرمایا بلکہ فاقبرہ فرمایا ہے۔کیونکہ قابر وہ ہے جو اپنے ہاتھ سے دفن کرے اللہ تعالیٰ جل شانہ تو مقبر ہیں۔اقبر المیت اس وقت کہا جاتا ہے جب دوسرے کو دفن کرنے کا حکم کرے۔(تفسیر کبیر)

علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

ثم اماته فاقبره۔

ترجمہ: یعنی اس کو صاحب قبر کیا۔

جس سے میت کی نعش کو چھپایا جاتا ہے۔اس کے اکرام کی خاطر اور اس کو زمین پر نہیں پھینک دیا جاتا۔کہ جو دیکھے برا محسوس کرے۔پرندے اور درندے جب اسے پائیں تو اسے نوچ نوچ کر کھائیں جیسا کہ دوسرے حیوانوں سے کرتے ہیں۔(روح المعانی)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ثم اماته فاقبره۔

ترجمہ: انسان کو (اللہ تعالیٰ نے) اس مخلوق بنایا۔

جسے دفن کیا جاتا ہے۔اور ان میں سے نہیں بنایا جنہیں یوں پھینک دیا جاتا ہے۔(فتح الباری)

كان القبر مما اكرم به بنو آدم۔

قبر وہ جگہ ہے جس سے بنی آدم کو عزت بخشی گئی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قبر میں دفن کرنے کی مصلحت کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

ترجمہ۔دفن کرنے میں مصلحت یہ ہے کہ جب بدن کے اجزاء تمام یکجا ہوں گے تو بدن سے روح کا تعلق کامل ہوگا اور سارے بدن سے ہوگا۔اور استفادہ کرنے والوں کی طرف روح

سہولت سے متوجہ ہو گی کیونکہ بدن کے مقام کے تعین سے روح کا مکان بھی متعین ہو گا اور اس دنیا سے ملاقات فاتحہ اور تلاوت قرآن کا ثواب بدن کے مدفن میں پہنچے گا تو خوب نافع ہو گا۔اس لیے بدن کو جلانا گویا روح کو بے گھر کر دینا ہے اور دفن کرنا گویا روح کے لیے ایک مسکن بنانا ہے۔اسی بناء پر ان اولیاء کرام اور صالح مومنین سے نفع اور استفادہ کا سلسلہ جاری ہے جو دفن کیے گئے۔(تفسیر عزیزی، حیات برزخیہ، حیات الموات فی سماع الاموات)

دفن کرنے میں جلدی کی جائے:۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔کہ جنازہ کو جلدی (تیز) لے جاؤ۔اگر وہ نیک ہے۔تو بھلائی ہے جس کی طرف تم اسے لے جا رہے ہو۔اور اگر اس کے سوا کچھ اور (بد) ہے تو وہ ایک بری چیز ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔(بخاری، مسلم)

حضرت ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔کہ اگر وہ (میت) نیک ہوتا ہے۔
تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو۔اور اگر بد ہو تو اپنے گھر والوں سے کہتا ہے۔
ہائے اسے کہاں لے جاتے ہو اس کی آواز انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔
اگر انسان سنے تو بے ہوش ہو جائے۔(بخاری)

قارئین کرام! دفن کرنے میں جلدی اس لئے بھی کی جائے کہ نیک آدمی کو اس لئے کہ اس کے اگلے گھر میں اس کیلئے خیر ہے۔لہذا وہاں جلدی پہنچاؤ کیونکہ نزع کے وقت اس کو آئندہ کے حال کا پتہ چل جاتا ہے۔اب اسے یہاں ٹھہرنا وبال معلوم ہوتا ہے اس لئے وہ کہتا ہے۔قدمونی۔مجھے جلدی لے چلو اگر بد ہوتا ہے۔تو کہتا ہے۔کہ اسے کہاں لے جاتے ہو۔
اگر میت بد ہے تو اس کو بھی جلدی لے جاؤ۔کہ وہ رحمت الہی سے دور ہے تم سے بھی جلدی دور ہو جائے۔

میت کا یہ کلام یہ گفتگو زبان حال سے نہیں بلکہ زبان قال سے آواز کے ساتھ ہوتا ہے۔جسے انسان کے سوا جانور فرشتے وغیرہ سنتے ہیں۔

روح کا اعادہ:۔منکر ونکیر کے سوالات سے پہلے بدن میں روح کا اعادہ کیا جاتا ہے
حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث پاک میں ہے۔

فتعاد روحه فی جسده فیاتیه ملکان فیجلسانه۔

فرمایا۔اسکی روح جسم میں واپس کی جاتی ہے۔پھراس کے پاس دوفرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں۔الیٰ اخرہ (احمد)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت کردہ حدیث پاک میں ہے جب قبر میں رکھدیا جاتا ہے۔توروح اس کے بدن میں لوٹائی جاتی ہے۔اورقبر کے دوفرشتے آجاتے ہیں۔(الفتاوی الحدیثیہ)

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ روح صرف سینہ تک لوٹائی جاتی ہے مگراسکا کوئی ثبوت نہیں۔ظاہر یہ ہے کہ جسم کے سارے اجزاء میں روح داخل ہوتی ہے۔(مراۃ المناجیح)

علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

ترجمہ۔پھرخوب سمجھ لوکہ بدن کے ساتھ روح کا اتصال ایک جزوکو چھوڑ کے دوسرے کے ساتھ مختص نہیں بلکہ یہ اتصال متصل ہے۔اورتمام اجزائے بدن میں روح پہنچ جاتی ہے۔خواہ ایک جزومشرق میں ہواورایک مغرب میں۔(روح المعانی)

علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

حیات قبرتمام مردوں کے لیے ہے۔جوروح اورجسم دونوں کے ساتھ ہے۔اوراسمیں کوئی شک نہیں۔(شفاء السقام)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔(کیا ہی خوب لکھتے ہیں)

ان الاحادیث مصرحۃ باعادۃ الروح الیٰ البدن عند السوال۔

(شرح الصدور)

احادیث مبارکہ میں صراحت ہے کہ (منکر ونکیر کے) سوال کے وقت روح کا بدن میں اعادہ کیا جاتا ہے۔

جوتیوں کی آواز سننا:۔ امام بخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی اپنے صحاح اور امام احمد مسند ہیں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پرنور سید العالمین ﷺ فرماتے ہیں۔

واللفظ لسلم ان المیت اذا وضع فی قبرہ انہ لیسمع خفق نعالھم اذا انصرفوا۔

ترجمہ: مردہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور لوگ دفن کر کے پلٹتے ہیں بیشک وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔

امام احمد وابوداؤد بسند جید براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم ﷺ نے فرمایا۔

ان المیت یسمع خفق نعالھم اذا ولوا مدبرین۔

ترجمہ: بیشک مردہ جوتیوں کی پہچل سنتا ہے جب لوگ اسے پیٹھ دے کر پھرتے ہیں۔

امام بیہقی وطبرانی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں۔

ان المیت اذا دفن یسمع خفق نعالھم اذا ولوا عنہ منصرفین ۔

ترجمہ: بیشک جب مردہ دفن ہوتا ہے اور لوگ واپس آتے ہیں وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب اس کے دفن سے فارغ ہوئے اور لوگ پلٹے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اب وہ تمھاری جوتیوں کی آواز سن رہا ہے۔ (طبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ ان المیت اذا وضع فی قبرہ انہ لیسمع

خفق نعالهم حين يولون۔

ترجمہ: قسم اسکی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب مردہ قبر میں رکھا جاتا ہے کفش پائے مردم کی آواز سنتا ہے جب اسکے پاس سے پلٹتے ہیں۔(المستدرک۔ بیہقی۔طبرانی)

اس عنوان پر صرف اتنی روایات لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں۔اتنا ضرور عرض کرونگا کہ کتنا راسخ اور ضروری عقیدہ ہے کہ جس کے بارے میں حضورﷺ نے حلف اٹھا کر فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم۔جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب مردہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو لوگوں کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔جب اس کے پاس سے پلٹتے ہیں۔

منکر ونکیر :۔منکر ونکیر کے بارے میں بے شمار حدیثیں وارد ہیں۔اور سب کے راوی قومی ہیں۔منکر ونکیر فرشتوں کے نام ہیں منکر ونکیر کے معنیٰ اجنبی ہونے کے ہیں کیونکہ یہ فرشتے میت کے لیے ہر طرح سے اجنبی ہوتے ہیں۔

میت نے کبھی ان کو دیکھا نہیں ہوتا۔اس لئے ان کو منکر ونکیر کہتے ہیں نہایت ہی ڈراؤنی اور ہیبت ناک انسانی شکل میں میت کے پاس قبر میں سوالات کرنے کے لیے آتے ہیں۔قبر کا یہ امتحان بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔اس امتحان میں صرف قبر(عالم برزخ) کی کامیابی کا انحصار نہیں بلکہ اخروی کامیابی کا انحصار بھی اسی امتحان کی کامیابی میں پنہاں ہے ان سوالات کے جوابات کے لیے حیات علم وفہم اور ادراک کا ہونا ضروری ہے۔اگر میت سنتا نہیں کلام کرتا نہیں بات یاد نہیں عقل کامل نہیں تو جواب کیسے دے سکے گا۔جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس بارے میں استفسار کرنے سے واضح ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استفسار :۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔کہ حضورﷺ نے قبر کے فرشتوں (منکر ونکیر) کا ذکر فرمایا۔تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا یا رسول اللہﷺ۔کیا ہماری عقلیں (منکیر ونکیر کے سوالات

کے وقت) لوٹائی جائینگی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا ہاں جس طرح آج ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ان کے منہ میں پتھر۔ (الترغیب والترھیب)۔

تشریح۔ فقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بفیہ الحجر۔ ان کے منہ میں پتھر مطلب یہ ہے کہ جب ہماری عقلیں (منکر نکیر کے سوالات کے وقت) ہمیں آج کی طرح لوٹادی جائینگی تو فکر کی کوئی بات نہیں ہم ان کو مسکت جواب دینگے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوابات اور منکر نکیر سے حیران کن سوال کا تذکرہ آرہا ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت اور قبر پر تلقین کرنا منکر ونکیر کو جوابات دینے کے لیے حصول انس اور رہنمائی کرنے کی ایک کڑی ہیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت:۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حالت نزع میں فرمایا۔ کہ مجھے دفن کر چکو تو مجھ پر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا۔ پھر میری قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اسکا گوشت تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ تا کہ میں تم سے انس حاصل کروں اور جان لوں کہ میں اپنے رب کے بھیجے ہوؤں (منکر ونکیر) کو کیا جواب دیتا ہوں۔ (مسلم) اُنس تب حاصل ہو گا جب باہر نظر ہو گی۔

قبر پر تلقین:۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دفن کے بعد قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ کہو اے فلاں ابن فلاں اپنا وہ کلمہ یاد کر جسے تو دنیا میں پڑھتا تھا۔ تیرا رب اللہ ہے۔ تیرا دین اسلام ہے تیرے نبی محمد ﷺ ہیں۔ (اشعۃ اللمعات)

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ حدیث پاک یوں منقول ہے۔

حضرت ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مرجائے جب اس پر مٹی ڈال چکو تو کوئی شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے

اے فلاں بن فلاں وہ کلام سن لیگا مگر جواب نہ دیگا پھر کہے اے فلاں بن فلاں اب وہ کہیگا۔ اللہ تجھ پر رحم کرے ہماری رہنمائی کرلیکن تم نہیں سنتے۔ (رواہ الطبرانی)

امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ جو احناف کے بہت بڑے امام ہیں فرماتے ہیں۔ میت کو دفن کرنے کے بعد تلقین کرنا بہتر ہے۔ اور شوافع نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔ (طحطاوی)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دفن کے بعد تلقین دعا کے علاوہ ہے اور وہ اکثر شوافع کے نزدیک مستحب ہے۔

اور ہمارے بعض اصحاب سے بھی منقول ہے۔ (لمعات)

احناف سے یہی مسلک علامہ شامی امام طحاوی، ملا علی قاری، امام ابن ہمام اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

واضح دلیل:۔ حضرت ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث پاک کی روشنی میں میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد تلقین کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ میت تلقین کرنے والے کی آواز کو سنتا ہے اور اسکا جواب بھی دیتا ہے۔ (جیسا کہ خط کشیدہ عبارت سے واضح ہے)

ثابت قدمی کے لیے دعا:۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو وہاں کچھ دیر ٹھہرتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لیے دعائے مغفرت کرو۔ پھر اس کے لیے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کہ اب اس سے (منکر ونکیر کے) سوالات ہو رہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اس کے پاس دو فرشتے سیاہ فام زرد آنکھوں والے آتے ہیں ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں وہ پوچھتے ہیں الی آخرہ (منکر ونکیر کے سوالات کا ذکر آگے آرہا ہے)۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے

فرمایا کہ آدمی کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی وہاں سے لوٹتے ہیں۔ اور وہ انکے پاؤں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے تو دو فرشتے اس کے پاس آجاتے ہیں۔ پھر اسے بٹھاتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں۔ الی آخرہ (سوالات کا ذکر آگے آرہا ہے)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (قبر میں میت کے پاس) دو فرشتے آتے ہیں پھر اسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں۔ الیٰ آخرہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث اسراء میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ منکر و نکیر ہیں جو آدمی کے پاس آتے ہیں جب اسے مرنے کے بعد دفن کر دیتے ہیں اور وہاں اکیلا ہوتا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے کہا: اے جبرائیل علیہ السلام میرے لیے ان دونوں کی تعریف بیان کر:

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: جی ہاں! میں بیان کرتا ہوں بغیر اس کے کہ ان کے طول و عرض کو ذکر کروں چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے ان دونوں فرشتوں کی انتہائی ہولناک تصویر کشی کی اور بتایا کہ ان کی آوازوں میں بجلی کی سی کڑک ہے اور ان کی نگاہوں میں خیرہ کر دینے والی بجلی کی سی چمک ہے اور ان کے ناخن جولاہے کے کانٹے دار کوچ کی مانند ہیں ان کے مونہوں سے اور نتھنوں اور کانوں سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں اپنے بالوں کو زمین پر گھسیٹتے ہوئے اور اپنے ناخنوں سے زمین کو کھودتے ہوئے (قبر میں) آتے ہیں۔ الیٰ آخرہ (التذکرۃ)

منکر و نکیر کے سوالات و جوابات: ۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں پھر اس سے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے۔ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر کہتے ہیں۔ تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں۔ یہ کون صاحب ہیں۔ جو تم میں بھیجے گئے۔ تو وہ

کہتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ ہیں فرشتے کہتے ہیں تجھے یہ کیسے معلوم ہوا وہ کہتا ہے میں نے اللہ کی کتاب کو پڑھا۔ اس پر ایمان لایا اور اسکو سچا جانا۔ الیٰ آخرہ مشکوۃ۔ ابن ماجہ۔ ترمذی

شان رسالت:۔ منکر نکیر کا تیسرا سوال حضور ﷺ کی ذات بابرکات کے بارے میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے حبیب جناب محمد ﷺ کو یہ خصوصی اعزاز عطا فرمایا ہے کہ قبر میں آپ ﷺ کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔

علامہ احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

ومنها ان الميت يسئل عنه عليه السلام في قبره۔ مواهب اللدنیہ صف ۴۰۵ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے خصائص سے یہ بھی ہے کہ قبر میں میت سے آپ ﷺ کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔

حیران کن سوال:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا جان آپ پر کیا گذری حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میرے پاس دو فرشتے (منکر نکیر) آئے مجھے کہا تیرا رب کون ہے تیرا نبی کون ہے میں نے کہا اللہ میرا رب ہے اور محمد ﷺ میرے نبی ہیں (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پھر ان فرشتوں سے پوچھا) بتاؤ تمہارا رب کون ہے (دونوں حیران ہو گئے اور حیرانی سے) ایک نے دوسرے کو دیکھا اور کہا یہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ چنانچہ وہ لوٹ گئے۔ (الحاوی للفتاوی صف ۳۴۱)

مومن صالح اور منکر نکیر:۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ سے ہیں حضور ﷺ جن کے بارے میں فرماتے ہیں۔

لو كان بعدی نبی لكان عمر بن الخطاب ۔

اگر میرے بعد نبی ہوتا۔ (نبوت کا دروازہ کھلا ہوتا) تو عمر بن الخطاب نبی ہوتے۔ (مشکوۃ) حضرت

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو بہت بڑی شان ہے حضور ﷺ کے ادنیٰ غلام مومن صالح کو منکر نکیر سے کوئی خوف و ہراس نہیں ہوگا۔

حدیث پاک:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مردہ (مومن صالح) قبر میں پہنچتا ہے پھر اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے (نکیرین کے سوال کے وقت اس کی یہ حالت ہوتی ہے) غیر فزع و لا مشغوب ۔ یہ گھبرایا ہوا نہ پریشان پھر اس سے کہا جاتا ہے تو کس دین میں تھا۔ الیٰ آخرہ (مشکوۃ)

بندہ مومن منکر و نکیر سے یوں مخاطب ہوتا ہے (دعونی اصلی) مجھے چھوڑو میں نماز پڑھ لوں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

کہ جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اسے سورج ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے تو وہ آنکھیں ملتا ہوا بیٹھتا ہے اور (منکر و نکیر سے) کہتا ہے مجھے چھوڑو میں نماز پڑھ لوں۔ (مشکوۃ)

بے مثل بے مثال انعام اکرام:۔ بندہ مومن جس کے انعام و اکرام کا سلسلہ موت سے شروع ہو چکا تھا جب مومن صالح منکر و نکیر کے سوالات کے جواب دیتا ہے۔

کہ میرا رب اللہ ہے میرا دین اسلام ہے اور (یہ برگزیدہ ہستی) رسول اللہ ﷺ ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے مثل اور بے مثال اعزاز اور انعام و اکرام کا سلسلہ یوں شروع ہوتا ہے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث پاک میں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں پھر آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے۔

ان صدق عبدی۔

میرا بندہ سچا ہے۔

یعنی میرا بندہ منکر و نکیر کے سوالات جوابات دینے میں سچا ہے۔ بندہ مومن کے لیے یہ بہت ہی بڑا اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنا عبد (بندہ) فرماتے ہیں۔

آیئے اس کی شان حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہ رسول ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم کیا کہ تجھ پر قرآن پڑھوں (تم کو قرآن پاک پڑھ کر سناؤں) اس (حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے۔فرمایاہاں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہامیں پروردگار کے ہاں ذکر کیا گیا ہوں (حضور ﷺ نے) فرمایاہاں

حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑے (یعنی اس خوشی میں رو پڑے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیکر آپ ﷺ کوقرآن پاک سنانے کو کہا ہے)۔(متفق علیہ)

<u>**دیگراعزاز**</u>:۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث پاک میں ہے۔

فافر شوہ من الجنة۔

ترجمہ:اس کے لیے جنت کابستر بچھاؤ۔

والبسوہ من الجنة۔

ترجمہ:اوراسے جنت کالباس پہناؤ۔

وافتحو الہ باباالی الجنة۔

ترجمہ:اوراس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔

پس اس کیلئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔اوراس تک جنت کی ہوااورخوشبوآتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث پاک میں ہے۔

ویفسح لہ فیھا مدبصرہ۔

ترجمہ:اورتاحدنظرقبرمیں فراخی کردی جاتی ہے۔

ثم ینورله فی قبرہ۔

ترجمہ: پھراس کے لیے قبر میں روشنی کردی جاتی ہے۔

ثم یقال له نم۔

ترجمہ: پھراسے کہا جاتا ہے سوجا۔

قارئین کرام! حدیث پاک کی روشنی میں قبر میں میت کیلئے جنتی اشیاء کا استعمال شروع کردیا جاتا ہے۔مثلاً میت کے لیے جنت سے آمدہ بستر بچھا دیا جاتا ہے۔اسے جنت کا لباس پہنایا جاتا ہے جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔اوراس تک جنت کی ہوااور خوشبو آتی ہے۔اس لیے مناسب سمجھتا ہوں کہ جنتی اشیاء کا مختصر تعارف ہوجائے تاکہ آپ کو معلوم ہوسکے۔کہ مومن صالح کو قبر سے ہی کتنی بڑی نعمتوں سے نوازا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔کہ حضورﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیز تیار کی ہے۔جسکو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں۔کسی کان نے سنا نہیں اور نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گذرا ہے۔(متفق علیہ)

سبحان اللہ پھران کی تعریف کیسے ہوسکتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا جنت میں ایک کوڑا رکھنے جتنی جگہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہے۔(متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے۔کہ کمان کی مقدار جنت کی جگہ اس چیز سے بہتر ہے۔جس پر سورج طلوع وغروب ہوتا ہے۔(متفق علیہ)

جنتی نعمتوں کے لیے فنا نہیں:۔جنتی نعمتوں جنتی پھلوں کے لیے فنا نہیں جنتی کی جوانی کے لیے ختم ہونا نہیں جنتی لباس کے لیے بوسیدہ ہونا نہیں وغیرہ وغیرہ جن کا احاطہ کرنا یہاں ممکن نہیں۔

جنتی پھل:۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اکلھا دائم و ظلھا۔۱۳/۳۵

ترجمہ:اس کے میوے ہمیشہ اور اسکا سایہ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلوٰۃ الخسوف کے بارے میں ایک طویل حدیث میں ہے کہ حضورﷺ صلوٰۃ الخسوف پڑھاتے ہوئے آگے بڑھے۔نماز پڑھنے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

قالوا یارسول اللہ رایناك تناولت شیا فی مقامك ھذا ۔ثم رایناك تکعکعت فقال انی رایت الجنة فتنا ولت منھا عنقودا ولو اخذ تہ لاکلتم منہ مابقیت الدنیہ۔(بخاری۔مسلم)

ترجمہ۔یارسول اللہ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی اس جگہ میں کچھ لیا پھر دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے فرمایا میں نے جنت ملاحظہ کی تو اس سے خوشہ لینا چاہا اگر لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک کھاتے رہتے۔

سبحان اللہ!وہ جنت کا پھل تھا جنت کے پھلوں کے لیے فنا نہیں اگر وہ خوشہ آجاتا تو تمام دنیا کھاتی رہتی وہ ویسا ہی رہتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وفا کھة کثیرة لا مقطوعة ولا ممنوعه۔۳۳/۵۶

اور بہت سے میوؤں میں جو نہ ختم ہونگے اور نہ روکے جائینگے تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ جب کوئی پھل توڑا جائیگا فوراً اس کی جگہ ویسے ہی دو پھل موجود ہونگے۔

جنتی لباس:۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا

۔کہ ان (جنتیوں) کی جوانی فنا نہ ہوگی ان کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہونگے ۔(ترمذی، دارمی، مسلم شریف) میں ہے۔جنتیوں سے کہا جائیگا تم زندہ رہو گے کبھی مرو گے نہیں۔

جنتی لباس کی عمدگی:۔واقعہ یوں ہے کہ ایک بادشاہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں نہایت ہی عمدہ اور بہترین قبا بطور تحفہ بھیجی صحابہ کرام نے اس کی عمدگی اور نرمی کو دیکھ کر بڑ اتعجب کیا (آخر بادشاہ کی تحفہ بھیجی ہوئی قبا تھی)

حضور ﷺ نے فرمایا۔

اتعجبون من لین هذاه لمنا دیل سعد بن معاذؓ فی الجنة خیر منها و الین۔(بخاری ومسلم)

کیا تم اس قبا کی نرمی کو دیکھ کر تعجب کرتے ہو البتہ بہشت میں سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رومال اس سے زیادہ عمدہ اور نرم ترین ہیں۔(متفق علیہ)

کافر کی حالت:۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے (کافر سے منکر ونکیر سوال کرتے ہیں تو ہر سوال کے جواب میں کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا) تو آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے یہ جھوٹا ہے پس اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا لباس پہناؤ اور دوزخ کی طرف ایک دروازہ کھول دو (چنانچہ) اس کی لو اور گرمی آتی ہے۔الیٰ آخرہ (احمد۔ابوداؤد)

قبر کا ثواب وعذاب:۔قرآن پاک اور حدیث پاک کی روشنی میں قبر کا ثواب وعذاب بالاجماع حق ہے۔اور ضروریات دین سے ہے۔

(۱) قرآن کریم میں ہے۔النار یعرضون علیها غدو و عشیا۔۴۰/۴۶

آگ جس پر (فرعونی) صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں علامہ ابن کثیر رحمة اللہ علیہ لکھتے ہیں

۔ترجمہ۔یہ آیت کریمہ قبر میں عذاب کے بارے میں اہل سنت کے استدلال کی بہت بڑی دلیل ہے۔(ابن کثیر،حیات برزخیہ)

(۲)مما خطیئتھم اغرقوا فادخلوا نارا۔۲۵/۷۱

اپنی کی خطاؤں پر ڈبوئے گئے پھر آگ میں داخل کیے گئے۔

قبر میں عذاب کے بارے میں یہ دونوں آیات بہت بڑی دلیل ہیں۔متواتر احادیث مبارکہ کی روسے عذاب وثواب قبر کا عقیدہ ضروریات دین سے ہے اور عذاب قبر بالاجماع حق ہے۔

احادیث مبارکہ:۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت ان کی خدمت میں آئی اور اس نے عذاب قبر کا ذکر کیا۔اور آپ سے عرض کیا اللہ تمہیں عذاب قبر سے بچائے تب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے عذاب قبر کے متعلق پوچھا آپ ﷺ نے فرمایاہاں عذاب قبر حق ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے کبھی نہ دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے کوئی نماز پڑھی ہو اور عذاب قبر سے رب کی پناہ نہ مانگی ہو۔(مسلم وبخاری)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نماز ادا کرنے کے لیے نکلے لوگوں کو دیکھا کہ ہنس رہے ہیں فرمایا اگر تم لذتوں کے کاٹنے والی موت کا زیادہ ذکر کرو وہ تم کو اس چیز سے باز رکھے جسکو میں دیکھ رہا ہوں لذتوں کو کاٹنے والی موت کا زیادہ ذکر کرو قبر پر کوئی دن نہیں آتا مگر وہ بولتی ہے کہتی ہے میں غربت کا گھر ہوں میں تنہائی کا گھر ہوں میں خاک کا گھر ہوں میں کیڑوں کا گھر ہوں جس وقت مومن بندے کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے قبر اسکو خوش آمدید کہتی ہے اور کہتی ہے تو میری طرف ان سب لوگوں سے بڑھ کر پیارا تھا جو میری پشت پر چلتے ہیں جبکہ آج میں تم پر حاکم بنائی گئی ہوں اور تو میری طرف مجبور کردیا گیا ہے تو دیکھے گا میں تیرے ساتھ کیسا نیک سلوک کرتی ہوں قبر حد نگاہ تک اس کے لیے فراخ ہوجاتی ہے اور جنت کی طرف ایک دروازہ اس کی طرف کھول دیا جاتا ہے جسوقت ایک فاجر

یا کافر آدمی قبر میں دفن کیا جاتا ہے قبر اسے کہتی ہے نہ آیا تو فراخ مکان میں اور نہ اپنی جگہ میں خبردار میرے نزدیک تو ان سب لوگوں سے مبغوض تھا جو میری پشت پر چلتے تھے جبکہ آج میں تجھ پر حاکم بنادی گئی ہوں یہ کہہ کر وہ مل جاتی ہے یہاں تک کہ اسکی پسلیاں ایک دوسرے میں مختلف ہو جاتی ہیں۔ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نبی ﷺ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا اور بعض انگلیاں بعض میں داخل کیں۔ آپ نے فرمایا اور ستر اژدہے اس کے لیے مقرر کر دیئے جاتے ہیں اگر ایک سانپ زمین میں پھونک مار دے اس میں کچھ نہ اُگے وہ اسکو نوچتے اور کاٹتے ہیں۔ یہاں تک کہ اسکو حساب تک پہنچایا جائیگا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (ترمذی)

درمیان میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ قبر کا ثواب وعذاب روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ "قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے"۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث پاک میں ہے کہ میت اٹھانے والوں کو قسمیں دیتا ہے۔ اگر اسے آسائش اور پھولوں اور آرام کے باغ کا مژدہ ملا ہو تو قسم دیتا ہے۔ مجھے جلدی لے چلو اور اگر آب گرم کی مہمانی اور بھڑکتی آگ میں جانے کی خبر ملتی ہے قسم دیتا ہے مجھے روک رکھ۔ (کتاب الروضہ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت میں آپ نے پڑھا کہ جب جنازہ کو رکھا جاتا ہے۔ اور مرد اسے اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں اگر نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے (قدمونی) مجھے آگے بڑھاؤ (جلدی لے چلو) اگر بد ہوتا ہے تو کہتا ہے ہائے خرابی۔ اس کو کہاں لئے جاتے ہو۔ (بخاری)
مومن صالح کو تنعیم وتکریم کا سلسلہ نظر آتا ہے تو کہتا ہے جلدی لے چلو اگر عالم برزخ میں قبر میں تنعیم وتکریم کا سلسلہ صرف روح کے لیے ہوتا بدن میں اس کی شرکت نہ ہوتی۔ تو بدن

کیسے کہتا کہ مجھے جلدی لے چلو اسی طرح اگر میت بد (کافر و مشرک) ہوتا ہے تو کہتا ہے ۔ہائے خرابی اس کو کہاں لئے جاتے ہو۔

اگر بد آدمی کی تعذیب کا سلسلہ صرف روح کے لیے ہوتا۔ بدن کے لیے نہ ہوتا تو بدن کیسے کہتا ہائے خرابی اس کو کہاں لئے جاتے ہو۔ پھر یہ کہ جب کافر پر اس کی قبر تنگ کی جاتی ہے اس کی پسلیاں ادھر ادھر ہو جاتی ہیں۔ روح کی پسلیاں تو نہیں ہوتیں۔ پسلیاں تو جسم کی ہوتی ہیں۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث پاک میں ہے کافر سے منکر و نکیر سوال کرتے ہیں تو ہر سوال کے جواب میں کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ تو آسمان سے پکارنے والا کہتا ہے۔ یہ جھوٹا ہے پس اس کے لیے آگ سے اسکا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا لباس پہناؤ اور دوزخ کیطرف ایک دروازہ کھول دو اس کی لو گرمی آتی ہے ۔حضور ﷺ نے فرمایا۔ اسکی قبر اسپر تنگ کیجاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں مختلف ہو جاتی ہیں۔ پھر ایک اندھا بہرہ فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے۔ اس کے پاس لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے اگر وہ پہاڑ پر مارا جائے تو وہ بھی مٹی بن جائے۔

وہ اس کو گرز سے مارتا ہے۔ کہ جن وانس کے سوا مشرق و مغرب کے درمیان جو ہے۔ اسکی آواز کو سنتا ہے۔ وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اس میں روح لوٹادی جاتی ہے۔ (احمد، ابوداؤد)

<u>قابل توجہ</u>:۔ حدیث پاک میں ہے۔

(1) حتی کہ اس کی پسلیاں مختلف ہو جاتی ہیں۔ پسلیاں بدن کی ہوتی ہیں روح کی نہیں ہوتیں۔

(2) اندھا بہرہ فرشتہ اسکو گرز سے مارتا ہے کہ جن وانس کے سوا مشرق و مغرب کے درمیان جو ہے۔ اس کی آواز کو سنتا ہے۔ وہ مٹی (خاک) ہو جاتا ہے۔ جسم خاکی ہے تو خاک ہو جاتا ہے روح تو خاکی نہیں۔

(3) حدیث پاک سے واضح ہے کہ جب بدن گرز لگنے سے خاک ہو جاتا ہے تو پھر اس میں روح لوٹادی جاتی ہے کیا اس سے یہ واضح نہیں کہ عذاب قبر روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے

اگر یہ عذاب صرف روح کو ہوتا تو اسے بدن میں لوٹانے کی کیا ضرورت تھی۔

☆۔تفسیر مظہری میں ہے امت برحق کا اجماعی عقیدہ ہے کہ عذاب قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔

☆۔علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ترجمہ قبروں میں روح اور جسم عذاب میں شریک ہیں۔

☆۔علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ترجمہ عذاب قبر اور قبر کی راحتیں جسم اور روح دونوں کے لیے ہیں۔(شفاء السقام)

قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی لکھتے ہیں۔

تفسیر مظہری کے مصنف جنہیں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۳۹ھ ۱۸۲۴ء) نے بیہقی وقت کا لقب دیا تھا یعنی حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۲۵ھ ۱۸۱۰ء) نے مختلف احادیث کو تطبیق دیتے ہوئے جمہور کے موقف کی یوں ترجمانی کی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ ان میں مطابقت اس طرح ہے کہ ارواح مومنین کی رہائش گاہ علیین یا ساتوں آسمان یا ان کے مانند کوئی جگہ ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور کفار کی ارواح کا ٹھکانہ سجین ہے۔اس کے باوجود ہر ایک روح کا اس کے متعلقہ جسم سے قبر وغیرہ میں اتصال وتعلق ہوتا ہے اور اس تعلق کی حقیقت کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسی اتصال وتعلق کی وجہ سے تو یہ درست ہوا کہ انسان پر جو جسم اور روح کے مجموعے سے مرکب ہے اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے خواہ وہ جنت ہو یا دوزخ اور وہ راحت وتکلیف محسوس کرتا ہے زائر کا سلام سنتا اور منکر نکیر کو جواب دیتا ہے اور اسی طرح وہ تمام چیزیں واقع ہوتی ہیں جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔

مردوں کا سننا قرآن پاک کی روشنی میں

واذقال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی سے واعلم ان

الله عزیز حکیم ۲/۲٦۰

ترجمہ:اور جب عرض کی ابراھیم علیہ السلام نے اے رب میرے دکھادے تو کیونکر مردے جلائیگا۔فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کوقرار آجائے فرمایا تو اچھا چار پرندے لیکر اپنے ساتھ ہلالے۔پھر ان کا ایک ایک جز (ٹکڑا) پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئینگے پاؤں سے دوڑتے ہوئے اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

سید محمد نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے چار پرندے لئے مور۔مرغ۔کبوتر اور کوا انہیں بحکم الہی سے ذبح کیا ان کے پر اکھاڑے اور قیمہ کر کے انکے اجزاء باہم خلط کر دئے اور اس مجموعے کے کئی حصے کئے ایک ایک حصہ ایک پہاڑ پر رکھا اور سر سب کے اپنے پاس محفوظ رکھے پھر فرمایا چلے آؤ حکم الہی سے چنانچہ یہ فرماتے ہی وہ اجزاء اڑے اور ہر ہر جانور کے اجزاء علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی ترتیب سے جمع ہوئے اور پرندوں کی شکلیں بن کر اپنے پاؤں سے دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے اور اپنے سروں سے ملکر بعینہ پہلے کی طرح مکمل ہو کر اڑ گئے ۔(سبحان اللہ)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ترجمہ:اللہ تعالٰی نے ان میں سے ہر جزو میں حیات پیدا کی۔(حضرت ابراھیم علیہ السلام کی) آواز کی سمجھ پیدا کی۔اور (حضرت ابراھیم علیہ السلام کی طرف) دوڑ کر آنے کی قدرت پیدا فرمائی۔تفسیر کبیر)

حضرت صالح علیہ السلام **کا مردوں سے خطاب**:۔ قرآن کریم میں ہے۔

فتولی عنھم و قال یقوم لقد ابلغتکم رسالة ربی و نصحت لکم ولکن لاتحبون النصحین ۔ ۷/۷۹

ترجمہ: تو حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچادی اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم خیر خواہوں کو پسند کرنے والے نہیں۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کی ہلاکت کے بعد یہ خطاب فرمایا۔

حضرت شعیب علیہ السلام **کا قوم کے مردوں سے خطاب**:۔ قرآن کریم میں ہے۔

فتولیٰ عنھم و قال یقوم لقد ابلغتکم رسالة ربی و نصحت لکم فکیف اسیٰ علیٰ قوم کفرین ۔ ۷/۹۳

ترجمہ: تو حضرت شعیب علیہ السلام نے ان سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم میں تمھیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا اور تمہارے بھلے کے لیے نصیحت کی تو کیونکر غم کروں کافروں کا۔
یہ خطاب آپ نے اپنی قوم کی ہلاکت کے بعد فرمایا جب ان پر عذاب آیا۔

مومن صالح کو بشارت:۔ قرآن کریم میں ہے۔

لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ۔ ۱۰/٦٤

ترجمہ: انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی بشارت تو وہ ہے جو ملائکہ موت کے وقت سناتے ہیں اور آخرت کی بشارت وہ ہے جو مومن کو جان نکلنے کے بعد سنائی جاتی ہے کہ اللہ اس سے راضی ہے۔ (خزائن العرفان)

مردوں کا سننا احادیث پاک کی روشنی میں

حدیث پاک:۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ (مقام بدر سے) چلے آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے یہاں تک آپ ﷺ کنویں کے کنارے پر کھڑے ہوئے۔ (جس میں قریش کے سرداروں کو ڈالا گیا تھا)۔ آپ ﷺ ان کا اوران کے باپوں کا نام لیکر انکو بلانے لگے۔

اے فلاں بن فلاں اے فلاں بن فلاں تم کو یہ بات خوش لگتی ہے کہ تم اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی اطاعت کر لیتے ہمارے ساتھ ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا۔ ہم نے حق دیکھ لیا پس کیا تم نے جو وعدہ تمھارے رب نے تمھارے ساتھ کیا تھا پالیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے اے اللہ کے رسول آپ ایسے اجساد کے ساتھ کلام کر رہے ہیں جن میں روح نہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم ان سے بڑھ کر سننے والے نہیں ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ تم ان سے بڑھ کر نہیں سن رہے لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔ (متفق علیہ)

قرآن کریم اور حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں ثابت ہوا۔ کہ مردے سنتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ چاہ بدر پر تشریف لے گئے جن میں کفار کی لاشیں پڑی تھیں پھر فرمایا تم نے پایا جو تمہارے رب نے تمہیں سچا وعدہ دیا تھا یعنی عذاب کسی نے عرض کی حضور مردوں کو پکارتے ہیں ارشاد فرمایا تم کچھ ان سے زیادہ سننے والے نہیں پر وہ جواب نہیں دیتے۔ (بخاری)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

ان رسول اللہ ﷺ کان یرینا مصارع اھل بدر (فساق الحدیث الی ان قال) فانطلق رسول ﷺ حتی اتیٰ الیھم

فقال یافلان بن فلان و یا فلان بن فلان هل وجدتم ما عدکم الله ورسوله حقا فانی قدوجدت ما وعدنی الله حقا قال عمر یا رسول الله کیف تکلم اجساداً لاروح فیها قال ماانتم باسمع لما اقول منهم غیر انهم لایستطیعون ان یردو اعلی شیئا۔(مسلم شریف)

ترجمہ: یعنی رسول ﷺ ہمیں کفار بدر کی قتل گاہیں دکھاتے تھے کہ یہاں فلاں کافر قتل ہوگا اور یہاں فلاں جہاں جہاں حضور نے بتایا تھا وہیں وہیں انکی لاشیں گریں پھر بحکم حضور وہ جیفے ایک کوئیں میں بھر دیئے گئے سید عالم ﷺ وہاں تشریف لے گئے اور نام بنام ان کفار لیام کو ان کا اور ان کے باپ کا نام لیکر پکارا اور فرمایا تم نے بھی پایا جو سچا وعدہ اللہ رسول نے تمہیں دیا تھا کہ میں نے پالیا جو حق وعدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول ﷺ حضور ان جسموں سے کیسے کلام کرتے ہیں جن کو روحیں نہیں فرمایا میں جو کہہ رہا ہوں اسے کچھ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر انہیں یہ طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی مندرجہ بالا روایت میں ہے کہ حضور ﷺ (باعلام اللہ تعالیٰ) ہمیں کفار بدر کی قتل گاہیں دکھاتے تھے ۔کہ یہاں فلاں کافر قتل ہوگا اور یہاں فلاں جہاں جہاں حضور ﷺ نے بتایا تھا وہیں وہیں ان کی لاشیں گریں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ رات کے وقت (میت کو دفن کرنے کے لیے) قبر میں تشریف لے گئے۔ تو آپ کے لیے چراغ جلایا گیا۔ حضور ﷺ نے میت کو قبلہ کیطرف سے لیا اور فرمایا

وقال ﷺ رحمك الله ان كنت لا واها تلاء للقرآن ۔ترمذی)

اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تم بہت زاری کرنے اور قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے تھے آپ ﷺ کے اس خطاب کرنے سے واضح ہوا کہ مردے سنتے ہیں۔

حضور ﷺ کا ام محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خطاب:۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سیاہ فام عورت تھی جو مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی ۔یا راوی کہتے ہیں کہ ایک جوان مرد تھا جو جھاڑو دیا کرتا تھا رسول کریم ﷺ نے ان سے غائب پایا۔ تو اس عورت یا مرد کے بارے میں دریافت فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ وہ مرگئی ہے۔ یا مرگیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے کیوں نہیں بتایا گیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس کی موت کو کوئی اہمیت نہیں دی (حضور ﷺ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا مجھے اسکی قبر بتاؤ آپ ﷺ کو قبر بتائی گئی۔ آپ ﷺ نے اسکی قبر پر نماز پڑھی اور ارشاد فرمایا کہ یہ قبریں اپنے مردوں کے لیے تاریکیوں سے بھری ہوئی ہوتی ہیں ان قبروں پر میرے نماز پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں روشن کر دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

دوسری روایت جو ابن مرزوق سے ہے اس میں عورت کا نام ام محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نقل کیا گیا ہے۔

ام محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور ﷺ کا سوال اور قبر سے اسکا جواب:۔ام محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کے بعد آپ ﷺ اس سے یوں مخاطب ہوئے۔

ثم قال ای العمل وجدت افضل قالو یا رسول الله اتسمع فقال ما انتم باسمع منها فذكرانها اجابته تقم المسجد۔

(الترغیب والترھیب، شرح الصدور)

حضور ﷺ نے ام محجن سے سوال کیا تم نے کون سا عمل افضل پایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ آپ ﷺ کی آواز سن رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اس سے زیادہ نہیں سنتے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ جواب دے رہی ہے۔ کہ مسجد میں جھاڑو دینے کو افضل عمل پایا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جوان سے خطاب:۔ ابن عساکر نے ایک حدیث طویل روایت کی جسکا حاصل یہ ہے کہ عہد عمر فاروقی میں ایک جوان عابد تھا۔ امیر المومنین اس سے بہت خوش تھے دن بھر مسجد میں رہتا بعد عشاء باپ کے پاس جاتا راہ میں ایک عورت کا مکان تھا اس پر عاشق ہو گئی۔ وہ ہمیشہ اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی۔ جوان نظر نہ فرماتا ایک شب قدم نے لغزش کی ساتھ ہو لیا دروازے تک گیا جب اندر جانا چاہا خدا یاد آیا اور بیساختہ یہ آیہ کریمہ زبان سے نکلی۔

ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطن تذکروا فاذا ھم مبصرون ۔

ترجمہ: ڈر والوں کو جب کوئی جھپٹ شیطان کی پہنچتی ہے خدا کو یاد کرتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

آیت پڑھتے ہی غش کھا کر گرا عورت نے اپنی کنیز کیساتھ اٹھا کر اسکے دروازے پر ڈال دیا باپ منتظر تھا۔ آنے میں دیر ہوئی دیکھنے نکلا دروازے پر بیہوش پڑا پایا گھر والوں کو بلا کر اندر اٹھوایا رات گئے ہوش آیا۔ باپ نے حال پوچھا کہا خیر ہے۔ کہا بتادے ناچار قصہ کہا۔ باپ بولا جان پدر وہ آیت کونسی ہے جوان نے پھر پڑھی پڑھتے ہی غش آیا۔ جنبش دی مردہ پایا رات ہی کو نہلا کفنا کر دفن کر دیا۔ صبح کو امیر المومنین نے خبر پائی باپ سے تعزیت کی اور خبر نہ دینے کی شکایت فرمائی عرض کی یا امیر المومنین رات تھی۔ پھر امیر المومنین ہمراہیوں کو لیکر قبر پر تشریف لے گئے۔ آگے حدیث پاک یوں ہے۔

فقال عمر یا فلان ولمن خاف مقام ربه جنتن فاجابه الفتی من

داخل القبر یا عمر قد اعطانیها ربی فی الجنۃ مرتین ۔(ابن عساکر۔شرح الصدور)

ترجمہ:۔یعنی امیر المومنین نے جوان کا نام لیکر فرمایا۔اے فلاں جو اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے کا ڈر کرے اس کے لیے دو باغ ہیں جوان نے قبر میں سے آواز دیا اے عمر مجھے میرے رب نے یہ دولت عظمیٰ جنت میں دو بار عطا فرمائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عمل:۔(صاحب قبر دیکھتے ہیں) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس مکان جنت آستان میں جہاں حضور ﷺ کا مزار پاک ہے یونہی بلا حجاب چلی جاتی اور جی میں کہتی وہاں کون ہے یہی میرے شوہر یا میرے باپ ﷺ علی زوجہا ثم ابیہا ثم علیہا وبارک وسلم جب سے عمر دفن ہوئے خدا کی قسم میں بغیر سر یا بدن چھپائے نہ گئی عمر سے شرم کے باعث۔(مستدرک۔مشکوۃ) اگر ارباب مزارات کو کچھ نظر نہیں آتا تو اس شرم کے کیا معنی تھے اور دفن فاروق سے پہلے اس لفظ کا کیا منشا تھا کہ مکان میں میرے شوہر ﷺ کے سوا میرے باپ ہی تو ہیں غیر کون ہے۔

اور اسی طرح ائمہ کرام نے زیارت قبور کے آداب میں جو کچھ لکھا ہے اس سے بھی اصحاب قبور کا زائرین کو دیکھنا واضح ہے۔

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے۔

من اداب الزیارۃ ما قالوا من انہ یاتی الزائر من قبل رجلی المتوفی لا من قبل راسہ لانہ اتعب لبصر المیت بخلاف الاول لانہ یکون مقابل بصرہ۔(حاشیہ شرح تنویر)

ترجمہ: زیارت قبور کے ادب سے ایک بات یہ ہے جو علماء نے فرمائی کہ زیارت کو قبر کے

پائینتی سے جائے نہ سرہانے سے کہ اس میں میت کی نگاہ کو مشقت ہوگی (یعنی سر اٹھا کر دیکھنا پڑے گا) اور پائینتی سے جائے گا تو اس کی نظر کے خاص سامنے ہوگا۔

ملا علی القاری نے لکھا ہے۔ (شرح لباب المناسک)

ترجمہ: زیارت قبور کے آداب میں فقہاء نے یہ لکھا ہے۔ کہ زائر میت کے پاؤں کی طرف سے آئے اور سر کی طرف سے نہ آئے۔ کیونکہ سر کی طرف سے آنا میت کی نگاہ کے لیے باعث تکلیف ہے۔

علامہ ابن الہمام نے بھی یوں ہی لکھا ہے۔

الاولیٰ ان یاتی الزائر من قبل رجل المتوفی لامن قبل راسه فانه اتعب لبصر المیت۔

ترجمہ: اولیٰ یہ ہے۔ کہ زیارت کرنے والا میت کے پاؤں کی طرف سے آئے۔ نہ کہ اس کے سر کی طرف۔ کیونکہ سر کی طرف سے آنا میت کی نگاہ کے لیے زیادہ مشقت کا باعث ہے۔

امام ابن الحاج مکی لکھتے ہیں۔

کفی فی هذا بیانا قوله علیه الصلوة والسلام المومن ینظر بنورا لله انتهیٰ و نور الله لایحجبه شئی هذا فی حق الاحیاء من المومنین فکیف من کان منهم فی الدار الاخرة۔ (مدخل)

ترجمہ: اس امر کے ثبوت میں کہ اہل قبور کو احوال احیاء پر علم و شعور ہے سید عالم ﷺ کا یہ فرمانا بس ہے کہ مسلمان خدا کے نور سے دیکھتا ہے اور خدا کے نور کو کوئی چیز پردہ نہیں ہوتی جب زندگی دنیا کا یہ حال ہے تو ان کا کیا پوچھنا جو آخرت کے گھر (یا برزخ میں ہیں)۔

<u>قرآن پاک کی تلاوت</u>: ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے (ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) قبر پر خیمہ لگایا اور ان کو معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے۔ اس میں ایک شخص (قرآن پاک کی سورة) تبارك الذی بیده الملك پڑھتا ہے۔ جب اس نے پوری کرلی تو خیمہ لگانے والا حضور ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے آپ ﷺ کو خبر دی آپ ﷺ نے فرمایا منع کرنے والی ہے۔ اور نجات دینے والی ہے اللہ کے عذاب سے۔ (ترمذی)

علامہ جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

فردوس دیلمی میں ہے۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

جو شخص قرآن شریف حفظ کرتا ہے اور ختم کرنے سے پہلے انتقال کر جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جل شانہ اسکی قبر میں فرشتہ مقرر کرتا ہے۔ کہ پورا قرآن شریف اس کو حفظ کرائے کہ قیامت کے دن حافظ قرآن ہو کر اپنی قبر سے اٹھے گا۔ (شرح الصدور)

قارئین کرام! علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ بزرگ ہستی ہیں جنکو بیداری کے عالم میں کچھ اوپر ستر بار حضور ﷺ کی زیارت ہوئی ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب شرح الصدور میں قبر میں قرآن پاک کی تلاوت کے مزید واقعات تحریر کئے ہیں جو شخص پڑھنا چاہے تو وہ پڑھ سکتا ہے۔ (مولف)

میت کا کلام:۔ روایت ہے ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ہم چار بھائی تھے ایک بھائی جسکا نام ربیع تھا ہم سب سے زیادہ نماز پڑھتا اور روزہ رکھتا تھا لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تمھارے بھائی کا انتقال ہو گیا میں دوڑا ہوا آیا دیکھا کہ اس کی لاش چادر سے چھپائی ہے میں اپنے بھائی کے سرہانے بیٹھ گیا اور سبحان اللہ اور انا للہ پڑھنے لگا ناگاہ ربیع نے چادر سے منہ کھول کر کہا السلام علیکم ہم نے کہا وعلیکم السلام اور پوچھا کہ تم نے مرنے کے بعد سلام کیا کہا ہاں میں اللہ تعالیٰ کے پاس گیا اور اس کو راضی اور خوش پایا اور مجھ پر بہت رحمت اور مہربانی کی

اور مجھ کو سبز لباس جنت کے ریشمی کپڑوں کا پہنایا تم لوگ ہوشیار ہو جاؤ کہ ابوالقاسم ﷺ مجھ پر نماز جنازہ پڑھنے کے منتظر ہیں تم لوگ جلد میری تجہیز و تکفین کرو اور دیر مت کرو اتنا کہہ کر وہ چپ ہو گیا پھر ربیعی نے روایت کیا کہ فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ کو فرماتے تھے کہ میری امت کا ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا روایت کیا اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی دلائل النبوت میں اور کہا اس کی اسناد صحیح ہے اور اسکی صحت میں شک نہیں ہے۔

روایت ہے ابان بن ابی عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ہم لوگ مورق عجلی کے پاس وفات کے وقت حاضر ہوئے جب روح قبض ہو گئی اور چادر اڑھادی گئی تو ہم نے دیکھا کہ ان کے سرہانے سے ایک نور بلند ہوا اور مکان کی چھت سے آسمان تک گیا اور پھر دیکھا کہ ان کے پیر کی طرف سے ایک نور پہلے نور کے مثل بلند ہوا پھر دیکھا کہ ان کے سینہ سے ایک نور اسی طرح سے بلند ہوا کچھ دیر تک چپ رہے پھر میت نے چادر سر سے اٹھایا اور کہا تم لوگوں نے کچھ دیکھا ہم لوگوں نے کہا دیکھا اور جو کچھ دیکھا تھا اس سے بیان کیا اس نے جواب دیا یہ سورہ سجدہ کا نور ہے جسکو ہمیشہ رات کو پڑھا کرتا تھا جو نور سر کی طرف سے بلند ہوا ہے اول کی دس آیت کا نور ہے اور جو نور پیر کیطرف سے بلند ہوا ہے وہ آخر کی دس آیت کا نور ہے اور جو نور سینہ سے بلند ہوا وہ اس سورہ کی آیت سجدہ کا نور ہے اس نور نے آسمان تک جا کر اللہ تعالیٰ سے میری سفارش کی اور سورہ تبارک الذی جسکو میں ہر رات پڑھا کرتا تھا وہ میری حفاظت کرتی ہے یہ کہہ کر وہ مر دہ ہو گئے اس روایت کو جو بیمر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔

<u>زیارۃ قبور</u>:۔ حدیث پاک میں ہے حضرت بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب زیارت کیا کرو۔ الیٰ آخرہ۔ (مسلم شریف)

ابتدائے اسلام میں حضور ﷺ نے زیارت قبور سے کسی مصلحت کی بناء پر منع کیا تھا۔ بعض

بزرگان دین نے لکھا ہے کہ لوگ نئے نئے اسلام لائے تھے اندیشہ تھا کہ کہیں قبر پرستی شروع نہ ہو جائے۔

جب ان میں اسلام راسخ ہو گیا تو حضور ﷺ نے زیارت قبور کی اجازت فرمادی جس سے یہ ممانعت منسوخ ہو گئی۔

زیارۃ قبور کے فوائد: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب ان کی زیارتیں کیا کرو۔ کیونکہ یہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد پیدا کرتی ہے۔ (ابن ماجہ)

حدیث پاک کی روشنی میں زیارت قبور سے دو بیش قیمت چیزوں کا حصول ہوتا ہے...

1۔ دنیا سے بے رغبتی

2۔ آخرت کی یاد۔

قارئین کرام! کتنے بڑے دو عظیم مقاصد ہیں جو زیارت قبر سے حاصل ہوتے ہیں اس سے آپ زیارت قبور کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کیونکہ ان ہر دو قیمتی ہیروں کا حصول زیارت قبور سے ممکن ہے۔

امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث پاک نقل کی ہے۔

ذکر القبر یقر بکم من الجنة۔ (مسند الفردوس)

قبر کا ذکر تم کو جنت کے قریب کر دیگا۔

روضہ اقدس کی زیارت: مدینہ شریف کی سرزمین پاک میں اس ارض مقدسہ کو بے مثل اور بے مثال شان و عظمت حاصل ہے۔ جس میں آپ ﷺ آرام فرمائیں۔

اعزاز یہ حاصل ہے تو حاصل ہے زمین کو
آسمان پہ تو کوئی گنبد خضراء نہیں کوئی۔

علامہ شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

قبر النبی ﷺ افضل من الکعبۃ والعرش والکرسی ۔(فتح الملہم)

حضور ﷺ کی قبر شریف کعبہ عرش اور کرسی سے افضل ہے۔سبحان اللہ

ستر ستر ہزار فرشتوں کی حاضری:۔حضرت نبیہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت وہب سے روایت ہے کہ کعب احبار حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا۔کعب نے کہا کوئی دن ایسا نہیں کہ اس کی فجر ظاہر ہو مگر ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور وہ حضور ﷺ کی قبر کو گھیر لیتے ہیں۔اپنے بازوں سے اور درود بھیجتے ہیں حضور ﷺ پر اور جب شام ہوتی ہے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔

اور اتنے فرشتے (شام کو) پھر اترتے ہیں اور وہ بھی دن والوں کی طرح کرتے ہیں جب آپ ﷺ کی قبر شریف شق ہوگی (اور آپ قبر سے باہر تشریف لائینگے) تو آپ ﷺ ستر ہزار فرشتوں کی معیت میں ہونگے۔جو آپ ﷺ کو گھیرے میں لئے ہوئے ہونگے۔(رواہ الدارمی، مشکوۃ)

قارئین کرام!قبر شریف کی زیارت کی اہمیت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں خود اسکی ترغیب دی جن میں سے چند احادیث مبارکہ کا ذکر کیا گیا ہے ان سے آپ کی قبر شریف کی زیارت کی شان وعظمت اور اہمیت واضح ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہم سکو بیت اللہ شریف کی اور روضہ رسول ﷺ کی حاضری نصیب فرمائے۔آمین ثم آمین

احادیث مبارکہ:۔حضور ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کے بارے میں چند احادیث

☆۔من وجد سعۃ ولم یزرنی فقد جفانی ۔(مراقی الفلاح)

جس شخص کو استطاعت نصیب ہوئی اور اس نے میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

چاروں فقہی مسالک نے روضہ اقدس کی زیارت کو حقائق اور واقعات کی روشنی میں واجب ہونے کا فتوی تک دیا ہے۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ترجمہ۔احناف نے فرمایا ہے زیارت افضل ترین مستحباب میں سے ہے بلکہ درجہ واجب کے قریب ہے۔بعینہ اسی طرح الشیخ حسن بن عمار بن علی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مرقی الفلاح نے لکھا ہے ایمان والوں کے لیے حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس (قبر شریف) کی زیارت کا حصول بہت ہی بڑی سعادت اور خوش بختی ہے زیارت کرنے والوں کو حضور ﷺ کے روضہ اقدس کے سامنے حاضر ہو کر صلوۃ وسلام عرض کرنے کے بہت بڑے ثمرات اور برکات نصیب ہوتے ہیں۔

زیارت کے ثمرات (طوالت سے بچنے کے لیے چند ثمرات: حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

☆۔من زار قبری وجبت له شفاعتی ۔(دارقطنی، بیہقی)

جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے علامہ شہاب الدین الخفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

فهو بشری بموته مسلماً ۔(نسیم الریاض)

اس حدیث پاک میں زیارت کرنے والے (ایمان دار) کے لیے اس بات کی خوشخبری ہے کہ وہ مسلمان مریگا۔اس لیے کہ آپ ہر اس شخص کی شفاعت کرینگے جو مسلمان مریگا۔

☆۔من زارنی متعمد اکان فی جوار ی یوم القیامة۔(ابو جعفر عقیلی)

جسنے بالقصد میری زیارت کی وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔

☆۔عن انس بن مالکؓ قال قال رسول الله ﷺ من زار قبری فی المدینة محتسبا (ای ناویا بزیارته وجه الله تعالیٰ

من غیر غرض فی نیته وقصد اکرامه لاینوی غیره) کان فی جواری و کنت له شفیعا یوم القیامة۔(نسیم الریاض)

ترجمہ:۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے حصول ثواب کے لیے میری قبر کی مدینہ شریف میں آکر زیارت کی وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا اور میں اس کی شفاعت کرونگا۔

شارح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

1۔بریکٹ والی عبارت کا مفہوم۔یعنی زیارت سے نیت رضاء الٰہی ہو نیت میں خلوص ہو کوئی اور غرض نہ ہو آپ ﷺ کے اکرام کے سوا اور کوئی نیت نہ ہو حضور ﷺ فرماتے ہیں۔وہ میرے پڑوس میں ہوگا قیامت کے دن میں اسکی شفاعت کرونگا۔

2۔شارح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کے ارشاد گرامی کے بارے میں

وفی قوله فی المدینة اعلام بانه ﷺ یموت باالمدینة ویدفن فیهافهو من اخباره باالمغیبات و ان کان لاتدری نفس بای ارض تموت۔(نسیم الریاض) شارح علیہ الرحمۃ نے کیا ہی خوب وضاحت کردی۔ حضور ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق یہ بات (باعلام اللہ تعالیٰ) غیب کی اطلاع ہے کہ آپ ﷺ کی موت مدینہ شریف میں ہوگی اور مدینہ شریف کی سرزمین میں ہی دفن ہونگے اگرچہ کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین میں اس کی موت ہوگی۔

اس حدیث پاک سے یہ بات بھی روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی۔کہ قبر شریف کی زیارت کے لیے سفر کرنا جائز ہے۔علاوہ ازیں دارقطنی نے روایت کی ہے جس شخص نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی اور جو حرمین شریفین میں سے ایک میں مرگیا۔وہ قیامت کے دن امن والوں کے زمرہ میں اٹھایا جائیگا

۔(دار قطنی وغیرہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضورﷺ نے فرمایامن حج

البیت ولم یزرنی فقد جفانی۔(کامل ابن عدی)

جس شخص نے بیت اللہ شریف کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔حجاج کرام سے گذارش ہے کہ وہ حج کرنے کے بعد حضورﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کے بغیر خدارا واپس نہ آئیں زیارت کے بغیر واپس آنے والوں کے لیے کتنی بڑی وعید بیان کی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ بچائے۔

<u>دربار رسالت</u>:۔حضورﷺ کے روضہ اقدس پر حاضری کی بہت بڑی شان وعظمت یہ بھی ہے کہ وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضورﷺ شفاعت سے عاصیوں ظالموں اور دیگر قسم کے گناہ گاروں کو توبہ کرنے سے بخشش حاصل ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولوا انهم اذ ظلمو اانفسهم جاء وك فاستغفر واالله واستغفر

لهم الرسول لو جدو الله تو ابا رحيما ۔۴/۶۴

ترجمہ:۔اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں (تو اے محبوب) تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسولﷺ ان کی شفاعت فرمائے۔تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

<u>قارئین کرام</u>!گناہ گار کے لیے توبہ کا قبول ہو جانا بہت بڑی نعمت ہے اور اسکا حصول خصوصی طور پر روضہ اقدس کی حاضری سے نصیب ہوتا ہے۔(اللہ تعالیٰ ہر مقام اور ہر جگہ پر گناہ گاروں کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔تاہم مقامات مقدسہ کو شرف ضرور ہے) ۔

ایمان افروز واقعات:۔ 1۔امیر المومنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں حضور ﷺ کے وصال کے تین روز بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا اور حضور ﷺ کے مزار مقدس پر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا ہے جو آپ ﷺ نے اپنے رب سے سیکھا وہ آپ ﷺ سے ہم نے سیکھا۔

ولو انهم اذظلموا انفسهم جاؤك

یہ آیت پڑھی اور عرض کیا کہ میں نے اپنی جان پر بڑے بڑے ظلم کیے یارسول اللہ ﷺ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں میری مغفرت کی دعا فرمایئے فنودی من القبر انه قد غفرلك۔قبر انور سے آواز آئی تجھے بخش دیا گیا ہے۔(تفسیر قرطبی۔تفسیر مدارک)

آیت کریمہ ولوانهم اذا ظلمو اانفسهم جاؤك ۔الی آخرہ کا حکم آپ کی حیات طیبہ کے ساتھ مختص نہیں ہے آپ کی وفات سے یہ حکم منقطع نہیں ہوا۔ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس طرح توسل اور دعا کرنے سے اعرابی کو روک دیتے۔(آپ کو وصال ہوئے تین دن ہوئے تھے) نیز قبر انور سے اعرابی کو بخشش کی خوشخبری نہ سنائی جاتی۔

2۔دوسرا واقعہ:۔حضرت محمد بن عبیداللہ بن عمرو عتبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں مدینہ شریف میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کی اور حضور ﷺ کی قبر شریف کے سامنے بیٹھ گیا ایک اعرابی نے آکر زیارت کی اور یوں عرض کیا۔یا خیر الرسل اللہ نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل کی جس میں یوں ارشاد ہے۔

ولـو انهم اذ ظلمو انفسم جاؤك فاستغفر الله واستغفرلهم الرسول لوجدوالله توابا رحيما۔

ترجمہ: اور یہ لوگ جس وقت کہ اپنی جانوں پر ظلم کریں آپ کے پاس آتے اور اللہ سے بخشش

مانگتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لیے بخشش مانگتا تو اللہ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے ۔(اعرابی نے عرض کیا) میں آپ کی خدمت میں آپ کے رب سے گناہوں کی مغفرت کا طالب اور آپ کی شفاعت کا طلب گار بن کر حاضر ہوا ہوں پھر اس نے رو کر اشعار پڑھے تو بہ کی اور چلا گیا۔(حضرت عتبیؒ) کہتے ہیں میں سو گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ فرمارہے ہیں تم اس شخص سے ملو اور اسے بشارت دو کہ اللہ نے میری شفاعت سے اس کے گناہ معاف کر دئے میری آنکھ کھلی تو میں اسکی تلاش میں نکلا مگر وہ نہ ملا۔(الوفا جز ثانی۔سیرت رسول عربی)

3۔ **حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری:**۔حضور ﷺ کے وصال کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے آپ ﷺ کے فراق میں مدینہ شریف میں رہنا دشوار ہو گیا تھا۔اس لیے آپ شام کے شہر حلب میں تشریف لے گئے تقریبا چھ ماہ کے بعد حضور ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی حضور ﷺ نے فرمایا اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نے ہمیں ملنا چھوڑ دیا ہے کیا ہماری ملاقات کے لیے تیرا جی نہیں چاہتا۔سبحان اللہ خواب سے بیدار ہوئے تیاری کی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے مدینہ منورہ پہنچے سب سے پہلے مسجد نبوی میں داخل ہوئے قبر انور پر سر رکھ کر رونا شروع کر دیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا تھا کہ آ کر مل جاؤ غلام حاضر ہے یہ کہہ کر بے ہوش ہو گئے کافی دیر کے بعد ہوش میں آئے۔(ابن عساکر) ملک شام سے سفر کر کے مدینہ شریف آئے۔

4۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت حضور ﷺ کے مزار اقدس کی زیارت کے لیے آئی اور کہا حضور ﷺ کی قبر مبارک سے پردہ ہٹا کر مجھے قبر شریف کی زیارت کرادو۔

فکشفتہ لھا فبکت ۔(شفاء) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے پردہ ہٹایا وہ عورت آپ ﷺ کی قبر شریف کو دیکھ کر اتنا روئی حتی کہ روتے روتے انتقال کر گئی۔(شفاء)

5۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اہل بیت المقدس سے صلح کی تو کعب احبار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے خوش ہوئے اور فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میرے ساتھ مدینہ منورہ چلو اور حضور ﷺ کی قبر شریف کی زیارت سے فائدہ اٹھاؤ حضرت کعب احبار نے جواب دیا کہ ہاں۔ (زرقانی علی المواہب)

حدیث لاتشدالرحال۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

لا تشدالرحال الا الیٰ ثلاثة مساجد المسجد الحرام ومسجد الرسول والمسجد الاقصی ۔ (بخاری)

کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین مسجدوں یعنی مسجد حرام و مسجد رسول ﷺ (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ کی طرف۔

قارئین کرام! اس حدیث پاک کے مفہوم سے روضہ شریف کی زیارت کے لیے سفر کرنے سے ممانعت سمجھی جاتی ہے۔ حالانکہ مذکورہ بالا حدیث پاک میں مستثنیٰ منہ مساجد ہیں۔ علامہ محمد نور بخش توکلی رحمة اللہ علیہ اس کی یوں وضاحت فرماتے ہیں:۔

علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ سیرت رسول عربی کے صفحہ ۸۱۰ پر لکھتے ہیں۔ حدیث زیر بحث کے بعض طرق پر مراد و مقصود کی تصریح اور مستثنیٰ منہ کا ذکر موجود ہے۔ اور وہ مسند امام احمد یوں مذکور ہے۔

حدثنی هاشم حدثنی عبد الحمید حدثنی شهر (بن حوشب) سمعت اباسعید الخدریؓ ذکر عنده صلوٰة فی الطور فقال قال رسول ﷺ لاینبغی للمطی ان تشدر حاله

الیٰ مسجد یبتغی فیہ الصلوۃ غیر المسجد الحرام والمسجدالاقصیٰ و مسجدی ھذا ر قسطلان ۔وعمدۃ القاری

حضرت شھر (بن حوشب) رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ان کے پاس (کوہ) طور کے مقام پر جا کر نماز (پڑھنے) کا ذکر آیا۔پس آپ نے فرمایا کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ شتران سواری کے کجاوے کسی مسجد کی طرف بقصد نماز نہ باندھے جائیں سوائے مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری اس مسجد کے (مسند امام احمد)۔

قارئین کرام! ازیر بحث حدیث پاک کی شرح حدیث پاک سے ہی ہوگئی اور یہ بہترین شرح ہے اس سے اس بات کی اچھی طرح سے وضاحت ہوگئی کہ حضورﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کے لیے سفر کرنا جائز اور مستحسن ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عہد مبارک سے اس وقت تک مسلمانوں کا اسی پر عمل رہا ہے ۔اب بھی ہر سال لاکھوں کی تعداد میں مسلمانان عالم حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں۔اور انشاء اللہ تعالیٰ تا انقراض عالم کرتے رہیں گے۔

ماں باپ کی قبروں کی زیارت: ۔محمد بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اس حدیث کو حضورﷺ کی طرف مرفوع کرتے ہیں فرمایا جو اپنے ماں باپ یا ان میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ میں زیارت کیا کرے تو اسکی بخشش کی جائیگی اور وہ بھلائی کرنے والوں (ماں باپ کے فرمانبرداروں) میں لکھا جائیگا۔(بیہقی)

حضورﷺ فرماتے ہیں جس نے اپنے والدین کے انتقال کے بعد ان کی طرف سے حج کیا ۔اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے آزاد کریگا۔(شرح الصدور)

قارئین کرام! ماں باپ کا تو بڑا مقام ہے علماء کرام نے لکھا ہے کہ والد کے دوستوں اور

والدہ کی سہیلیوں کو اپنا باپ اور ماں سمجھو اور ان کی خدمت کرو۔

احادیث مبارکہ:۔زیارت قبور کے بارے میں مزید چند احادیث مبارکہ

☆۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی ان کے ہاں شب کی باری ہوتی تھی۔تو آپ آخر رات بقیع (مدینہ شریف کا قبرستان) کی طرف نکل جاتے۔(مسلم)

☆۔حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ میں کچھ قبروں پر گذرے تو ان کی طرف اپنا چہرہ مبارک کیا۔پھر فرمایا اے قبر والو تم پر سلام ہو اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہمارے اگلے ہو۔ہم تمہارے پیچھے۔(ترمذی)

آپ ﷺ قبور کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے کھڑے ہوئے۔زیارۃ قبور کے موقع پر اس طرح کھڑا ہونا چاہیے۔

شہدائے احد کی زیارت کے موقع پر

حدیث پاک:۔(1) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی قبروں پر ٹھہرے (تشریف لائے) اور فرمایا مجھے اس ذات کی قسم۔ہے کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے۔قیامت تک جو ان پر سلام کریگا۔یہ جواب دینگے۔(طبرانی معجم اوسط)

(2) حضرت عبداللہ بن ابی فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ شہداء احد کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔اور (اللہ تعالیٰ سے) عرض کی الٰہی تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ شہید ہیں اور قیامت تک جو ان کی زیارت کو آئیگا اور ان پر سلام کریگا یہ جواب دینگے۔(مستدرک۔بیہقی)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ ہر سال شہدائے احد کی زیارت کو جاتے تھے جب قبر کے

قریب پہنچتے تو بلند آواز سے کہتے تھے۔ سلام علیکم بما صبر تم فنعم عقبی الدار۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہر سال شہدائے احد کی زیارت کو جاتے۔ (شرح الصدور)

سلام اور اسکا جواب:۔ ☆۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول ﷺ میں زیارت میں کیا کہوں فرمایا یوں کہا کرو۔

السلام علی اهل الدیار من المومنین والمسلمین و یرحم الله المستقد مین منا والمستاخرین و انا ان شاء الله بکم لاحقون۔ (مسلم)

ترجمہ: مومنون مسلمانوں کے گھر والوں پر سلام ہو اللہ ہمارے اگلے پچھلوں پر رحم فرمائے اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔

☆۔ حضرت ابو رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میرا راستہ مقابر پر ہے کوئی کلام ایسا ہے کہ جب ان پر گذروں تو کہا کروں۔ فرمایا یوں کہو

السلام علیکم یا اهل القبور من المسلمین والمومنین انتم لنا سلف و نحن لکم تبع وانا انشاء الله بکم لاحقون۔ ترجمہ ۔ سلام تم پر اے قبر والو اہل اسلام اور اہل ایمان سے تم ہمارے آگے ہو اور ہم تمہارے پیچھے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ تم سے ملنے والے۔ یہ سن کر۔۔۔۔ حضرت ابو رزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مردے سنتے ہیں فرمایا وہ سنتے ہیں مگر جواب نہیں دے سکتے۔ (عقیلی) مرقاۃ میں ہے ایسا جواب جسے زندہ سن سکیں ورنہ وہ جواب دیتے ہیں مگر ہم نہیں سن سکتے۔

☆۔ حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ اس حدیث پاک کے بارے میں لکھتے ہیں حدیث

سے مراد یہ ہے کہ مردے ایسا جواب نہیں دیتے جو زندہ سن لیں وہ جواب دیتے ہیں جو ہم نہیں سن سکتے۔(شرح الصدور)

☆۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان بھائی کی قبر سے گذرے جو اسے دنیا میں پہچانتا ہو۔اور وہ اسے سلام کہے تو میت اسے پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔(مرقاۃ)

☆۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے واقف (میت) کی قبر سے گذرے اور سلام کہے تو میت اسے پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔(ابن ابی الدنیا)

☆۔حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہیں حضور پرنور ﷺ نے فرمایا۔

مامن رجل یزور قبر اخیه ویجلس علیه الا استانس ورد عنده حتی یقوم۔(ابن ابی الدنیا)

ترجمہ: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی زیارت قبر کو جاتا ہے اور وہاں بیٹھتا ہے میت کا دل اس سے بہلتا ہے اور جب تک وہاں سے اٹھے مردہ اس کا جواب دیتا ہے۔

حضور ﷺ سے مروی ہے:

انس ما یکون المیت فی قبره اذا زاره من کان یحبه فی دار الدنیا۔(شفاء السقام۔شرح الصدور)

ترجمہ: قبر میں مردے کا زیادہ جی بہلنے کا وقت ہوتا ہے جب اس کا کوئی پیارا زیارت کو آتا ہے۔

حضرت عطاف مخزومی کی خالہ سے روایت ہے۔

کہ ایک دن میں نے قبر سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نماز پڑھی اس وقت جنگل بھر میں کوئی نہیں تھا بعد نماز مزار مطہر پر سلام کیا جواب آیا اس کے ساتھ فرمایا۔

من یخرج من تحت القبر اعرفه کما اعرف ان اللہ خلقنی و کما اعرف اللیل و النھار۔(ابن ابی الدنیا۔بیہقی)

ترجمہ: جو میری قبر کے نیچے سے گذرتا ہے میں اسے ایسا پہچانتا ہوں جیسا یہ پہچانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے اور جسطرح رات اور دن کو پہچانتا ہوں۔

حافظ عماد الدین اسماعیل ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں کیا ہی خوب لکھا ہے۔ موتی کو سلام کہنا مشروع کیا گیا ہے اور ایسے شخص کو سلام کہنا جو نہ شعور رکھتا ہو نہ سلام کہنے والے کو جانتا ہو محال ہے۔اور حضور ﷺ نے امت کو تعلیم دی ہے کہ جب قبریں دیکھو تو سلام کہو۔ یہ سلام خطاب اور ندا ہے موجود کے لیے جو سنے سمجھے اور اسے خطاب کیا جائے۔اگر ایسا نہ ہو تو یہ خطاب معدوم اور پتھر کو ہوگا اور سلف کا اس پر اجماع ہے متواتر روایات میں آچکا ہے کہ میت زندہ زائر کو پہچانتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔(ابن کثیر)

اس باب کے آخر میں اس حدیث پاک کو پڑھیں جو امام ابو عبداللہ محمد ابن یوسف بن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں۔حیثما مررت بقبر کافر فبشرہ بالنار۔تو جس جگہ کافر کی قبر پر گذرے تو اسے جہنم کی خبر دے۔(سنن ابن ماجہ)

مستحب امر:۔امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔کہ زائر قبور کے لیے مستحب یہ ہے کہ جتنا اس سے ہو سکے قرآن پاک پڑھے۔اور اہل قبور کے لیے دعائے مغفرت کرے۔(شرح الصدور)

میت کی انتظار:۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔کہ میت کی حالت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی طرح ہوتی ہے۔

وہ انتظار کرتا ہے کہ اس کو باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے دعا پہنچے۔اور جب اسکو کسی

کی دعا پہنچتی ہے تو وہ دعا کا پہنچنا اس کو دنیا و مافیھا سے محبوب تر ہوتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعا سے اہل قبور کو پہاڑوں کی مثل اجر و رحمت عطا کرتا ہے اور بے شک زندوں کا تحفہ مردوں کی طرف یہی ہے کہ ان کے لیے بخشش کی دعا کی جائے۔(مشکوۃ شریف)

☆ ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں اپنے ایک نیک بندے کا درجہ بلند فرمایا تو وہ عرض کرتا ہے کہ اے میرے رب میرا درجہ کیونکر بلند ہوا۔ارشاد ہوا کہ تیرا بیٹا جو تیرے لئے دعائے بخشش مانگتا ہے اس وجہ سے (۔مشکوۃ)

☆ ۔حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔کہ لوگو جس طرح اس زندگی میں تم کھانے پینے کے محتاج ہو بالکل اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر مردے تمہاری دعاؤں کے محتاج ہیں۔(شرح الصدور)

قارئین کرام! احادیث مبارکہ کی روشنی میں مجھے آپ کو اور تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ ہم زیارت قبور کی اہمیت کو سمجھیں اور اپنے آپ کو اور اسی طرح اموات کو ثواب جزیل سے محروم نہ رکھیں۔

اموات کے لیے۔صرف ایک مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کرنے کا ثواب جزیل پڑھیں ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

قاضی ابوبکر بن عبد الباقی انصاری سلمہ بن عبید سے راوی کہا کہ حماد مکی نے کہا کہ میں ایک شب مکہ کے قبرستان میں گیا اور سو رہا تو میں نے قبرستان والوں کو حلقہ حلقہ دیکھا۔میں نے کہا: کیا قیامت قائم ہوگئی؟ بولے: نہیں! لیکن ہمارے بھائیوں سے ایک شخص نے قل ھو اللہ احد پڑھ کر اسکا ثواب ہم لوگوں کو بخشا ہے تو ہم سال بھر سے اس کو تقسیم کر رہے ہیں۔(مرقاۃ)

قرآن پاک کے ایک حرف پڑھنے پر پڑھنے والے کے لیے کم از کم دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اگر سورۃ اخلاص کی تعداد گیارہ ہو جائے۔یا سورۃ یسین پڑھ لی جائے تو اسکا ثواب جزیل کتنا ہوگا۔اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔اب اس ضمن میں پڑھنے والے کے لیے نیکیوں کی تعداد پڑھیں۔

عن علی ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی ﷺ قال من مر علی المقابر فقرء قل ھو اللہ احد O عشر مرۃ ثم وھب اجرھا لا موات اعطی الاجر بعدہ الاموات ۔(رواہ الدار قطنی)

ترجمہ:حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی کہ نبی ﷺ نے فرمایا:جو شخص قبرستان میں گزرے اور گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھ کر اسکا ثواب مردوں کو بخشے اسکو ان مردوں کے بدولت ان مردوں کے برابر ثواب ملے۔(عینی شرح ہدایہ جلد ۲ص ۶۱۱ وشامی جلد ۲ص ۲۴۳)

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال من دخل المقابر فقرء سورۃ یس خفف اللہ عنھم وکان لہ بعدد من فیھا حسنات رواہ عبد العزیز صاحب الخلال بسندہ۔(مرقات ج۲،ص۳۸۲)

ترجمہ:حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جو شخص قبرستان جائے اور سورۃ یسین پڑھے اللہ تعالیٰ ان مردوں سے مواخذہ ہلکا فرمائے اور جس قدر مردے اس قبرستان میں ہیں انکی تعداد کے مطابق اس شخص کو نیکیاں ملیں گی۔

اقول وباللہ التوفیق قارئین کرام اس سے قبل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث پاک تحریر کر چکا ہوں۔جسکی روشنی میں زیارت قبور سے دو بیش بہا قیمتی فوائد یعنی دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد نصیب ہوتے ہیں اب دو احادیث پاک تحریر کی ہیں

ان کی روشنی میں زائر کو زیارت قبور کے موقع پر گیارہ مرتبہ قل شریف یا ایک دفعہ سورۃ یسین شریف پڑھ کر ایصال ثواب کرنے سے قبرستان میں مدفون اموات کی تعداد کے مطابق نیکیاں ملتی ہیں۔الحمد اللہ ثم الحمد اللہ یہ بہت بڑا ثواب ہے۔

قبرستان خصوصا بڑے قبرستانوں میں ہزاروں کی تعداد میں اموات مدفون ہوتے ہیں مدفون اموات کی تعداد کے مطابق زائرین کو نیکیوں کا ملنا مدفون اموات کی بخشش کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی اور خصوصی عطا ہے۔

برادران اسلام۔زیارت قبور کی بڑی عظمت اور اہمیت ہے لہذا ہمیں اس سے غافل نہیں رہنا چاہیے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

اموات کو ایذا:۔زندہ لوگوں کی بے اعتدالیوں سے اموات کو ایذا ہوتی ہے حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ حضور ﷺ نے مجھے قبر سے تکیہ لگائے دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا لاتوذ صاحب هذا القبر ۔(احمد)

اس قبر والے کو ایذا نہ دے۔

حاکم اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا فرمایا۔یا صاحب هذا القبرانزل من على القبر لاتوذی صاحب القبر ولا يوذيك ۔(حاکم وطبرانی)

او قبر والے قبر سے اتر نہ تو صاحب قبر کو ایذاء دے اور نہ وہ تجھے ابن ابی الدنیا ابو قلابہ بصری راوی ہیں کہ میں ملک شام میں بصرہ کو جاتا تھا۔رات کو خندق میں اترا وضو کیا۔دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر رکھ کے سو گیا۔جب جاگا تو صاحب قبر کو دیکھا کہ مجھ سے گلہ کرتا ہے اور کہتا ہے۔لقد اذيتنی منذا لليلة ۔اے شخص تو نے مجھے رات بھر ایذا دی۔(ابن

ابی الدنیا) معلوم ہوا کہ میت کو باہر کی خبر ہوتی ہے۔

حافظ ابن مندہ امام قاسم سے راوی ہیں۔

کہ ایک شخص نے قبر پر پاؤں رکھا۔ جاگتے میں سنا۔ الیك عنی یا رجل ولا توذنی ۔ اے شخص الگ ہٹ مجھے ایذا نہ دے۔

قارئین کرام ! احادیث پاک کی روشنی میں میت زائر کا سلام سنتا ہے سلام کا جواب دیتا ہے واقف کو جانتا ہے۔ اور مانوس ہوتا ہے اور اسی طرح میت کو قبر پر تکیہ لگانے ۔ پاؤں رکھنے اور قبر پر بیٹھنے سے ایذاء ہوتی ہے ۔ یہ ساری صورتیں میت کے دیکھنے اور باہر کی خبر رکھنے پر دلالت کرتی ہیں۔

حدیث پاک کی روشنی میں میت بھی ایذاء دینے والوں کو ایذاء دینے پر قدرت رکھتا ہے جیسا کہ حاکم اور طبرانی کی روایت میں و لا یو ذیك کے مبارک الفاظ میں گذر چکا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ میت ایذاء دینے والوں کو دیکھتا ہے ۔ پہچانتا ہے۔ جسکی وجہ سے میت کا ایذاء دینا ممکن ہوسکتا ہے۔

قرآن پاک کی وہ آیات کریمہ جن سے موتی کا عدم سماع سمجھا جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انك لاتسمع الموتیٰ ولاتسمع الصم الدعاء اذا ولو امدبرین ۔ وما انت بھدی العمی عن ضللتھم ان تسمع الامن یومن بایتنا فھم مسلمون ۔۲۷/۸۰

ترجمہ ۔ بے شک تمہارے سنائے نہیں سنتے مردے اور نہ سنائے بہرے پکار سنیں جب پھیریں پیٹھ دیکر اور اندھوں کو گمراہی سے تم ہدایت کرنے والے نہیں تمہارے سنائے تو وہی

سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔

بعینہ فانك لاتسمع الموتی سے فهم مسلمون تك سورہ روم کی آیت نمبر۵۱-۳۰/۵۲ میں

اسی طرح کا ارشاد ہے جن حضرات نے ان آیات سے مردوں کا عدم سماع ثابت کیا ہے وہ بھی ہمارے لئے قابل عزت ہیں لیکن آیئے دیکھیں کہ مفسرین حضرات نے ان آیات کی تفسیر میں کیا لکھا ہے۔

قاضی ثناءاللہ رحمة الله علیه صاحب لکھتے ہیں۔

انك لاتسمع الموتی ای الکفار شبههم بالموتی بعدم الا نتفاع لهم بتسامع ما یتلی علیهم ان تسمع یعنی لاتسمع ولاینفع اسماعك القرآن احد االا من یومن بایتنا من قدر نا ایمانه۔(تفسیر مظہری)

آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے یعنی کافروں کو ان کو مردوں سے تشبیہ دی کہ جو کچھ انہیں پڑھ کر سنایا جائے اسے سن کر نفع نہیں حاصل کر سکتے ان تسمع یعنی آپ نہیں سنا سکتے اور آپ کے قرآن سنانے کا فائدہ صرف وہی اٹھا سکتا ہے جسے ہماری آیات پر ایمان ہو یعنی جس کے لیے ہم نے ایمان لانا مقدر کر دیا ہو۔

علامہ علی بن محمد خازن رحمة الله علیه نے لکھا ہے۔

1۔انك لاتسمع الموتی یعنی موتی القلوب وهم الکفار۔

ترجمہ۔آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔یعنی ان کو جن کے دل مر چکے ہیں اور وہ کفار ہیں۔(خازن)

2۔وما انت بسمع من فی القبور یعنی الکفار شبهم

بالاموات فی القبور حین لایجیبون ۔

ترجمہ۔من فی القبور۔یعنی کفار کومردوں سے تشبیہ دی گئی ہے جوقبروں میں پڑے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔(خازن)

امام ابومحمد الحسین رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

انک لاتسمع الموتی یعنی الکفار۔(معالم التنزیل)

ترجمہ۔آپ مردوں کونہیں سنا سکتے یعنی کفار کو۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے

والمراد بالموتی ومن فی القبور الکفار شبھوا بالموتی وھم احیاء والمعنی ھم فی حال الموتی او حال من سکن القبر وعلی ھذا لایبقی فی الایۃ دلیل علی مانفتہ عائشہ۔

ترجمہ۔موتی اور من فی القبور سے مراد کفار ہیں انہیں مردوں کے ساتھ تشبیہ دیگئی ہے حالانکہ وہ زندہ ہیں مطلب یہ ہوا کہ ان کا حال مردوں کا سا ہے۔جوقبر میں پڑا ہومزید برآں آیت میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں جسکی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نفی کی ہے۔(فتح الباری)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ترجمہ۔سماع سے مراد یہ کہ حق کوقبول نہیں کرسکتے اس کی دلیل یہ ہے کہ دوآیتیں کفار کوایمان کی دعوت دینے میں نازل ہوئی ہیں اوراس امر کی نشاندہی ہے کہ انہوں نے حق کوقبول نہ کیا ۔علماء نے کہا ہے کہ موتی سے مراد وہ لوگ ہیں جنکے دل مردہ ہو چکے ہیں اوران کے جسم گویا ان کی روحوں کی قبریں ہیں اوران قبروں میں ان کے مردہ دل پڑے ہوئے ہیں ۔(اشعۃ اللمعات۔حیات برزخیہ)

صاحب تفسیر نور العرفان مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ نمل کی آیت نمبر ۸۰ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ انک لاتسمع الموتی سے فھم مسلمون تلک۔ ۲۷/۸۰

تفسیری نور العرفان میں ہے۔

یہاں مردوں سے مراد دل کے مردے ہیں یعنی کفار اور اندھوں سے مراد دل کے اندھے ہیں ورنہ ان کا مقابلہ ایمان سے نہ کیا جاتا مردوں کا سننا قرآنی آیات اور احادیث سے ثابت ہے۔۔۔۔اس کی تفسیر وہ آیت ہے۔ فانھا لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور۔

اس لئے قبرستان میں جا کر مردوں کو سلام کرنا سنت ہے حضور ﷺ کو التحیات میں سلام کرنا واجب ہے حالانکہ جو سلام سنتا نہ ہو یا سنتا تو ہو مگر جواب نہ دے سکتا ہو اسے سلام کرنا منع ہے ۔(تفسیر نور العرفان)

آگے چل کر سورہ روم فانک لاتسمع الموتی سے فھم مسلمون ۔۵۲۔ ۳۰/۵۳ کے مقام پر لکھا ہے۔ یہاں مردوں سے مراد کافر ہیں نہ کہ میت ورنہ انکا مقابلہ مومن سے نہ ہوتا کیونکہ مومن کافر کا مقابل ہے مردہ کا نہیں مردوں کا سننا قرآن شریف سے بھی ثابت ہے۔

واسئل من ارسلنا قبلک من رسلنا ۔ نیز حضرت شعیب علیہ السلام اور صالح علیہ السلام نے مردہ قوم سے خطاب فرمایا۔ حضور ﷺ نے جنگ بدر کے مقتول کافروں سے خطاب فرمایا۔ جیسا کہ پہلے تحریر ہو چکا ہے۔(نور العرفان)

اہل دنیا اور اہل برزخ
والوں کا باہمی رابطہ

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی خصوصی کرم نوازی سے ایسے ذرائع اور ایسے وسائل فرمادیئے ہیں کہ جنکی بدولت اہل دنیا اور اہل برزخ ایک دوسرے کے حالات سے اکثر باخبر ہوتے رہتے ہیں۔اور ایک دوسرے کے مقامات کی معرفت حاصل کرتے رہتے ہیں تاہم یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہوتا ہے۔جسے جیسے چاہیں اسکو اس نعمت سے نواز دیں۔ ذالك فضل الله يعطيه من يشاء علماء کرام نے اہل برزخ کے حالات سے مطلع ہونے کے کئی طریقے تحریر فرمائے ہیں ان میں سے کثیر الوقوع صرف دو کا ذکر کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔ وما توفيقى الا بالله

1۔کشف 2۔رؤیائے صادقہ

کشف:۔وہ ذرائع جن سے عالم برزخ والوں سے براہ راست برزخی مقامات کا علم ہو سکتا ہے۔ایک ذریعہ کشف بھی ہے جو مراقبہ کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے اس واسطے کشف کا حصول اور نصیب صرف عرفاء اور صوفیاء کا ہے اور صوفیاء کرام کی اصطلاح میں کشف القبور کے نام سے معروف کشف بھی اسی کا حصہ ہے بعض حضرات کو کشف القبور میں اتنی مہارت ہوتی ہے کہ وہ اپنی روح کو میت کی روح سے قریب کرکے ان سے معلومات حاصل کرلیتے ہیں۔

کشف والھام کی عظمت:۔علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ الھام وحی انبیاء کی قسموں میں سے ہے (فتح الباری) علماء کرام نے لکھا ہے کہ وحی جلی کے سوا تلقی عن الغيب کی تمام اقسام کا نام کشف والھام رکھا گیا ہے اور جب وحی جلی حضور فخر موجودات خاتم الانبیاء ﷺ کے ساتھ منقطع ہوگئی تو اب۔ تلقی عن الغیب کی صرف

ایک قسم کشف والھام باقی رہ گئی۔

قارئین کرام !۔کشف والھام وحی باطنی ہےاور کمالات نبوت سے ہے۔ذکر الٰہی سے مومن کا دل جب منور ہو جاتا ہے۔تو اسکی روشنی میں عرش الٰہی جہاں سے امر کا نزول ہوتا ہے نظر آتے ہیں امور برزخ جنت اور دوزخ نظر آتے ہیں اسی کا نام کشف ہے جو آگے آنے والے صفحات پر صحابی رسول ﷺ حضرت حارث بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی واقعہ سے اچھی طرح واضح ہے۔

کشف کن لوگوں کو ہوتا ہے :۔کشف کمالات نبوت سے ہے کشف ایمان کے کمال سے نصیب ہوتا ہے کشف اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح بندوں کو اولیاء اللہ کو نصیب ہوتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے قلب میں ڈالا جاتا ہے۔ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کشف کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ہم اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو مکرم بنائے اس کے نور قلبی میں اضافہ کر کے اس کی قلبی نظر کو قوی کر دے اور حقیقت یہ ہے یہ ایسا نور ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے خصوصی طور پر عطا فرمادے (فتح الباری)

علم غیب نہیں :۔کشف علم غیب نہیں جیسا کہ تحریر کیا جا چکا ہے کہ کشف علام الغیوب کی طرف سے قلب میں ڈالا جاتا ہے۔غیب کا ذاتی طور پر جاننا۔اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات سے خاص ہے علم غیب ذاتی کی تعریف یہ ہے اس کی ابتداء اور انتہاء نہ ہو اور کسی واسطہ سے حاصل نہ ہو۔اولیاء اللہ کا علم ذاتی نہیں بلکہ کشف اور الھام کے واسطے سے ہوتا ہے۔قدیم نہیں بلکہ حادث اور حصولی ہے۔

کشف کا انقلابی اثر :۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لیے فرعون نے کثیر تعداد میں جادوگروں کو جمع کیا۔دن مقرر کیا گیا۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں۔

دسویں محرم اور ہفتہ کا دن تھا کثیر تعداد میں لوگ جمع ہوئے۔ جادوگروں نے ابتداء کرنے کا معاملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رائے مبارک پر ادبا چھوڑا۔

اس ادب کی برکت سے آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کو دولت ایمان سے مشرف فرمایا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں ابتداء کرنے کے لیے فرمایا چنانچہ جادوگروں نے رسیاں لاٹھیاں وغیرہ جو سامان لائے تھے سب ڈال دیا میلوں کے اس بڑے میدان میں جادوگروں کی نظر بندی سے سانپ ہی سانپ نظر آنے لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک ڈالا وہ بھی سانپ بن گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے جادوگروں کے تمام اژدھوں اور سانپوں کو نگل گیا آدمی اس کے خوف سے گھبرا گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے دست مبارک میں لیا تو مثل سابق عصا بن گیا۔ یہ دیکھ کر جادوگروں کو یقین ہوا کہ یہ معجزہ ہے جس سے مقابلہ نہیں ہو سکتا۔

قرآن پاک میں ہے۔

فالقی السحرۃ سجدا قالو آمنا برب ھرٰون و موسیٰ ۔(طہٰ ۲۰)

پھر گر پڑے جادوگر سجدہ میں بولے ہم اس پر ایمان لائے جو ہارون اور موسیٰ علیہ السلام کا رب ہے۔

ساحرین فن کے جاننے والے تھے سمجھ گئے کہ یہ سحر نہیں ہو سکتا سحر سے اوپر کوئی اور حقیقت ہے دل میں ایمان آیا اور سجدہ میں گر پڑے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

فما رفعوا رئوسھم حتی راو الجنۃ والنار و ثواب اھلھا۔ (ابن کثیر)

انہوں نے سجدے سے اس وقت سر اٹھایا۔ جب جنت دوزخ اور ثواب کو دیکھ لیا کشف ہوا حتی کہ جنت میں اپنے منازل بھی دیکھ لئے۔ یہ کشف کا انقلابی اثر تھا کہ فرعون کے درباری

قرب کو چھوڑا موت کو بخوشی قبول کیا۔ زندگی کا رخ ہی بدل گیا۔

رحمت الهية کا کیا کہنا جو لوگ ابھی ابھی رسول خدا سے نبرد آزمائی کر رہے تھے۔ سجدہ سے سر اٹھاتے ہی اولیاء اللہ اور عارف کامل بن گئے۔ وما ذالك على الله بعزيز

روئیت انبیاء علیھم السلام

عالم برزخ سے انبیاء علیہ السلام کی رؤیت کا شرف بھی خصوصیت کا حامل ہے اس شرف کا حصول بھی کشف سے تعلق رکھتا ہے۔

حدیث پاک:۔ عن ابو هريرة ؓ قال سمعت رسول الله ﷺ يقول من رانی فی المنام فسير انی فی اليقظة ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا۔ کہ جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا ہے کہ وہ بیداری میں بھی مجھے دیکھ لے گا۔

جس خواب ہو جائے دیدار نبی حاصل
اے عشق کبھی مجھ کو نیند ایسی سلا جانا

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

☆ ۔ طریقہ سلوک کی ابتداء مشاہدات و مکاشفات سے شروع ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ سالکین عالم بیداری میں انبیاء علیہ السلام کے ارواح اور ملائکہ کا مشاہدہ کرتے ہیں ان کا کلام سنتے ہیں اور ان سے فوائد حاصل کرتے ہیں (المنقذ من الضلال)۔

☆ ۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ کو ستر سے زیادہ مرتبہ عالم بیداری میں دیکھا ہے۔ (الیواقیت والجواہر، الحاوی للفتاویٰ)

☆ ۔ شیخ ابو العباس المرسی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے عرض کیا حضرت مجھ سے مصافحہ

کیجیے۔ کیونکہ آپ بڑے ملکوں میں پھرے ہیں۔اور بڑے بڑے بزرگ لوگوں سے آپ نے مصافحہ کیا ہے۔حضرت نے فرمایا کہ میں نے یہ ہاتھ سوائے رسول اللہ ﷺ کے کسی سے نہیں ملائے اور فرمایا اگر حضور ﷺ کی ذات ایک لحہ کے لیے بھی میری آنکھ سے اوجھل ہو جائے تو میں اپنے آپ کو مسلمان نہیں سمجھتا۔(الحاوی للفتاوی)

☆۔شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ اولیاء کرام کے لیے ولایت کے منشور لکھ رہے ہیں ان میں سے ایک میرے بھائی محمد کا منشور بھی تھا۔(الحاوی للفتاویٰ)

☆۔علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

قال علی وفا فرایت النبی ﷺ قبالة فعا نقنی فقال و اما بنعمة ربك فحدث ۔(فتاوٰی الحدیثیه)

ترجمہ: حضرت علی وفا فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے روبرو دیکھا پھر آپ نے میرے ساتھ معانقہ فرمایا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کی نعمت بیان کیا کر۔

☆۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

از شیخ ابو المسعود آورده که مصافحه مے کرد آنحضرت ﷺ را بعد هر نماز(اشعة اللمعات) که

ترجمہ: حضرت شیخ ابوالمسعو د رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے۔وہ ہر نماز کے بعد حضور ﷺ سے مصافحہ کرتے تھے۔

☆۔حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وان سالتنی عن الخبر الصدق فانی تلمیذ القرآن العظیم بلا

واسطہ ۔(الفوز الکبیر)

ترجمہ: اگر مجھ سے سچ بات پوچھیں تو میں قرآن عظیم کی تعلیم حاصل کرنے میں بلاواسطہ حضور ﷺ کا شاگرد ہوں۔

یعنی میں نے قرآن مجید حضور ﷺ سے پڑھا۔

☆ ۔حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر حضور ﷺ سے بیعت کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں (فارسی سے اردو ترجمہ) جب اس معرفت جلیلہ نے میرے دل میں جگہ پکڑی تو میں نے حضور ﷺ کو تبسم فرماتے دیکھا کہ آپ نے مراقبہ سے سر مبارک باہر کیا ۔اور دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر مجھے بیعت کرنے اور مجھ سے مصافحہ کرنے کا اشارہ فرمایا۔ یہ فقیر اٹھا اور دونوں زانوں کو حضور ﷺ کے زانوں سے متصل کر کے اپنے دونوں ہاتھوں کو حضور ﷺ کے دونوں ہاتھوں میں رکھ کر (آپ ﷺ نے مجھے) بیعت فرمایا۔(الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ)

زیارت رسول ﷺ کے سبق آموز واقعات

☆ ۔حضرت شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی حضور ﷺ نے فرمایا میں مردہ نہیں ہوں میری موت کا مفہوم یہ ہے کہ ان لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے فہم وبصیرت عطا نہیں فرمائی ورنہ اہل فہم وبصیرت تو مجھے دیکھتے ہیں اور میں انہیں دیکھتا ہوں (المنقذ من الضلال)

☆ ۔حضرت شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور ﷺ کی زیارت کثرت سے ہوتی تھی فرماتے ہیں ایک دفعہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کی رؤیت کے بارے میں لوگ مجھے جھٹلاتے ہیں آپ نے فرمایا مجھے اللہ کی عزت اور عظمت کی قسم ہے۔

جو شخص اس پر ایمان نہیں رکھتا اور تجھے جھٹلاتا ہے تو وہ یہودی ،نصرانی یا مجوسی ہو کر مریگا

(طبقات الکبرٰی)

لعاب دہن کی برکت: ۔حضرت شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ تشریف لائے آپ نے میرے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا میں نے عرض کیا یارسول اللہ اس لعاب دہن ڈالنے کا کیا فائدہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اب تم جس مریض پر اپنا لعاب ڈالو گے اللہ تعالیٰ اسے شفاء عطا فرمائینگے (طبقات الکبریٰ)

☆۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے ظہر کی نماز سے قبل حضور ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا بیٹے آپ بیان کیوں نہیں کرتے میں نے عرض کیا کہ میں عجمی آدمی ہوں ۔بغداد کے فصیح و بلیغ لوگوں کے سامنے کیسے بیان کروں ۔حضور ﷺ نے فرمایا اپنا منہ کھولو۔میں نے منہ کھولا آپ ﷺ نے سات مرتبہ میرے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا۔

چنانچہ میں نے ظہر کی نماز پڑھی اور بیٹھ گیا۔میرے سامنے خلق کثیر کا مجمع تھا۔(اتنے میں) حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور فرمایا تم بیان کیوں نہیں کرتے ۔(میں نے معذرت کی) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا منہ کھولو میں نے منہ کھولا تو آپ نے اپنا لعاب دہن میرے منہ میں چھ مرتبہ ڈالا۔میں نے عرض کیا۔آپ بھی پورے سات مرتبہ فرما لیتے فرمایا حضور ﷺ کے ادب کی وجہ سے پھر نظروں سے غائب ہو گئے۔(روح المعانی)

☆۔شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن کرسی پر تشریف فرما کر وعظ فرما رہے تھے تقریباً دس ہزار سامعین کا مجمع تھا۔حضرت علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ بھی کرسی کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ناگاہ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ پر نیند کا غلبہ ہوا۔آپ سو گئے۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے سامعین کو فرمایا۔اسکتوا۔چپ،ہو جاؤ۔سب لوگ چپ ہو گئے۔اور صرف سانس ہی سنائی دینے لگا پس شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کرسی سے نیچے اتر کر شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔

اور غور سے ان کی طرف دیکھنے لگے حضرت علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ (کچھ دیر کے بعد) جاگ گئے۔ تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کیا آپ نے حضور ﷺ کو اس وقت خواب میں دیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا جی ہاں۔ حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ میں کرسی سے (حضور ﷺ) کے ادب کے لیے نیچے اتر آیا تھا۔ پھر پوچھا کہ حضور ﷺ نے تم کو کیا نصیحت کی۔ انہوں نے فرمایا آپ سے رفاقت کی پھر شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا آپ نے بیداری میں دیکھ لیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی تحریر کرتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب درثمین میں لکھا ہے کہ سید عبد اللہ نے کہا کہ میں نے قرآن مجید ایک قاری زاہد سے جو جنگل میں رہتے تھے حفظ کیا۔ ایک بار ہم قرآن مجید پڑھ رہے تھے یکا یک چند آدمی عربی لباس والے بمعہ اپنے سردار کے آ گئے اور انہوں نے قاری صاحب کا قرآن پاک سنا۔ ان کے سردار نے قاری صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے برکت کرے تو نے قرآن مجید کا صحیح حق ادا کر دیا۔ یہ کہہ کر وہ قدسیوں کی جماعت چلی گئی ان کے بعد ایک اور آدمی عربی وضع کا آیا۔ اور کہنے لگا کہ کل رات کو حضور ﷺ نے خبر دی تھی کہ ہم فلاں جنگل میں فلاں قاری کا قرآن مجید سننے جاویں گے۔ جب اس نے یہ بات کہی تو ہم نے جان لیا وہ سردار جو آئے تھے۔ وہ محمد ﷺ تھے جنکو میں نے دیکھا۔ (درثمین)

☆۔ ایک ولی اللہ پر قرض ہو گیا ادا نہ ہو سکا تو قرض خواہ نے قاضی کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا۔ قاضی نے حکم دیا۔ کہ فلاں تاریخ کو رقم عدالت میں پیش کی جائے قرضہ کی رقم تین ہزار دینار تھی۔ ولی اللہ بڑے پریشان ہوئے۔ ادائیگی کی کوئی صورت نظر نہ آئی پریشانی کے عالم میں (حضور ﷺ کی زیارت ہوئی) آپ ﷺ نے فرمایا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں علی بن عیسیٰ وزیر کے پاس جاؤ۔ ان کو میرا سلام کہو اور کہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ہے کہ یہ رقم دیدو۔ ولی اللہ کے دل میں خیال آیا۔

کہ وزیر میری بات کیسے مان لیگا دوسرے دن بھی حضور ﷺ نے یہی فرمایا تیسرے دن آپ ﷺ نے فرمایا کہ وزیر کو یہ کہنا (بطور نشانی) کہ تم ہمیشہ بعد نماز فجر طلوع آفتاب سے پہلے پانچ ہزار بار درود شریف پڑھتے ہو اسکا علم اس کے بغیر کسی کو نہیں۔ جب ولی اللہ وزیر کے دروازے پر پہنچا۔

وزیر کو (نشانی بتلائی) حضور ﷺ کا پیغام مبارک دیا (حضور ﷺ) کا پیغام سن کر وزیر موصوف پر خوشی کی لہر دوڑ گئی اس نے ولی اللہ سے کہا۔

تم سچے ہو میں تجھے مرحبا (خوش آمدید) کہتا ہوں۔

اس کے بعد تین ہزار دینار مجھے دیئے اور کہا۔ یہ رقم قرض خواہ کو دو۔ اور تین ہزار دینار اور دیئے اور کہا یہ بال بچوں پر خرچ کرو۔ اور پھر تین ہزار دینار دئے اور کہا ان کو تجارت میں لگاؤ اور مجھے قسم دی کہ تم مجھ سے دوستی اور محبت کا رابطہ قطع نہ کرو گے۔ (جذب القلوب)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

حضرت ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شام کا سفر کیا جب حضرت ابراھیم علیہ السلام کے مزار مقدس پر پہنچا تو آپ مجھے ملے میں نے عرض کیا۔ آپ کے ہاں میری مہمانی یہ ہے کہ آپ اہل مصر کے لیے دعا فرمائیں آپ نے دعا فرمائی۔ تو اہل مصر کی مصیبت دور ہو گئی۔ (الحاوی للفتاویٰ)

حیات الانبیاء:۔ انبیاء علیہم السلام کے تعدد امثال کے موضوع پر کچھ تحریر کرنے سے پہلے مسئلہ حیات الانبیاء علیہ السلام کی قدرے وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

تا کہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ انبیاء علیہ السلام کو صرف تعدد امثال کی عظمت سے نوازا گیا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہ السلام کو اس شرف سے بھی نوازا ہے کہ وہ اپنی قبروں میں حیات دنیوی حسی کے ساتھ زندہ ہیں۔

حیات الانبیاء کے موضوع پر علماء کرام نے نہایت تفصیل سے کثرت سے حوالہ جات کی روشنی میں اس مسئلہ کو تحریر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین ثم آمین ۔میری معروضات بھی ان کی مرہون منت ہیں طوالت کے خوف سے میں نے نہایت ہی اختصار سے اس مسئلہ کو بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ منظور و مقبول فرما کر ہم کو نفع مند ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حیات الانبیاء علیھم السلام قرآن پاک کی روشنی میں

قرآن کریم میں ہے۔

(1)۔وسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن الهة يعبدون ۔۴۳/۴۵

ترجمہ:۔اوران سے پوچھو جو ہم نے تجھ سے پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمٰن کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائے۔(انبیاء علیہ السلام سے خطاب کرنے کا حکم دیا جانا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ انبیاء علیہ السلام کی حیات تسلیم کی جائے)

مفسرین کرام نے لکھا ہے:۔حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ بیت المقدس میں (معراج کی رات) نازل ہوئی جب حضور ﷺ انبیاء علیہ السلام کو نماز پڑھا چکے۔(تفسیر ابن کثیر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات حضور ﷺ کو معراج ہوا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اوران کی اولاد کے تمام انبیاء علیہ السلام کو بیت المقدس میں اکٹھا کیا۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اذان اور پھر اقامت کہی اور کہا۔اے محمد ﷺ آگے بڑھیئے اور انبیاء علیہ السلام کو نماز پڑھایئے نماز سے فارغ ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ انبیاء سے (توحید کے بارے میں)

سوال کریں۔ (تفسیر خازن)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ آیت کریمہ کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ آیت کریمہ کو اپنے ظاہری معنٰی پر رکھا جائے۔

(انبیاء علیہ السلام سے) یہ ملاقات روح مع الجسد ہوئی۔ یہ ملاقات صرف ارواح سے ملاقات نہیں تھی اور آپ ﷺ کی اقتداء میں جو نماز پڑھی وہ روح مع الجسد تھی۔ (تفسیر قرطبی)

حیات الانبیاء معراج شریف کی روشنی میں

حضور ﷺ کی کمالات نبوت سے معراج شریف کا واقعہ نہایت ہی اہم واقعہ ہے۔ کیونکہ یہ ایسا واقعہ ہے جسمیں آپ ﷺ نے حالت بیداری اور عالم دنیا میں ہی ظاہری حیات میں ہوتے ہوئے عالم برزخ اور عالم آخرت کے تمام حالات وواقعات کا مشاہدہ فرمایا اور پھر دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے۔ بلاشبہ یہ آپ ہی کی خصوصیت ہے۔

معراج شریف کی احادیث مبارکہ تقریباً تیس صحابہ سے منقول ہیں۔ جمہور سلف اور خلف اکابر کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو حالت بیداری میں معراج شریف ہوئی۔ نشر الطیب میں ہے کہ یہ مسئلہ اجماعی اور مسلمات ضروریہ سے ہے علامہ احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے۔

فالحق انه اسراء واحد بروحه و جسده يقظة ۔(مواهب)

فرماتے ہیں کہ حق بات یہ ہے کہ معراج شریف روح اور جسد کے ساتھ حالت بیداری میں ہوئی۔

<u>سفر معراج کا آغاز</u>:۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سبحن الذی اسرٰی بعبده ليلاً سے انه هو السميع العليم ۔ (بنی اسرائیل آیت نمبر 1)

ترجمہ پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک

جس کے گردونواح کو ہم نے بابرکت بنایا تاکہ ہم ان کو اپنی قدرت کے کچھ نمونے دکھلائیں وہی سننے والا دیکھنے والا۔

آیت کریمہ میں بعبدہ کا ذکر آیا ہے۔ عبد جسم اور روح دونوں کو کہتے ہیں۔

مواھب اللدنیہ میں ہے۔

ان العبد اسم للجسد والروح فوجب ان یکون الاسراء بجمیع الجسد والروح ویدل علیه قوله تعالیٰ ارایت الذی ینھیٰ عبد اذا صلیٰ و انه لما قام عبد الله یدعوه والمراد مجموع الروح والجسد۔ (مواھب)

فرماتے ہیں عبد روح مع الجسم کا نام ہے پس واجب (لازم) ہے کہ معراج شریف بھی روح اور جسد کے ساتھ ہو جیسا کہ قرآن کریم کی تحریر کردہ آیات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ عبد سے مراد روح مع الجسد ہے۔

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک

اس عنوان سے متعلقہ اکثر روایات علامہ قسطلانی کی کتاب مواھب اللدنیہ سے ہیں۔

<u>مکۃ مکرمۃ سے روانگی</u>:۔ جب آپ ﷺ مکۃ مکرمۃ سے بیت المقدس کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ او تیت بالبراق ۔ میرے لئے براق لایا گیا (جسکی برق رفتاری کا یہ عالم تھا) یقع حافرہ عند منتھیٰ طرفہ فر کتبہ حتے (اتیت بیت المقدس)۔

جو اپنی منتہائے نظر پر قدم رکھتا تھا۔ میں اس پر سوار ہوا۔ حتی کہ بیت المقدس آیا۔ (مسلم)

(مکۃ مکرمۃ سے بیت القدس کا فاصلہ چالیس منزل یعنی سوا مہینہ سے زیادہ کی راہ ہے)

مواھب اللدنیہ میں ہے۔

ترجمہ۔(براق پر سوار ہونے کے وقت) حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑی اور حضرت میکائیل علیہ السلام نے براق کی لگام تھامی (یاد رہے یہ دونوں فرشتے آپ ﷺ کی آسمانی وزیر ہیں)

نوافل سے شرف:۔ بیت المقدس جاتے ہوئے تین مقامات پر نوافل پڑھ کر ان کو شرف سے نوازا (مواھب میں ہے)

ترجمہ۔معراج شریف کی رات آپ کا پہلا گذر ایک ایسی زمین پر ہوا جس میں کھجور کے درخت تھے۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے عرض کیا۔انزل فصل فصلی۔کہ آپ اتر کر یہاں نماز (نفل پڑھیے) آپ ﷺ نے نفل پڑھے جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ نے یثرب (مدینہ شریف) میں نماز پڑھی۔(سبحان اللہ)

پھر آپ ﷺ کا گذر ایک سفید زمین پر ہوا۔جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا انزل فصل فصلی آپ ﷺ اتر کر یہاں نماز (نفل) پڑھیں۔آپ ﷺ نے نفل پڑھے جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔آپ نے مدین میں نماز پڑھی پھر بیت اللحم پر گذر ہوا۔جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا آپ اتریں اور نماز پڑھیں آپ ﷺ نے نفل پڑھے جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔(طبرانی۔مواھب۔وصححہ البیہقی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گذر:۔1۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گذرا سرخ ٹیلہ کے پاس وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔(مسلم)

2۔حضرت ابویعلیٰ موصلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ (معراج شریف کی رات) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے

گذرے اور وہ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ آپ رسول اللہ ہیں۔

3۔ مواہب اللدنیہ جلد دوم میں ہے۔

کہ (حضور ﷺ) موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرے وہ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور پھر اسمیں کوئی ممانعت نہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ اور رزق پاتے ہیں۔ (مواہب) زرقانی میں ہے۔

والصلواۃ تستد عی جسداحیا۔ (زرقانی)

ترجمہ: نماز کے لیے زندہ جسم کا ہونا ضروری ہے۔

<u>امام الانبیاء ہونے کا اعزاز</u>:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے ۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ کہ میں بیت المقدس کے پاس آیا۔ اور اپنی سواری کو ایک حلقہ کے ساتھ باندھ دیا جہاں انبیاء علیہ السلام باندھا کرتے تھے۔ (مسلم)

2۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں مسجد میں گیا۔ تو انبیاء علیہ السلام کو میں نے پہچانا کوئی قیام میں ہے۔ کوئی رکوع میں ہیں کوئی سجدہ میں پھر ایک اذان کہنے والے نے اذان کہی اور ہم صفوف بنا کر کھڑے ہو گئے۔ کہ کون امامت کرتے ہیں۔ سو جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا۔ اور میں نے سب کو نماز پڑھائی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس رات حضور ﷺ کو معراج ہوا ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے تمام انبیاء علیہ السلام کو اٹھایا اور بیت المقدس میں اکٹھا کیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اذان اور پھر اقامت کہی۔ اور عرض کیا کہ اے محمد ﷺ آگے بڑھیئے اور انبیاء علیہ السلام کرام کو نماز پڑھایئے۔ (تفسیر خازن)

ایک روایت میں ہے کہ پھر ایک موذن نے اذان کہی اور تکبیر کہی گئی۔ ہم سب منتظر تھے۔ کہ

کون امام بنے سو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پکڑ کر مجھے آگے کھڑا کر دیا میں نے سب کو نماز پڑھائی۔ (تفسیر ابن حاتم)

حضور ﷺ کی شریعت کے مطابق نماز: ۔شب معراج تمام انبیاء کرام علیہ السلام کا بیت المقدس میں مجتمع ہو کر حضور ﷺ فخر کائنات کی امامت میں حضور ﷺ کی شریعت کے مطابق نماز ادا کرنا اسی بلند مرتبت عہد کی عملی توثیق تھی۔اور امام الانبیاء والمرسلین کی عظمت شان اور جلالت قدر کا صحیح اندازہ قیامت کے روز ہوگا جب ساری مخلوق خوف خدا سے لرزہ براندام ہوگی اور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء لواحمد ہاتھ میں لیے مقام محمود پر فائز ہوں گے۔اللھم صل علیٰ حبیبك و صفیك صاحب لواء الحمد والمقام المحمود و بارك وسلم۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنے والوں کی سات صفیں تھیں۔تین صفیں رسولوں کی اور چار صفیں نبیوں کی تھیں۔

آپ ﷺ کی پشت مبارک کے بالکل پیچھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے تھے ان کی دائیں جانب حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی بائیں جانب حضرت اسحٰق علیہ السلام کھڑے تھے۔پھر باقی رسول علیہم السلام تھے۔آپ ﷺ نے (امامت کر کے) دو رکعت نماز پڑھائی۔جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے۔تو فرمایا کہ میرے رب نے مجھے وحی کی ہے۔کہ آپ حضرات سے توحید کے بارے میں سوال کروں۔

آپ بھی توجہ فرمائیں (موضوع سے ہٹ کر مندرجہ بالا واقعہ کی روشنی میں)

علامہ الشیخ حسن بن عمار رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔جو مقتدی امام کے محاذ میں سیدھا پیچھے کھڑا ہوتا ہے۔اسے سو نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔اور جو اس کے دائیں جانب ہو اسکو پچھتر نمازوں کا ثواب ہے اور جو مقتدی (امام کے محاذ میں کھڑے ہونے

والے مقتدی کے) بائیں جانب ہوتا ہے۔اس کو پچاس نمازوں کا ثواب۔اور بقایا جو مقتدی ساری صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں ان کو پچیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

دوسری روایت میں نقل کرتے ہیں۔(باجماعت نماز پڑھنے کی صورت میں) رحمت الٰہی کا نزول اولاً امام پر ہوتا ہے۔پھر اس مقتدی پر جو امام کے سیدھا پیچھے کھڑا ہوتا ہے پھر دائیں جانب والوں پر اور پھر بائیں جانب والوں پر۔(مراقی الفلاح)

انبیاء علیہ السلام کے خطابات (معراج شریف کے موقع پر)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا خطاب:۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اس طرح تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو خلیل بنایا اور مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھ کو مقتدا صاحب قنوت بنایا کہ میرا اقتدا کیا جاتا ہے اور مجھ کو آتش (نمرودی) سے نجات دی اور اسکو میرے حق میں خنک اور سلامتی کا ذریعہ بنا دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خطاب:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب پر ثناء کر کے یہ تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جسنے مجھ سے کلام (خاص) فرمایا اور مجھ کو برگزیدہ فرمایا اور مجھ پر توریت نازل فرمائی اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائی اور میری امت کو ایسی قوم بنایا کہ حق کے موافق وہ ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے موافق عدل کرتے ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا خطاب:۔ پھر داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثناء کر کے یہ تقریر کی کہ جمیع محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھ کو زبور کا علم دیا اور میرے لئے لوہے کو نرم کیا اور میرے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور پرندوں کو بھی (تسبیح کے لئے مسخر فرمایا) اور مجھ کو حکمت اور صاف تقریر عنایت فرمائی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا خطاب: ۔پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی ثناء کے بعد یہ تقریر کی کہ جمیع محامد ثابت ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے میرے لئے ہوا کو مسخر فرمایا اور شیاطین کو بھی مسخر کیا کہ جو چیز میں چاہتا ہوں وہ بناتے تھے جیسے عمارات عالیشان اور مجسم تصاویر (کہ اس وقت درست تھیں) اور مجھ کو پرندوں کی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل سے مجھ کو ہر قسم کی چیز دی اور میرے لئے شیاطین اور انسان اور جن اور طیر کے لشکروں کو مسخر کیا اور مجھکو ایسی سلطنت بخشی کہ میرے بعد کسی کے لیے شایاں نہ ہوگی اور میرے لئے ایسی پاکیزہ سلطنت تجویز کی کہ اس کے متعلق مجھ سے کچھ حساب ہی نہ ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خطاب: ۔پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب پر ثناء کر کے یہ تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے مجھ کو اپنا کلمہ بنایا اور مجھ کو مشابہ آدم (علیہ السلام) کے بنایا کہ ان کو مٹی سے بنا کر کہہ دیا کہ تو (ذی روح) ہو جا اور وہ (ذی روح) ہو گیا اور مجھ کو لکھنا اور حکمت اور توراۃ وانجیل کا علم دیا اور مجھ کو ایسا بنایا کہ میں مٹی سے پرندہ کی شکل کا قالب بنا کر اس میں پھونک مار دیتا تھا تو وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور مجھ کو ایسا بنایا کہ میں بحکم خدا مادرزاد اندھے اور جذامی کو اچھا کر دیتا تھا اور مردوں کو زندہ کر دیتا تھا اور مجھ کو پاک کیا اور مجھ کو اور میری والدہ کو شیطان رجیم سے پناہ دی سو ہم پر شیطان کا کوئی قابو نہیں چلتا تھا۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب: ۔راوی کہتے ہیں کہ پھر محمد ﷺ نے رب کی ثناء کی اور فرمایا کہ تم سب نے اپنے رب کی ثناء کی اور میں بھی اپنے رب کی ثناء کرتا ہوں۔جمیع محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو رحمۃ للعالمین اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور مجھ پر فرقان یعنی قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر (دینی ضروری) امر کا بیان ہے (خواہ صراحۃً خواہ اشارۃً) اور میری امت کو بہترین امت بنایا کہ لوگوں کے نفع (دین

) کے لئے پیدا کی گئی ہے اور میری امت کو امت عادلہ بنایا اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہ اول بھی ہیں (یعنی رتبہ میں) اور آخر بھی ہیں (یعنی زمانہ میں) اور میرے سینہ کو فراخ فرمایا اور میرا بار مجھ سے ہلکا کیا اور میرے ذکر کو بلند فرمایا اور مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا (یعنی نور میں اول اور ظہور میں آخر) حضرت ابراھیم علیہ السلام نے (سب سے خطاب کر کے) فرمایا کہ بس ان کمالات کے سبب محمد ﷺ تم سب سے فائق ہو گئے۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا آخری فیصلہ: ۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے تمام انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد اپنے اپنے فضائل بیان کئے جب حضور ﷺ کے خطبہ کی نوبت آئی جس میں آپ ﷺ نے اپنا رحمۃ للعالمین ہونا اور مبعوث الیٰ کافۃ الناس ہونا اور اپنی امت کا خیر الامم وامتہ وسط ہونا اور اپنا خاتم النبیین ہونا بھی بیان فرمایا اس کو سن کر ابراھیم علیہ السلام نے سب انبیاء علیہ السلام کو خطاب کر کے فرمایا کہ بھذا فضلکم محمد ﷺ یعنی ان ہی فضائل سے محمد ﷺ تم سب سے بڑھ گئے اور ابراھیمؑ علیہ السلام کا یہ ارشاد بزار اور حاکم نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (کذافی المواھب نشر الطیب)

معراج شریف کا مختصر مگر جامع واقعہ

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

معراج شریف نبی کریم ﷺ کا ایک جلیل معجزہ اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور اس سے حضور کا وہ کمال قرب ظاہر ہوتا ہے جو مخلوق الٰہی میں آپ کے سوا کسی کو میسر نہیں نبوت کے بارہویں سال سید عالم ﷺ معراج سے نوازے گئے مہینہ میں اختلاف ہے مگر اشھر یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کو معراج ہوئی مکہ مکرمہ سے حضور ﷺ کا بیت المقدس تک شب کے چھوٹے حصہ میں تشریف لے جانا نص قرآنی سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے اور آسمانوں

کی سیر اور منازل قرب میں پہنچنا احادیث صحیحہ معتمدہ مشہورہ سے ثابت ہے جو حد تواتر کے قریب پہنچ گئی ہیں اسکا منکر گمراہ ہے معراج شریف بحالت بیداری جسم و روح دونوں کے ساتھ واقع ہوئی یہی جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے اور اصحاب رسول ﷺ کی کثیر جماعتیں اور حضور ﷺ کے اجلہ اصحاب اسی کے معتقد ہیں نصوص آیات و احادیث سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے تیرہ دماغان فلسفہ کے اوہام فاسدہ محض باطل ہیں قدرت الٰہی کے معتقد کے سامنے وہ تمام شبہات محض بے حقیقت ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا براق لیکر حاضر ہونا سید عالم ﷺ کو غایت اکرام و احترام کے ساتھ سوار کر کے لے جانا بیت المقدس میں سید عالم ﷺ کا انبیاء علیہ السلام کی امامت فرمانا پھر وہاں سے سیر سموت کی طرف متوجہ ہونا جبرائیل امین کا ہر ہر آسمان کا دروازہ کھلوانا ہر ہر آسمان پر وہاں کے صاحب مقام انبیاء علیھم السلام کا شرف زیارت سے مشرف ہونا اور حضور ﷺ کی تکریم کرنا احترام بجالانا تشریف آوری کی مبارک بادیں دینا حضور ﷺ کا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف سیر فرمانا وہاں کے عجائب دیکھنا اور تمام مقربین کی نہایت منازل سدرۃ المنتہیٰ کو پہنچنا جہاں سے آگے بڑھنے کی کسی ملک مقرب کو بھی مجال نہیں جبریل امین کا وہاں معذرت کر کے رہ جانا پھر مقام قرب خاص میں حضور ﷺ کا ترقیاں فرمانا اور اس قرب اعلیٰ میں پہنچنا کہ جس کے تصور تک خلق کے اوہام و افکار بھی پرواز سے عاجز ہیں وہاں مورد رحمت و کرم ہونا اور انعامات الٰہیہ اور خصائص نعم سے سرفراز فرمایا جانا اور ملکوت سموت و ارض اور ان سے افضل و برتر علوم پانا اور امت کے لیے نمازیں فرض ہونا حضور ﷺ کا شفاعت فرمانا جنت و دوزخ کی سیر ؒ اور پھر اپنی جگہ واپس تشریف لانا اور اس واقعہ کی خبریں دینا کفار کا اس پر شورشیں مچانا اور بیت المقدس کی عمارت کا حال اور ملک شام جانے والے قافلوں کی کیفیتیں حضور ﷺ سے دریافت کرنا حضور ﷺ کا سب کچھ بتانا اور قافلوں کے جو احوال حضور ﷺ نے بتائے قافلوں کے آنے پر ان کی تصدیق ہونا یہ تمام صحاح کی معتبر احادیث

سے ثابت ہے اور بکثرت احادیث ان تمام امور کے بیان اور ان کی تفاصیل سے مملو ہیں۔

شب معراج کی عظمت:۔شب معراج میں آپ ﷺ کو دیگر اعزاز و اکرام کے علاوہ رؤیت باری تعالیٰ کا خصوصی اعزاز اور شرف بھی حاصل ہوا۔اس لئے شب معراج آپ ﷺ کے حق میں باقی راتوں سے افضل ہے۔اور آپ ﷺ کی امت کے حق میں لیلۃ القدر ساری راتوں سے افضل ہے۔

علامہ احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔(مواھب اللدنیہ میں ہے) جلد دوم

ان ليلة الاسراء افضل فى حق النبى ﷺ و ليلة القدر افضل فى حق الامة ۔

ترجمہ۔تحقیق شب معراج حضور ﷺ کے حق میں اور لیلۃ القدر امت کے حق میں افضل ہے۔

موسیٰ سے ملاقات:۔قرآن پاک کی روشنی میں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فلاتكن فى مرية من لقائه ۔۲۳۔السجدة

(اے میرے محبوب) تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرو۔

آپ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملنے اور ان سے ملاقات ہونے میں شک نہ کرو ۔چنانچہ شب معراج میں حضور ﷺ کی ملاقات ہوئی ۔جیسا کہ احادیث میں وارد ہے ۔(خزائن العرفان)

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

ترجمہ۔آپ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کرنے کے بارے میں شک نہ کریں۔

بیشک آپ ان کو دیکھیں گے اور ان سے ملاقات ہوگی۔(تفسیر کبیر)

امام واحدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مفسرین حضرات کا بیان ہے۔کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے وعدہ فرمایا تھا کہ عنقریب

آپ کی ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوگی چنانچہ آپ کی یہ ملاقات آسمان پر بھی ہوئی اور بیت المقدس میں بھی ہوئی جب آپ معراج پر گئے۔(فتح القدیر)

حضرت امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اے محمد ﷺ آپ موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کے بارے میں شک نہ کریں (چنانچہ) معراج کی شب آپ ﷺ کی ان سے ملاقات ہوئی۔(قرطبی)

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر یوں کرتے ہیں۔ بے شک نبی کریم ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کریمہ کے بارے میں فرماتے ہیں لقاء سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لقاء ہے۔(روح المعانی)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فلاتکن فی مریة من لقائه میں لقاء سے مراد یہ ہے کہ آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ اور معراج کی شب ان سے ملاقات کی۔(ابن کثیر)

حیات الانبیاء حدیث پاک کی روشنی میں

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔

1۔ترجمہ۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ

میں معراج کی شب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گذرا۔ سرخ ٹیلے کے پاس وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ (مسلم)

2۔اسی طرح ابو یعلیٰ موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرے اور وہ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (زرقانی)

3۔ **حلیہ مبارک**:۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا (معراج شریف کے موقع پر) میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں دیکھا۔ میں نے دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ وہ چست آدمی ہیں۔ اور قبیلہ شنوہ کے آدمی معلوم ہو رہے ہیں پھر عیسیٰ علیہ السلام کو کھڑے نماز پڑھتے دیکھا۔

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا حلیہ بہت ملتا ہے۔ پھر ابراھیم علیہ السلام کو کھڑے نماز پڑھتے دیکھا ان کا حلیہ میرے حلیے سے بہت ملتا ہے۔ پھر نماز کا وقت آیا تو میں نے امامت کی۔ (مسلم)

قبر شریف سے اذان اور اقامت کی آواز

حضرت سعید بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حرہ کا واقعہ پیش آیا تو حضور ﷺ کی مسجد میں تین دن اذان اور اقامت نہ کہی گئی۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں ہی رہے آپ کو نماز کے وقت کا پتہ نہ چلتا تھا مگر خفی آواز سے کہ اس کو (حضور ﷺ کی) قبر انور سے سنتے تھے۔ (داری کذا فی المشکوۃ)

اعزاز یہ حاصل ہے تو حاصل ہے زمین کو
افلاک پہ تو گنبد خضریٰ نہیں کوئی

حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔(ایام حرہ کے دنوں میں) میرے سوا مسجد نبوی میں کوئی نہیں تھا۔نماز کا کوئی بھی وقت نہیں آتا تھا مگر قبر انور سے اذان اور اقامت کی آواز سنتا تھا۔پھر میں نماز پڑھتا تھا۔(ابونعیم)

علامہ تقی الدین سبکی نقل فرماتے ہیں۔

1۔حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔جب نماز کا وقت ہوتا تھا۔تو میں قبر شریف سے اذان کی آواز سنتا تھا۔

2۔حضور ﷺ زندہ ہیں۔اور آپ قبر شریف میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔

3۔والصلوٰۃ تستدعی جسدًا احیاء۔

ترجمہ: نماز زندہ وجود کو چاہتی ہے۔(زرقانی)

نسیم الریاض میں ہے:۔عن ابن عمرؓ قال النبی ﷺ من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی۔(الحدیث) لانہ ﷺ حی فی قبرہ ویدری بمن یزور ویرد سلامہ۔(نسیم الریاض ج۳صفحہ ۵۱۲)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔جس شخص نے موت کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے زندگی میں زیارت کی۔

شارح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔کہ حدیث پاک میں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ قبر شریف میں زندہ ہیں جو شخص زیارت کرتا ہے اس کو جانتے ہیں۔اور اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔(سبحان اللہ)

حضرت سلیمان بن سحیمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا۔عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ لوگ جو آپ کی زیارت کے لیے (قبر شریف پر) حاضر ہوتے ہیں اور آپ کو سلام عرض کرتے ہیں کیا آپ ان کے سلام سمجھتے ہیں۔؟

قال نعم وارد علیھم: آپ ﷺ نے فرمایا۔ہاں (میں انکے سلام کو سمجھتا ہوں) اور ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔ (نسیم الریاض)

حضرت امام محی الدین یحییٰ بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۷۶ھ کیا خوب لکھتے ہیں۔

اس پر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ باوجود اس کے کہ وہ اموات ہیں اور دار آخرت میں ہیں اور وہ حج کیسے کرتے ہیں۔ اس کے کئی جواب ہیں ایک جواب یہ ہے۔ کہ انبیاء علیہ السلام (شھداء کرام) کی طرح ہیں۔
نہیں بلکہ ان سے بھی افضل ہیں اور شھداء کرام اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں۔
لھذا ان کا حج کرنا اور تلبیہ کہنا کوئی بعید بات نہیں۔ کہ ان سے جس طرح بھی ہو سکے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں۔
مولانا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔
"کہ نبی ﷺ" زندہ ہیں آپ امت کی عبادت سے خوش ہوتے ہیں اور نافرمانیوں سے غمگین۔ انبیاءؑ کا مر جانا صرف ایسا ہے کہ ہماری نظروں سے پوشیدہ ہو گئے ہیں۔ ورنہ فی الواقعہ وہ زندہ ہیں اور فرشتوں کی طرح موجود ہیں۔ یعنی جسطرح فرشتے موجود ہیں اور نظر نہیں آتے اسی طرح انبیاء کا حال ہے وہ موجود ہیں لیکن نظر نہیں آتے۔ ہاں اہل اللہ کو نظر آتے ہیں اللہ تعالیٰ جن کو چاہتا ہے دیدار کرا دیتا ہے۔
شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں۔
"میں نے اکثر کاموں میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی اصل صورت میرے سامنے بار بار ہوتی ہے تو میں نے جان لیا۔ کہ آپ کے روح کو طاقت ہے کہ بشکل جسم مبارک بن جائے اور یہ وہی بات ہے کہ جس کی طرف حضور ﷺ نے اشارہ کیا کہ پیغمبر نہیں مرتے بیشک وہ قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں"۔

حضرت امام الشیخ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

یہ بات محققین کے نزدیک مقرر اور ثابت ہے کہ حضور ﷺ زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں اور تمام عبادات سے نفع اندوز ہوتے ہیں۔ سوائے اس بات کے کہ وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہیں۔ علامہ موصوف آگے چل کر زیارت النبی ﷺ کا مسئلہ اور طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ زیارت کرنے والا نہایت ادب اور احترام سے روضہ اقدس سے چار گز کے فاصلے پر قبلہ شریف کی طرف پشت کر کے حضور ﷺ کے سر مبارک کے سامنے کھڑا ہو۔ اور خیال رکھے کہ حضور ﷺ اپنی نظر شریف سے مجھے دیکھ رہے ہیں۔ اور میرا کلام سن رہے ہیں اور میرے سلام کا جواب دے رہے ہیں۔ اور میری دعا پر آمین فرما رہے ہیں۔ (مراقی الفلاح)

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ترجمہ۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات (عالم برزخ میں) ثابت ہے۔ دائمی ہے اور ہمارے نبی ﷺ ان سب سے افضل ہیں مناسب حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی حیات بھی ان سب انبیاء علیہم السلام سے اتم اور اکمل ہے۔ (مواھب)

علامہ سید نور الدین علی بن جمال الدین المعروف بہ سید سمہودی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

محققین متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور امت کے نیک اعمال سے خوش ہوتے ہیں۔ (وفاء الوفاء)

علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

انبیاء علیہ السلام اور شھداء کرام قبروں میں اسی طرح زندہ ہیں جسطرح وہ دنیا میں تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ اس لیے کہ نماز کے لیے زندہ جسم کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح معراج کے بیان میں جو صفات انبیاء علیہ السلام کی بیان کی گئی ہیں۔ وہ سب کی سب اجسام کی صفات ہیں۔ (حیات جاوداں)

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے

میں) کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں موسیٰ علیہ السلام کو گھاٹی سے اترتا ہوا دیکھ رہا ہوں اور گڑ گڑاتے ہوئے تلبیہ (حج کرنے کے لیے) کہہ رہے ہیں۔

حضرت ابوالابراھیم بن اسماعیل بن محمد البخاری تحریر فرماتے ہیں۔

ترجمہ بلہذا اتمام مخلوق کے لئے موت کا آنا ضروری ہے تاکہ نفس سے بےنفس ہو جائیں آنحضرت ﷺ چونکہ زندگی ہی میں اپنے نفس سے بےنفس ہو چکے تھے جب موت آئی تو آپ ﷺ کی حالت یہ تھی کہ موت سے پہلے ہی اس مقام پر پہنچ چکے تھے لہذا جب موت آئی تو موت کے بعد ان کی وہی حالت تھی جو موت سے پہلے تھی چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ازواج کے لیے عدت نہ تھی۔ اگر آپ ﷺ کی موت اوروں کی طرح ہوتی تو آپ ﷺ کی ازواج پر بھی وہی احکام جاری ہوتے جو اوروں کی ازواج پر ہوتے ہیں نیز یہ کہ اگر آپ ﷺ کی موت اوروں کی موت کی طرح ہوتی تو وفات کے بعد رسالت کا ثابت کرنا محال ہوتا کیونکہ مردہ رسول کیسے ہو سکتا ہے اس لئے قیامت کے دن تک یوں کہنے کا حکم آیا ہے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ یوں کہنے کا حکم نہیں آیا۔ و اشھد انہ کان محمد رسول اللہ لہذا ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کی موت حیات ہے اور چونکہ امت کے اعمال نامے قبر میں آپ ﷺ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور نیک اعمال سے خوش ہوتے ہیں اور بد اعمال پر آپ کو افسوس ہوتا ہے اور آپ ﷺ ان کے لئے استغفار کرتے ہیں لہذا یہاں سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کی موت حیات ہے۔ (حیات جاوداں)

صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں۔ لاعدۃ علیھن لانہ ﷺ حی فی قبرہ و کذالك سائر الانبیاء۔

حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے لیے عدت نہیں کیونکہ آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ

ہیں اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام۔(مرقاۃ)

صاحب فتح الملہم لکھتے ہیں۔قال علمائنا والدلیل علیٰ عدم شرعیہ الصلوۃ علی القبر ترك الناس عن آخرھم الصلوۃ علیٰ قبر النبی ﷺ وھو حی فی قبر الشریف ۔اہل سنت کے علماء کرام کا فیصلہ ہے کہ ابتداء سے آخر تک لوگوں کا آپ ﷺ کی قبر پر جنازہ نہ پڑھنے اور اسکے مشروع نہ ہونیکی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور زندہ کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا۔

تفسیر روح المعانی میں ہے۔

قال بعد نقل احادیث وآثارمانصبه فحصل من مجموع هذا الکلام والنقول والاحادیث ان النبی ﷺ حی بجسده و روحه یتصرف و یسیر حیث شاء فی اقطار الارض و فی الملکوت وهو بهیته التی کان علیها قبل وفاته لم یتبدل منه شئی وانه مغیب عن الابصار کما غیبت الملائکة مع کونهم احیاء باجساد هم فاذا ارادالله تعالیٰ رفع الحجاب عمن اراده اکرامه برویة راه علیٰ هیئته التی هو علیه الصلوة والسلام علیها لامانع من ذلك۔(روح المعانی)

ترجمہ: بعد آثار منصوصہ کے مجموعہ ان نقول اور احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور جسد اور روحاً زندہ ہیں اقطار الارض میں جہاں چاہیں سیر تصرف رکھ سکتے ہیں اور اسی طرح عالم ملکوت میں بھی آپ ﷺ اپنی اسی ہیئت پر ہیں جو موت سے قبل تھی اس میں کسی قسم کا تغیر و

تبدل نہیں ہاں صرف اتنی بات ہے کہ وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں جیسا کہ فرشتے اپنی حالت اصلی سے زندہ ہیں اور ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جس شخص کو حضور ﷺ کی زیارت کرانا چاہتے ہیں۔ تو حجابات اٹھا دیتے ہیں تو وہ شخص حضور ﷺ کو اپنی اصلی صورت میں دیکھتا ہے اور اس رؤیت میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

تعدد امثال

تعدد امثال

اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم پر روحانیت کے منازل طے کرتے ہوئے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ان کی روحانیت جسمانیت پر غالب آجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل وکرم سے ان کو تعدد امثال کی طاقت عطا فرما دیتے ہیں۔ تو ان کی روح متعدد مثالی صورتوں میں ظاہر ہوتی ہے۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

والسر فی ذالك ان روحانيتهم غلبت علىٰ جسمانيتهم فجاز ان يظهر فی صور كثيرة ۔(فتاویٰ الکبریٰ الفقہیہ)

فرماتے ہیں اس میں راز یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی روحانیت ان کی جسمانیت پر غالب آجاتی ہے تو روح کئی صورتوں میں ظاہر ہوتی ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

از بعضے اولیاء نقل مے کنند کہ در یک آن در امکنہ متعددہ حاضر مے گروند و افعال متبائنہ بوقوع می آرند اینجا نیز لطائف ایشاں متجسد باجساد مختلفہ اند و متشکل باشکال متبائنہ۔(مکتوبات جلد دوم)

ترجمہ: اولیاء اللہ ایک گھڑی میں مختلف جگہوں میں حاضر ہوتے ہیں اور ان سے مختلف قسم کے کام صادر ہوتے ہیں پس یہ مسئلہ حل ہو گیا اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ ان کے لطائف مختلف ابدان سے متجسد اور مختلف شکلوں میں متشکل ہو جاتے ہیں۔

علامہ شہاب الدین محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۹۱ھ تحریر فرماتے ہیں۔

ولا مانع ان يتعدد الجسم المثالی ۔(روح المعانی)

جسم مثالی کے تعدد میں کوئی امر مانع نہیں۔

علامہ عبدالرحمان جامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

و کذالك ارواح الکمل کما یروی عن قضیب البان رحمة الله علیه الموصلی انه کان یری فی زمان واحد فی محالس متعددة مشتغلاً فی کل امر غیر مافی الآخر ۔(درة الفاخرة)

فرماتے ہیں اسی طرح کاملین کے ارواح کے متعلق بیان کیا جاتا ہے جیسے قضیب البان الموصلی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ کہ لوگوں نے آپ کو ایک وقت میں کئی مختلف مقامات پر مختلف کاموں میں مشغول پایا۔

صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں:۔علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

والذی قاله المحققون الصوفیه ان الامر فی عالم البرزخ والآخرة علیٰ خلاف عالم الدنیا ۔

محققین صوفیاء کرام فرماتے ہیں۔کہ عالم برزخ اور عالم آخرت کے امور عالم دنیا سے مختلف ہیں ہر انسان ایک صورت میں محدود ہوتا ہے۔ہاں اولیاء کرام کو مختلف صورتوں میں دیکھا گیا ہے۔جیسے قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔(فتاویٰ الکبریٰ)

قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ علیہ کہ انکی شکل میں ستر آدمی نظر آتے تھے حتیٰ کہ وہ چلتے پھرتے تھے اس کی حقیقت یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی روحانیت انکی جسمانیت پر غالب آجاتی ہے اور روح کئی صورتوں میں ظہور کرتا ہے۔یہ مثالی صورتیں ہوتی ہیں۔

ابدال:۔علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ابدال کو ابدال اس لئے کہتے ہیں کہ جب وہ سفر کرتا ہے۔تو اپنا قائم مقام اپنی صورت میں ایک شخص کو چھوڑ

جاتا ہے۔(جواہر البحار)

قارئین کرام! یہ شان اور مقام تو ابدال کا ہے۔انبیاءؑ کی شان تو اس سے کہیں بلند ہے۔

ابدال کی شان

حدیث پاک:۔حضرت شریح بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اہل شام کا ذکر کیا گیا۔اور کہا گیا کہ اے امیر المومنین ان پر (اہل شام) لعنت کریں۔آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے ۔فرماتے تھے ابدال شام میں ہونگے۔وہ چالیس آدمی ہیں۔جب بھی ان میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے اس کی جگہ اور آدمی اللہ تعالیٰ بدل دیتے ہیں انکی برکت سے بارشیں برستی ہیں ان کی وجہ سے دشمنوں پر فتح حاصل کی جاتی ہے۔اور اہل شام سے ان کی وجہ سے عذاب ٹال دیا جاتا ہے۔(احمد کذافی المشکوۃ)

حدیث پاک:۔ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ابدال شام میں ہوتے ہیں اور وہ چالیس مرد ہیں انکے سبب سے تمہیں بارش دیجاتی ہے۔
اور ان کیوجہ سے دشمنوں پر تمہیں فتح دی جاتی ہے اور ان کے سبب سے اہل زمین سے تکالیف اور مصائب دور کئے جاتے ہیں۔

دیگر برگزیدہ ہستیاں:۔علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کنعانی رحمۃ اللہ علیہ سے ان برگزیدہ ہستیوں کے بارے میں یوں روایت کیا ہے فرماتے ہیں۔نقباء کا مسکن مغرب میں نجباء کا مصر میں ابدال کا مسکن شام ہے اخیار سیاح ہوتے ہیں قطب زمین کے گوشوں میں ہوتے ہیں جب مخلوق کو عوامی مصیبت آجائے۔تو دعا کے لیے نقباء ہاتھ اٹھاتے ہیں اگر قبول نہ ہو تو نجباء پھر اخیار پھر قطب اگر پھر بھی قبول نہ ہو تو غوث دعا کے لیے ہاتھ پھیلاتے ہیں حتیٰ کہ اس کی دعا قبول ہو

جاتی ہے۔ کنعانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی روایت ہے کہ نقباء تین سو نجباء ستر ابدال چالیس اخیار سات قطب چار اور غوث ایک ہے۔

شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی بے مثال حاضری (روحانی وجسمانی)

حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۷۸ھ صوفیاء کبار سے ہیں آپ ۵۵۵ھ میں حج بیت اللہ کے لیے حجاز مقدس تشریف لے گئے حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ میں روضہ اقدس پر حاضر ہوئے۔ آپ کی بے مثال حاضری نے کئی مسائل حل کر دئے۔ اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ ﷺ اپنے مزار اقدس میں حیات دنیوی حسی کے ساتھ زندہ ہیں حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری کے موقع پر آپ کے خطاب سے مسئلہ حیات النبی ﷺ کی تائید ہوتی ہے۔

آپ نے یوں مخاطب ہو کر سلام عرض کیا۔

السلام علیك یا جدی۔

ترجمہ: اے نانا جان میری طرف سے سلام قبول ہو۔

روضہ اقدس قبر انور سے آواز آئی۔ وعلیك السلام یا ولدی۔

بیٹے میری طرف سے بھی سلام ہو۔

پھر آپ نے روضہ مقدسہ کے سامنے کھڑے ہوئے دو شعر پڑھے۔ جن سے روحانی اور جسمانی حاضری کے مسئلے بھی حل ہوئے اور آپ کی کرامت بھی ظاہر ہوئی۔

روحانی حاضری:۔ پہلا شعر

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها

تقبل الارض عنی وهی نائبتی

ترجمہ۔جسمانی دوری کے وقت (روضہ اقدس پر) حاضری کے لیے میں اپنی روح کو نیابت کے لیے بھیجا کرتا تھا جو میری طرف سے زمین بوسی کا شرف حاصل کرتی تھی۔

جسمانی حاضری:۔ دوسرا شعر

وهذه دولة الاشباح قد حضرت

فامدد يمينك كي تحظي بها شفتي

ترجمہ۔اب جبکہ جسمانی حاضری نصیب ہوئی۔(یارسول اللہ ﷺ)

اپنی قبر انور سے اپنا دایاں ہاتھ باہر نکالیں تا کہ میرے ہونٹوں کو بوسہ دینے کا شرف حاصل ہو۔ چنانچہ آپ ﷺ نے قبرانور سے دست مبارک نکالا۔حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے دست مبارک کو بوسہ دیا۔اس وقت روضہ اقدس پر لوگوں کا جم غفیر (ہجوم) تھا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیرحمۃ اللہ علیہ،شیخ عدی بن مسافر اموی رحمۃ اللہ علیہ،شیخ عبد الرزاق حسینی رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔تمام حاضرین نے اس واقعہ کو دیکھا۔(مشارق الانوار،جواہرالبحار)

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نزھۃ المجالس میں اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد یوں متنبہ فرماتے ہیں۔اس کا انکار نہیں کرنا چاہے کیونکہ انکار کا انجام سوء خاتمہ ہوا کرتا ہے۔اللہ پناہ میں رکھے اور اس میں شک نہیں۔

کہ اولیاء کرام کی کرامت حق ہے۔(نزھۃ المجالس)

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کیا خوب فرماتے ہیں

ترجمہ: جب کہ جنات کو اللہ کی دی ہوئی طاقت سے یہ قدرت ہے کہ مختلف شکلوں میں متشکل

ہو کر عجیب وغریب کام ان سے صادر ہوتے ہیں تو کاملین کی روحوں کو اگر یہ قدرت اللہ کی جانب سے دی گئی ہو تو اس میں کیا تعجب اور پھر اس میں دوسرے بدن کی کیا ضرورت رہتی ہے تو اب یہ مسئلہ کہ بعض اولیاء اللہ ایک گھڑی میں مختلف جگہوں میں حاضر ہوتے ہیں اور ان سے مختلف قسم کے کام صادر ہوتے ہیں پس یہ مسئلہ حل ہو گیا۔ اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ ان کے لطائف مختلف ابدان سے متجسد اور مختلف شکلوں سے متشکل ہو جاتے ہیں۔" (مکتوبات جلد دوم۔ نجم الھدی)

امام فخر الدین رازی رحمة الله عليه لکھتے ہیں۔

ثم ان هذه الارواح الشريفه العالية لا يبعدان يكون فيها يكون بقوتها شرفها يظهر منها آثار في احوال هذا العالم فهي المدبرات امراً۔

ترجمہ: پھر یہ ارواح شریفہ دور نہیں کہ ان میں وہ قوت اور وہ شرف ہو کہ جس کے آثار اس جہان کے احوال میں ظاہر ہوتے ہیں۔ مدبرات امراً سے یہی مراد ہے۔ (تفسیر کبیر، نجم الھدی)

☆۔عن عتبة بن غزوان عن نبي الله ﷺ قال: اذا اضل احدكم شيئا او اراد احدكم عونا و هو بارض ليس بها انيس فليقل يا عباد الله اغيثوني يا عباد الله اغيثوني فان لله عبادا لا نراهم وقد جرب ذلك۔ (رواہ الطبرانی)

"حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی کوئی شے گم ہو جائے تم میں سے کوئی مدد چاہے اور وہ ایسی جگہ ہو کہ جہاں اسکا کوئی مددگار بھی نہ ہو تو اسے چاہیے کہ کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اللہ تعالیٰ کے ایسے بھی بندے ہیں جنہیں ہم دیکھ تو نہیں

سکتے (لیکن وہ لوگوں کی مدد کرنے پر مامور ہیں) اور یہ آزمودہ بات ہے۔"

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی کی سواری جنگل بیاباں میں چھوٹ جائے تو اس (شخص) کو (یہ) پکارنا چاہیے: اے اللہ کے بندو! میری سواری پکڑا دو، اے اللہ کے بندو! میری سواری پکڑا دو کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے (ایسے) بندے اس زمین میں ہوتے ہیں، وہ تم کو (تمہاری سواری) پکڑا دیں گے۔ (رواہ الطبرانی وابو یعلی)

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو مخلوق کی امداد کرنیکی طاقت بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عطا کردہ ہوتی ہے (اغیثونی یا عباد اللہ) لھذا ان کی امداد بھی حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی امداد ہوتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

☆☆☆

انبیاء علیہم السلام اور تعدد امثال

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جب اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کو تعدد امثال کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ تو انبیاء علیہ السلام کے ارواح مبارکہ کے لیے تعدد امثال کے انکار کا کوئی جواز نہیں۔

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

جب ابدال کی یہ شان ہے کہ وہ سفر کرتے وقت اپنی صورت پر اپنا قائم مقام چھوڑ جاتا ہے۔ تو (انبیاء علیہ السلام اور) آپ ﷺ سے اس کا ظہور کیسے ممکن نہیں۔ (جواہر البحار)

علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

و حلولھم فی اوقات مختلفة فی اماکن متعددة جائزة عقلاً

كما ورد به خبر الصادق۔(حاشية مشكوة)

ترجمہ۔انبیاء علیہم السلام کے (ارواح طیبہ) کا مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر موجود ہونا عقلاً (ونقلاً) جائز ہے۔جیسا کہ اس بارے میں خبر صادق وارد ہے۔

بزرگان دین نے لکھا ہے کہ عارفین کو ذات کریمہ کی زیارت ہوتی ہے اور غیر عارفین کو صورت مثالیہ سے زیارت ہوتی ہے۔

حدیث پاک:۔حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر داخل ہوا۔وہ رو رہی تھیں۔میں نے کہا تم کیوں روتی ہو۔کہنے لگیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ ﷺ کا سر اور داڑھی مبارک غبار آلود تھے۔میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کو کیا ہوا ہے۔فرمایا میں ابھی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت گاہ میں حاضر ہوا تھا۔(ترمذی کذافی المشکوۃ)

روح محمدی ﷺ نے کون اعلیٰ اور کون اسفل کو بھرا ہوا ہے

حضور اکرم ﷺ کے مقام اقدس کو اس مقام پر بیان کرتے ہوئے علماء کرام اور صوفیاء عظام نے اپنے اپنے مشاہدات اور حقائق کا اظہار ان الفاظ میں بیان کر کے حقیقت کا اظہار کیا ہے۔

علامہ شہاب الدین محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے (صرف ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے)۔حضور نبی کریم ﷺ کا روح مبارک جو تجرد اور تقدس کے لحاظ سے (دیگر) تمام ارواح سے اکمل ہے کئی مرئی صورتوں میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔اس کے باوجود روح کا تعلق جسد عنصری کے ساتھ ہے۔جو قبر انور میں زندہ ہے۔

جسد مثالی کے ساتھ بھی تعلق ہے جو لوگوں نے کئی مقامات پر دیکھا اور اسمیں کوئی شرعی یا عقلی دلیل مانع نہیں۔(روح المعانی)

علامہ علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ (المعروف ملا علی القاری) نقل کرتے ہیں۔

فاذادخلتم بیوتافسلمو علیٰ اھلکم

ترجمہ: جب تم گھر میں داخل ہوتو گھر والوں کوسلام کہو۔

قال ان لم یکن فی البیت احد فقل

ترجمہ: اگر گھر میں کوئی موجود نہ ہوتو یوں کہو۔

السلام علی النبی ورحمة الله وبر کاته ای

ترجمہ: السلام علی النبی ورحمۃ اللہ برکاتہ۔

لان روحه علیه السلام حاضرة فی بیوت اهل الا سلام۔ (شرح شفاء شریف) حاشیه نسیم الریاض ج۳صفحه ٤٦٤

ترجمہ: کیونکہ حضورﷺ کا روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں موجود ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ علامہ شہاب الدین الخفاجی رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف کی شرح کرتے ہوئے اس مقام پر تحریر کرتے ہیں۔ حضرت سھل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ آپﷺ کے پاس ایک شخص آیا۔ اور آپﷺ سے فقراور تنگی معاش کی شکایت کی۔

تو حضورﷺ نے اسے فرمایا۔ جب تم گھر میں داخل ہوتو گھر جا کر سلام کہو چاہے گھر میں کوئی موجود ہو یا نہ ہو۔ پھر مجھے سلام کہو پھر ایک بار قل ھو اللہ احد الیٰ آخرہ یعنی سورۃ اخلاص پڑھو اس شخص نے ایسا کیا پس اللہ تعالیٰ نے اس کا رزق فراخ کر دیا۔ نسیم الریاض ج۳ صفحہ ۴۶۴

علامہ حافظ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ یوں تحریر کرتے ہیں۔ (صرف ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے)

ترجمہ۔ کوئی جگہ نہیں مگر اس میں حضور علیہ السلام کا نور موجود ہے پھر یہ نور ظاہر ہوتی ہے اسمیں

ذات حضور ﷺ کی جیسا کہ شیشہ میں چہرہ انسان کا نظر آتا ہے پس وہ نور بمنزلہ ایک شیشے کے ہوا جسنے سب جہان کو بھر دیا۔

اس میں منقش ایک ہی ذات ہے پس اس لیے ایک شخص حضور ﷺ کو مشرق میں دیکھتا ہے اور دوسرا مغرب میں ایک جنوب میں تو دوسرا شمال میں لاتعداد قو تیں ہے مختلف مکانوں میں ایک گھڑی میں یکساں دیکھتی ہیں اور لطف یہ ہے کہ ہر ایک شخص حضور ﷺ کو اپنے پاس دیکھتا ہے اور ان سب کی وجہ یہ ہے کہ وہ نور کریمہ جسمیں یہ ذات پاک منقش ہوتی ہے وہ ہر ایک کے پاس موجود ہے۔ (ابریز شریف)

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وقالو ان الروح اذا کانت کلیۃ کروح نبینا ﷺ ربما تظهر فی سبعین الف صورۃ وهم اصحاب کشف و الهام فیسلم لهم ماقالوہ۔

ترجمہ: علماء نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے روح کی طرح جب روح تمام کمالات میں کلی ہو تو اکثر ستر ہزار صورتوں میں ظاہر ہو سکتی ہے۔ یہ سب کلی روح والے لوگ صوفیہ اصحاب کشف والہام ہیں پس ان کا معاملہ انہیں کو سونپ دو۔ (فتاوی الکبری الفقہیہ)

علامہ شہاب الدین محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔

انہ رای السماء و الارض والعرش والکرسی مملوۃ من رسول اللہ ﷺ و ینحل بہ السوال عن کیفیۃ رویۃ المتعددین لہ علیہ الصلوۃ والسلام فی زمان واحد فی اقطار متباعدۃ۔ (روح المعانی)

فرماتے ہیں انہوں نے آسمان زمین عرش و کرسی کو دیکھا کہ وہ حضور ﷺ کی ذات (صور

مثالیہ) سے بھری ہوئی ہیں۔اس سے یہ سوال بھی حل ہو گیا۔کہ متعدد مقامات پر متعدد ہستیوں کو حضور ﷺ کو ایک ہی وقت میں دیکھنا کوئی بعید نہیں۔

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

1۔انبیاء اور مرسلین علیہم السلام اپنے نفع اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے نفع کے لئے پھرتے رہتے ہیں اور حضور ﷺ نے تو سب جہان کو بھر دیا ہے۔(نجم الھدی)

2۔علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ ہی تحریر کرتے ہیں

ترجمہ۔مجھے اس بات کا یقین ہے کہ حضور ﷺ کے وجود پاک سے کوئی زمانہ مکان محل عرش لوح وقلم اور کرسی جنگل اور دریا برزخ اور قبر خالی نہیں کہ جیسا کہ پہلے بھی ہم اشارہ کر چکے ہیں۔حضور ﷺ نے کون اعلیٰ کو بھر دیا ہے۔جیسا کون اسفل کو اور اپنی مزار پاک میں (حیات دنیوی کے ساتھ زندہ ہوتے ہوئے تجلیات نورانی سے سب کو بھرا ہوا ہے) پس پائیگا تو حضور ﷺ کو قبر میں رہتے ہوئے طواف کرنیوالہ بیت اللہ کے اردگرد اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوا اوائے خدمت کے لیے ....۔تو نہیں دیکھتا جو لوگ آپکو جاگتے یا خواب میں اقصی مغرب میں دیکھتے ہیں۔تو اسی طرح اس گھڑی میں بعینہ اقصی مشرق میں بھی دیکھنے والے موجود ہوتے ہیں جو خواب میں دیکھتے ہیں تو انکے لیے یہ صفت جمالی اور جلالی کی جھلک ہے اور آخری کمال کے مقام کو دیکھنا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔"اللہ پر کوئی بعید نہیں کہ جہاں کو ایک میں جمع کردی۔(جواہر البحار۔نجم الھدی)

وہ یہاں نہیں کہ وہاں نہیں ہو جو آنکھ تو وہ کہاں نہیں
نہیں کام دیدہ کور کا انہیں دیکھتا کوئی اور ہے

علامہ جلال دین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

حضرت ابو العباس طنجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں اپنے استاد احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا۔کہ مجھے سلوک کا سبق سکھایئے۔تو حضرت احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو

پہچانتا ہے حضورﷺ کو تو اپنے استاد عبدالرحیم القناوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا۔ وہ تجھے سلوک کا راستہ سکھادے حضرت ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ان کے پاس گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تو بیت المقدس کو جا۔ تا کہ تجھ پر یہ راز منکشف ہو جائے۔ پس میں بیت المقدس پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے میری نظر کھول دی پس میں نے دیکھا حضورﷺ کو کہ انہوں نے تمام آسمانوں اور زمین عرش کرسی اور تمام اقطار اور اکوان کو بھر دیا ہے۔ (نجم الھدیٰ)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں (صرف ترجمہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے) یہ (مندرجہ ذیل) دلیل جو کہ معتبر سندوں سے حفاظ حدیث کے نزدیک ثابت ہے اور جمیع اہل معانی والالفاظ کے نزدیک حضورﷺ نے معراج کی رات اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ پھر حضورﷺ بیت المقدس کو گئے۔ وہاں بھی موسیٰ علیہ السلام کو اپنے سامنے دیکھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضورﷺ کے پیچھے سب انبیاء علیہم السلام کی طرح نماز میں اقتداء کی پھر حضورﷺ ان سے جدا ہوئے جب آپ چوتھے آسمان کو پہنچے تو چوتھے یا چھٹے بنا بر اختلاف روایات موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ اور آپ نے آدم علیہ السلام کو آسمان اول پر دیکھا اور دوسرے میں عیسیٰ علیہ السلام کو اور تیسرے میں یوسف علیہ السلام اور چوتھے میں ادریس علیہ السلام کو اور پانچویں میں ہارون علیہ السلام اور چھٹے میں موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں میں ابراھیم علیہ السلام کو دیکھا۔ پھر اگر موسیٰ علیہ السلام کے لیے یہ مرتبہ ہے تو ہمارے حضورﷺ کے لیے اپنی مزار پاک میں رہ کر ہر جگہ موجود ہونا زیادہ لائق اور احق واصوب واولیٰ ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام چوتھے یا چھٹے آسمان میں موجود تھے۔ حالانکہ ہمارے حضورﷺ نے انہیں بیت المقدس میں چھوڑا تھا اور بیت المقدس کے آنے سے پہلے اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھ آئے تھے۔ پس ہمارے نبی ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے آپ نے خصوصی طور پر اپنے وجود پاک سے سب جہان کو نور سے بھر دیا (جہاں دیکھیں وہاں آپ

ﷺ نظر آتے ہیں) کیوں کہ ہمارے حضور ﷺ نے معراج کی رات وہ تقرب اور ترقی اللہ کے ساتھ حاصل کی جہاں ایک قدم چلنے کی بھی ملک مقرب اور نبی مرسل کو اجازت اور قدرت نہیں ہے اسی لئے تو سب فرشتوں کے سردار جبرائیلؑ معراج کی رات وما منا الا له مقام معلوم پڑھ کر آپ سے رخصت طلب کی بعض روایات میں یوں آتا ہے کہ اگر میں آگے چلوں تو میرے پر جل جائیں گے۔ ابراہیم علیہ السلام حضور ﷺ سے ساتویں آسمان سے رخصت ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام چوتھے اور چھٹے آسمان سے رخصت ہوئے (کیوں کہ یہ اپنی حد معین سے جبرائیل علیہ السلام کی طرح بڑھ نہیں سکتے تھے۔(جواہر البحار) نجم الھدی

حضرت علامہ محدث مناوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

ترجمہ۔ عارف لوگ حضور ﷺ کو بیداری کی حالت میں دیکھتے ہیں۔ شیخ ابو العباس المرسی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر حضور ﷺ آنکھ جھپکنے کی دیر میں مجھ سے دور ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو فقراء میں شمار نہیں کرتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے آپکو مسلمانوں میں نہیں سمجھتا۔ اور بعض عارفین اس نماز کو لوٹاتے تھے۔ جسمیں حضور ﷺ کی شہود سے غفلت ہو جاتی تھی۔ اگر چہ سہواً۔ اور عارفین کا مقولہ ہے کہ جس شخص کو نماز میں شہود و حضور ﷺ کا نہ ہو اور حضور ﷺ کے ساتھ جس نماز میں مصافحہ نہ ہو وہ نماز ناقص ہے کیوں کہ صرف حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہی ہے۔ جو عاملین کو کمال تک پہنچانے میں امداد کرتی ہے۔ اگر چہ یہ مقام مشکل ہے۔ اور اس کے قائل بھی تھوڑے ہیں۔ لیکن ہر وہ کام جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ وہ اسکے لئے آسان ہے پس جسے اللہ تعالیٰ نے اس مشکل مقام پر پہنچنے کا اہل بنایا ہے اسکے لیے یہ بہت آسان امور میں ہے۔ (فیض القدیر۔ نجم الھدی)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ بیداری کے عالم میں اپنی ملاقات کا ذکر کیا ہے۔

مجدد صاحب کی حضرت الیاس علیہم السلام اور حضرت خضر علیہم السلام سے ملاقات:۔ مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

احباب مدت سے حضرت خضر علیہم السلام کے احوال کی نسبت سے دیافت کیا کرتے تھے چونکہ فقیر کو ان کے حال پر پوری پوری اطلاع نہ دی گئی تھی اس لئے جواب میں توقف کیا کرتا تھا آج صبح کے حلقہ میں دیکھا کہ حضرت الیاس علیہم السلام اور حضرت خضر علیہم السلام روحانیوں کی صورت میں حاضر ہوئے اور تلقی روحانی یعنی روحانی ملاقات سے حضرت خضر علیہم السلام نے فرمایا کہ ہم عالم ارواح میں سے ہیں حق سبحانہ تعالیٰ نے ہماری ارواح کو ایسی قدرت کاملہ عطا فرمائی ہے کہ اجسام کی صورت میں متمثل ہو کر وہ کام جو جسموں سے وقوع میں آئیں یعنی جسمانی حرکات وسکنات اور جسدی طاعات وعبادات ہماری ارواح سے صادر ہوتی ہیں۔ (مکتوبات، حیات جاوداں)

ہمارے پیرومرشد پیر طریقت رہبر شریعت عالم باعمل جناب قبلہ حضرت زین الدین صاحب نور اللہ مرقدہ (ترگ شریف) اپنے عالمانہ محققانہ انداز میں تعدد امثال کا دو لفظوں میں فیصلہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حضورﷺ کی صورت مبارکہ تو ہر جگہ موجود ہوتی ہے اور ذات کریمہ ایک ہی جگہ پر رہتی ہے۔ تو تعدد امثال آیا نہ کہ تعدد ذات کریمہ۔ (نجم الھدیٰ)

نظروں سے اوجھل:۔

حضورﷺ حیات دنیاوی وحسی کے ساتھ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔

1۔ حضرت شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضورﷺ کی زیارت کی حضورﷺ نے فرمایا۔ کہ میں مردہ نہیں ہوں۔ میری موت کا مفہوم یہ ہے کہ میں ان لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوں۔ جنکو اللہ تعالیٰ نے بصیرت عطا نہیں فرمائی (یعنی بصیرت سے عاری ہے) ورنہ جنکو اللہ تعالیٰ نے بصیرت عطا فرمائی ہے تو وہ مجھے دیکھتے ہیں اور میں

انہیں دیکھتا ہوں۔(المنقذ من الضلال)

علامہ شہاب الدین محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا ہے۔

انبیاء علیھم السلام کی موت یہ ہے کہ وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں ورنہ وہ زندہ ہیں جیسے ملائکہ زندہ موجود ہیں لیکن ہمیں نظر نہیں آتے۔(روح المعانی)

مولانا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

انبیاء علیھم السلام کی موت صرف اتنی ہے۔کہ وہ دنیا سے غائب ہو چکے ہیں۔کیونکہ ہم ان کو اپنی ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔اگر چہ وہ فرشتوں کی طرح زندہ ہیں۔مگر فرشتوں کو ہم نہیں دیکھ سکتے۔ہاں اللہ تعالیٰ اپنی خصوصی رحمت سے جسے خاص کر دے وہ بطور کرامت دیکھ سکتے ہیں۔(فتاویٰ)

حضرت مولانا محمد بن عبدالباقی متوفی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۲۲ تحریر کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کی ظاہری زندگی اور موت کے بعد کی زندگی میں کوئی فرق نہیں۔(زرقانی)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں۔

1۔آپ ﷺ اپنی اسی حالت پر ہیں۔جو موت سے قبل تھی اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں۔ہاں بات صرف اتنی ہے کہ وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں۔جیسا کہ

2۔فرشتے اپنی اصلی حالت میں زندہ ہیں اور وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں۔(بحوالہ روح المعانی)

3۔انبیاء علیھم السلام کا فوت ہو جانا صرف ایسا ہے کہ وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہیں ورنہ فی الواقع وہ زندہ ہیں۔اور وہ فرشتوں کی طرح موجود ہیں یعنی جس طرح فرشتے موجود ہیں اور نظر نہیں آتے۔ہاں اللہ تعالیٰ جسکو چاہے دیدار کرا دیتا ہے۔(انباء الاذکیا)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور کشف

مسئلہ طول پکڑ گیا ہم نے کشف کے بارے میں عرض کیا تھا۔کہ عالم برزخ والوں سے براہ راست برزخی مقامات کے معلوم کرنے کا ایک ذریعہ کشف بھی ہے۔جو مراقبہ سے حاصل

ہوتا ہے کشف عالم دنیا اور عالم برزخ دونوں کے حالات سے حصول کا ذریعہ ہے اس کا حصول صرف عرفاء اور صوفیاء کرام کو ہوتا ہے۔ بطور تبرک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چند واقعات کشف تحریر ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کشف کے واقعات اتنے زیادہ ہیں جو گنتی اور شمار میں نہیں آ سکتے۔ ذخیرہ احادیث ان واقعات سے مملو ہے۔ بطور مثال چند واقعات تحریر کرتا ہوں۔ اس سے استیعاب مقصود نہیں بلکہ مشتے نمونہ از خروارے ہیں۔

صحابی رسول ﷺ: ۔ اصطلاح شرع میں ہر اس شخص کو صحابی رسول کہا جاتا ہے جس صاحب ایمان نے حضور ﷺ کی ذات اقدس کو ایک لحہ کے لئے بھی آنکھوں سے دیکھا ہو یا آپ ﷺ سے ملاقات کی ہو (اور ایمان پر وفات پائی ہو)۔

جیسے حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا تھے۔ لیکن ان کا شمار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔ حالانکہ ان کو شرف دیدار نہیں بلکہ شرف ملاقات حاصل تھا۔

صحابہ کرام کا زمانہ: ۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا زمانہ ابتدائے نبوت سے لیکر آخری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت تک ہے اور یہ زمانہ تقریباً ایک سو بیس سال کا ہے ۔ حضرت ابوالطفیل عامر بن واصلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال مکہ مکرمۃ میں 100ھ میں ہوا۔ خود فرمایا کرتے تھے۔ کہ میرے سوا روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس نے حضور ﷺ کو دیکھا ہو۔

صحابہ کرام کی شان: ۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی رؤیت اور تربیت کا وہ شرف عظیم عطا فرمایا جو امت میں ان کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔

رؤیت نبوی ﷺ کی شان: ۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اس شخص (صاحب ایمان) کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئیگی۔ جس نے مجھے (حضور ﷺ) کو دیکھا یا مجھکو دیکھنے والے (صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھا۔ (ترمذی)

حضورﷺ کی تربیت کی شان:۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دین اسلام کی خاطر تکالیف برداشت کیں طرح طرح کی صعوبتیں جھیلیں۔حتی کہ دین اسلام کی خاطر اپنے گھربار چھوڑ کر مکہ شریف سے مدینہ شریف ہجرت کی۔لیکن حضورﷺ کی معیت اوران کی ذات اقدس سے حصول تربیت کو نہ چھوڑا حضورﷺ نے صحابہ کرام کے مقام کو بیان کرتے ہوئے کیا کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔احادیث مبارکہ کی کتابوں میں مناقب صحابہ کے عنوان سے قائم کردہ باب ان کی شان وعظمت کے بیان سے مملو ہیں۔اس مقام پر میں صرف ایک حدیث پاک تحریر کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں آپ کا ایمان تازہ ہو جائیگا۔

حدیث پاک:۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی نہ دو اس ذات کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرلے۔تو وہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مد کے ثواب کو نہ پہنچےگا اور نہ اس کے آدھے کے برابر۔(متفق علیہ)

حضورﷺ کی توجہ سے کشف:۔عن انس بن مالکؓ قال : خرجت مع رسول الله ﷺ من البيت الى المسجد ،و قوم فى المسجد رافعى ايديهم يدعون الله ،فقال لى رسول الله ﷺ هل ترى ما ارى بايدى القوم ؟ فقلت: ماترى فى ايديهم: فقال: نور قلت: ادع الله ان يرينيه قال: فدعا، فرايته فقال: يا انس استعجل بنا حتى نشرك القوم فاسرعت مع نبى الله ﷺ فرفعنا

ایدینا۔(راوہ البخاری فی التاریخ و الطبرانی فی الدعاء واللفظ لہ)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں گھر سے مسجد کی طرف نکلا اور کچھ لوگ مسجد میں اپنے ہاتھوں کو اٹھائے اللہ سے دعا سے مانگ رہے تھے تو مجھے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم وہ چیز دیکھ رہے ہو جو ان کے ہاتھوں میں ہے؟ تو میں نے عرض کیا: آپ ان کے ہاتھوں میں کیا دیکھ رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (میں ان کے ہاتھوں میں) نور (دیکھ رہا ہوں) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے بھی یہ نور دکھائے۔آپ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔پس میں نے بھی اس نور کو دیکھ لیا۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ! جلدی کرو یہاں تک کہ ہم بھی ان لوگوں کے ساتھ (دعا میں) شریک ہو سکیں۔پس میں بھی حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جلدی جلدی ان لوگوں کی طرف گیا پھر ہم نے بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھا لئے''۔(منہاج السوی)

<u>حدیث پاک</u>:۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں مسجد میں تھا ایک شخص آیا نماز پڑھنے لگا اس نے اپنی قرآت پڑھی کہ میں نے اس کا انکار کیا ایک اور شخص آیا اس نے پہلے کے خلاف قرآت کی جب ہم نے نماز پڑھ لی تو ہم سب رسول ﷺ کے پاس آئے۔میں نے کہا اس شخص نے قرآت پڑھی۔میں نے اس کی قرآت کا انکار کیا۔اس پر ایک اور آدمی آیا اس نے اس کے خلاف پڑھی۔آپ نے ان دونوں کو حکم دیا دونوں نے قرآت پڑھی آپ ﷺ نے ان کی قرآت کی تحسین کی۔میرے دل میں جھوٹ کا شبہ ہوا جو کہ جاہلیت میں بھی نہ تھا۔جب آپ نے میری اس حالت کو دیکھا میرے سینہ پر ہاتھ مارا میں پسینہ پسینہ ہو گیا گویا کہ ڈر کی وجہ سے میں اللہ کو دیکھنے لگا فرمایا اے ابی میری طرف فرشتہ بھیجا گیا قرآن پڑھ ایک طریقہ سے میں نے اللہ سے تکرار کیا میری امت پر آسان کر پھر حکم ہوا کہ قرآن کو دو طرح سے پڑھو پھر میں نے اللہ سے تکرار کیا کہ میری امت

پر آسانی کر تو میری طرف تیسری بار حکم کیا گیا قرآن کو سات قرآت سے پڑھ۔ تیرے لئے ہر بار کے بدلے سوال کرنا ہے سوال کر تو مجھ سے میں نے کہا اے اللہ میری امت کو بخش یا الٰہی میری امت کو بخش یا الٰہی میری امت کو بخش۔ تیسرے سوال کی میں نے تاخیر کی۔ جب تمام مخلوق میری طرف خواہش کرے گی یہاں تک کہ ابراھیم علیہ السلام بھی۔ روایت کیا اسکو مسلم نے۔ (کذافی المشکوۃ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کشف: ۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مرتے وقت وراثت تقسیم کرنے کی وصیت فرمائی جبکہ آپ کی اہلیہ محترمہ حمل سے تھیں۔

فرمایا۔ (میری وراثت) تمام وارثوں کا مال ہے۔ جس میں تمہارے دو بھائی اور تمہاری دو بہنیں شریک ہیں۔ اس کو قرآن پاک کے احکام کے موافق تقسیم کر لینا جس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔۔۔۔ (اباجان) یہ تو فرمایئے کہ میری بہن تو صرف اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے یہ دوسری کون ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ بنت خارجہ (اہلیہ محترمہ) کے پیٹ میں لڑکی ہے۔ بس میری اس وصیت کو قبول کرو ۔ بالآخر جناب ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کشف: ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا پہلی امتوں میں ایسے لوگ تھے۔ جن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے باتیں القاء کی جاتی تھیں یعنی انہیں (کشف) الہام ہوتا تھا ۔ میری امت میں اگر کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں جہاد کی غرض سے ایک لشکر (نہاوند) روانہ کیا تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے اسی دوران فرمایا اے

ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہاڑ کی جانب ہٹ جا۔آپ نے تین دفعہ اس طرح فرمایا۔۔۔۔۔جب تھوڑے دنوں بعد اس فوج کا قاصد آیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے لڑائی کا حال پوچھا قاصد نے عرض کیا امیر المومنین ایک دن ہم شکست کھانے ہی والے تھے کہ ہمیں ایک آواز سنائی دی۔۔۔۔۔کہ اے ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہاڑ کی طرف ہٹ جا اس آواز کو ہم نے تین مرتبہ سنا۔اور ہم نے پہاڑ کی طرف پیٹھ کر کے سہارا لیا تھا۔

کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست دی۔(تاریخ الخلفاء)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہر نہاوند میں لشکر اسلام کو دیکھ لیا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی آواز کو وہاں تک پہنچا دیا اور آپ کی رہنمائی پر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی ۔سبحان اللہ

ایک جوان مسجد میں عبادت کیا کرتا تھا۔ایک عورت اس پر مائل ہوگئی اور اس نوجوان کو برائی کی دعوت دی یہ سلسلہ جاری رہا قریب تھا کہ نوجوان اس کے گھر میں داخل ہوتا۔پس اس نوجوان کو یہ آیت یاد آئی۔ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا الیٰ آخرہ ۔تو نوجوان نے اس آیت کو یاد کیا اور غش کھا کے گر پڑا افاقہ ہوا۔پھر غش کھا کر گر پڑا۔اور مر گیا پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے باپ کے پاس تعزیت کے لیے آئے نوجوان کو رات کے وقت دفن کیا گیا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی قبر پر گئے اور اپنے ساتھیوں سمیت دعا کی پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوجوان کو آواز دی۔

اے نوجوان جو شخص اپنے رب کے روبرو کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے۔اس کے لیے دو جنتیں ہیں تو قبر سے اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو جنتیں عطا فرمائی ہیں ۔(ابن کثیر)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ **کا استفسار**:۔قارئین کرام ایک وقت تھا کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مردوں کے سننے کے بارے میں استفسار فرمایا۔ملاحظ فرمائیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر میں جب کفار قتل کر کے کنویں میں ڈالے گئے تو حضور کریم ﷺ نے کنویں پر کھڑے ہو کر پکارا کہ اے فلاں ابن فلاں پروردگار نے جو وعدہ تم سے کیا تھا۔اس کو تم نے سچ دیکھا یا نہیں ہم سے تو جو وعدہ پروردگار نے کیا تھا۔اس کو ہم نے سچ دیکھا (اس پر) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ۔یارسول اللہ جن لوگوں کے بدن میں روح نہیں ہے آپ ان سے کیونکر کلام کرتے ہیں ۔آپ ﷺ نے فرمایا۔جو بات میں کہتا ہوں اس کو تم سے زیادہ وہ سنتے ہیں۔

برادران اسلام حضور ﷺ کی تربیت سے ایک وقت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایسا بھی آیا۔کہ کشف سے عالم برزخ کے حالات منکشف ہو گئے اب آپ قبر میں نوجوان سے خطاب بھی فرمارہے ہیں اور قبر سے اس کا جواب بھی سن رہے ہیں۔

حضرت ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمکلام ہوا۔دوران گفتگو جب وہ شخص کوئی جھوٹی بات کہتا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے اس بات کو یادرکھنا پھر وہ باتیں کرنے لگتا پھر جب کوئی جھوٹی بات کرتا تو آپ اس کو ٹوک کر فرماتے ۔اس بات کو بھی یادرکھنا آخرکار اس شخص نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میری تمام گفتگو میں جہاں جہاں ٹوک کر آپ نے اس بات کو یادرکھنا فرمایا ہے۔یہ جھوٹی ہیں اور باقی پوری باتیں سچی ہیں۔(تاریخ الخلفاء)

قارئین کرام! ہر جھوٹی بات کو پہچان لینا نہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سچا ادراک بلکہ درحقیقت کشف تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ غنی کا کشف:۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام مجن فرماتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کے ساتھ آپ کی ایک زمین پر گیا جہاں ایک عورت نے جو کسی تکلیف کا شکار تھی آپ سے (بلا وجہ بغیر حقیقت) کہا امیر المومنین مجھ سے زنا کی غلطی ہوگئی ہے آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس عورت کو نکال دو میں نے اس کو بھگا دیا تھوڑی دیر بعد اس عورت نے آکر پھر کہا کہ میں نے زنا کیا ہے۔آپ نے فرمایا کہ اے مجن اسے باہر نکال دو۔ میں نے اسے دور بھگا دیا۔تیسری مرتبہ اس عورت نے پھر آکر کہا۔اے خلیفہ وقت میں نے بلا شک زنا کیا ہے۔میرے تین دفعہ اقرار پر حد زنا جاری کی جائے۔حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا مجن اس عوت پر مصیبت آپڑی ہے۔۔۔۔۔تم جاؤ اور اس کو اپنے ساتھ لے جا کر اس کو پیٹ بھر روٹی اور تن کے لیے کپڑا دو۔ میں اس کو ساتھ لے گیا آپ کے فرمان پر عمل کیا۔حتی کہ وہ مطمئن ہوگئی۔آپ نے مجھے فرمایا کہ اچھا اب کھجور آٹا اور کشمش گدھے کے اٹھانے کا وزن گدھے پر لاد کر اس کو جنگل کے باشندوں کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو اس عورت کو اس کے اہل وعیال کے پاس پہنچادیں چنانچہ جب ہم روانہ ہوئے میں نے راستے میں اس سے پوچھا کہ کیا اب بھی تو اس بات کا اقرار کرتی ہو جس کا تم نے امیر المومنین کے سامنے کیا تھا۔وہ کہنے لگی نہیں ہرگز نہیں کیونکہ میں نے جو کچھ کہا تھا۔وہ صرف تکلیفوں اور مصیبتوں کی وجہ سے کہا تھا۔کہ حد لگادی جائے اور میں مصیبتوں سے نجات پا جاؤں اس واقعہ کو عقیلی نے بھی روایت کیا ہے۔(کنز العمال)

قارئین کرام! یہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کشف تھا۔جو بالکل صحیح واقع ہوا۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی باغ کوکب سے گذرتے تو فرماتے کہ یہاں عنقریب ایک نیک مرد مومن دفن کیا جائیگا۔(استیعاب)

چنانچہ آپ خود وہاں دفن کیے گئے۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **کا کشف**:۔حضرت **حسین** رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن کثیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت **علی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **نماز فجر** کے لیے تشریف لے گئے۔ جہاں بطخیں آپ کو دیکھ کر چلانے لگیں لوگوں نے ان کو آپ کے پاس سے ہٹایا ۔تو آپ نے فرمایا ان کو رہنے دیں چھوڑ دو کیونکہ یہ نوحہ پڑھ رہی ہیں۔
پھر ابن ملجم نے آپ کو شہید کیا۔(کنز العمال۔ابن عساکر)
حضرت علی کرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن ملجم کی طرف اشارہ کر کے فرمایا آگاہ ہو جاؤ یہ شخص مجھے قتل کریگا۔آخر کار جیسا آپ نے فرمایا تھا اسی بدبخت ابن ملجم نے آپ کو شہید کیا۔(استیعاب)

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا **کا کشف**:۔حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا۔کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہوئیں۔ جسمیں ان کی موت ہوئی وہ بیمار تھیں اور میں ان کی تیمار دار تھی۔ایک دن صبح سویرے میں نے انہیں دیکھا کہ ان کو افاقہ ہوا۔اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے کہنے پر باہر گئے ہوئے تھے (حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے فرمایا) اے اماں میں نہانا چاہتی ہوں۔میرے لئے نہانے کا پانی انڈیل دو میں نے پانی تیار کر دیا۔اور جس طرح وہ تندرستی میں نہاتی تھیں۔
اچھی طرح سے خوب نہائیں۔پھر انہوں نے مجھ سے نئے کپڑے مانگے۔میں نے ان کو کپڑے بھی دے دیئے کپڑے پہن کر کہا امی اب ذرا آپ میرے گھر کے بیچوں بیچ بچھونا بچھا دیجئے میں نے یہ بھی کر دیا پس وہ بستر پر لیٹیں اور قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنا ایک ہاتھ اپنے گال کے نیچے رکھ کر کہا اے امی جان اب میں اللہ تعالیٰ سے ملنے جا رہی ہوں۔۔۔۔اسکے بعد ان کی روح پرواز کر گئی۔

حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو مرض الموت میں تھیں ان کو قرب موت کا کشف ہوا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ **کا کشف**:۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریب المرگ ہوئے تو انہوں نے (اپنے بھائی) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔۔۔۔ اللہ کی قسم میں یہ امر تجویز نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ ہم اہل بیت نبوی میں نبوت اور خلافت دونوں چیزوں کو جمع کر دے۔

میرا اندازہ یہ ہے کہ خلافت اہل بیت میں نہیں رہیگی اور یقیناً میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ کوفے کے بیوقوف تم کو حرکت دے کر جنگ وجدال پر متوجہ کریں اور تم کو وطن سے باہر نکال دیں۔ (تاریخ الخلفاء)

قارئین کرام! ان امور کا اس وقت تک بظاہر کوئی قرینہ تک نہ تھا۔ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نازیبا برتاؤ کرینگے لیکن آپ کو کشف کے ذریعہ یہ سب کچھ معلوم ہو گیا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری خواہش پر کہ میں رسول ﷺ کے پاس دفن کیا جاؤں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے وہاں دفن ہونے کی اجازت دیدی تھی (بھائی سے فرمایا) لیکن اس کے ساتھ ہی میرا گمان ہے کہ قوم تم کو اس بات سے روکے گی اور وہ ایسا کریں یعنی میرے دفن سے تم کو روکیں تو ان سے بار بار نہ کہنا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پھر اجازت طلب کی انہوں نے فرمایا نہایت خوشی سے لیکن مدینہ کے گورنر مروان نے ان کو وہاں دفن کرنے سے منع کر دیا اس پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء لڑائی کے لیے آمادہ ہو گئے۔ لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو باز رکھا۔ آخر کار حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بقیع میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس دفن کیا گیا۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے وقت کسی کو توقع نہ تھی کہ آپ کو وہاں دفن کرنے سے روکا جائیگا لیکن امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظاہراً حالات کے خلاف ہونے

والے واقعہ کو بذریعہ کشف ظاہر کر دیا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا کشف:۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات مجھے اپنے والد بزرگوار نے طلب کر کے فرمایا کل اصحاب رسول اللہ ﷺ کی شہادت میں سب سے پہلے میری شہادت ہوگی۔رسول اللہ ﷺ کے علاوہ آپ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔

سنو مجھ پر ایک آدمی کا قرضہ ہے۔وہ تم ادا کر دینا۔اور میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اپنی بہنوں کے ساتھ بھلائی کرنا صبح کو میں نے دیکھا کہ سب سے پہلے میرے والد ماجد ہی شہید ہوئے۔(بخاری۔کذا فی المشکوٰۃ)

حضرت حارث بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کشف:۔حافظ عماد الدین اسماعیل ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ابن کثیر میں تحریر فرماتے ہیں۔حضرت حارث بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول کریم ﷺ کے پاس سے گذرا۔آپ نے فرمایا اے حارث کیا حال ہے۔میں نے عرض کیا حقیقی مومن ہوں۔فرمایا سوچو تو سہی کیا کہہ رہے ہو۔ہر شے کی حقیقت ہوتی ہے۔تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔تو حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میرے ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ میرا نفس دنیا سے منہ موڑ چکا ہے۔رات کو رب کی عبادت کرتا ہوں۔دن کو روزہ رکھتا ہوں۔

کشف:۔کی حالت یہ ہے کہ عرش الٰہی کو ظاہر و باہر دیکھتا ہوں اہل جنت کو دیکھتا ہوں کہ ایک دوسرے سے ملاقات کر رہے ہیں اور اہل دوزخ کو چیختا ہوا دیکھتا ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا۔اے حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نے ٹھیک پہچانا۔پس اسے لازم پکڑ و تین دفعہ فرمایا۔(ابن کثیر)

حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن کلدہ کا کشف:۔

☆۔حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں دلیا کھا رہے تھے جو تحفہ طور پر آیا تھا دلیا کھاتے کھاتے ایک مرتبہ حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے خلیفہ رسول ﷺ ہاتھ کھینچ لیجئے۔اللہ کی قسم اس حریرہ میں وہ زہر ہے جس سے سال بھر میں ہلاکت واقع ہوتی ہے۔اب آپ اور میں ایک دن مرینگے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دلیا کھانا چھوڑ دیا اور پھر دونوں ایک سال بیمار رہ کر ایک ہی دن اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔(ابن سعد، حاکم)

1۔حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بذریعہ کشف یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اس دلیا میں زہر ملا ہوا ہے۔جسکا کھانے والا ایک سال میں ہلاک ہو جاتا ہے۔

2۔حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بذریعہ کشف یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ہم دونوں کی وفات ایک ہی دن ہوگی۔

☆۔حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب اسرار تھے۔جن اسرار کو ان کے بغیر کوئی نہیں جانتا تھا حتیٰ کہ منافقین کے ناموں کا علم رکھتے اور اکثر آنے والے واقعات کا علم رکھنے میں وہ مخصوص تھے۔دوسرے صحابہ کو اس کا علم نہ تھا۔(فتح الباری)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کشف والہام اور علم اسرار سے وہ حصہ وافر ملا جو اور کسی صحابی کو نہ ملا تھا۔

☆۔امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن کا واقعہ تفصیل سے لکھا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تجہیز وتکفین سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے چارپائی اٹھائی اور حجرہ شریف کے دروازے پر رکھ دی اور یوں عرض گذار ہوئے۔

السلام عليك يا رسول الله هذا ابو بكر بالباب فاذ الباب قد انفتح واذا بهاتف يهتف من القبر اد خلو الحبيب الىٰ الحبيب ۔(تفسیر کبیر جلد پنجم)

(صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے عرض کیا) السلام علیك یا رسول اللہ یہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے پر ہیں۔اچانک دروازہ کھل گیا۔اور قبر شریف کے اندر سے آواز آئی حبیب کو حبیب کے پاس لاؤ۔

کشف اور عالم برزخ

قارئین کرام اب کشف کے ان واقعات اور مشاہدات کا خصوصی طور پر ذکر کیا جاتا ہے جنکا تعلق عالم برزخ سے ہے۔

اور اس باب کا آغاز احادیث رسول اللہ ﷺ سے کیا جاتا ہے کیونکہ قبر کے حالات کے بارے میں ارشادات گرامی کا تعلق بھی اسی باب سے ہے،

احادیث مبارکہ

☆۔حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ بنی نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے۔اور ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک آپ کا خچر بدکا قریب تھا کہ آپ کو گرادیتا۔ناگاہ وہاں پانچ چھ قبریں تھیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان قبور والوں کو کوئی پہچانتا ہے۔ایک شخص نے عرض کیا کہ میں (پہچانتا ہوں) حضور ﷺ نے فرمایا یہ کب مرے عرض کیا زمانہ شرک میں حضور ﷺ نے فرمایا یہ گروہ اپنی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں ۔اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ اس عذاب سے کچھ تمہیں بھی سنادے جو میں سن رہا ہوں۔الیٰ آخرہ (مسلم)

حدیث پاک میں اس بات کی وضاحت ہے کہ یہ خوف نہ ہوتا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دفن کرنا چھوڑ دینگے تو دعائے نبوی سے ہر صحابی کو کسب کے بغیر کشف ہو جاتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہتی ہے تو میں ان کی آوازیں دوزخ سے تمہیں سنا دیتا ہوں۔

اگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چاہتی تو دعائے نبوی سے ان کو بھی بلا کسب کشف ہو جاتا ان دونوں حدیثوں کے مطابق آپ ﷺ تو انکے عذاب کو سن ہی رہے تھے۔

☆۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ دو قبروں کے پاس سے گذرے اور فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ میں نہیں (جس سے بچنا ان کے لیے مشکل تھا) ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے اپنے آپ کو نہیں بچاتا تھا اور دوسرا چغلیاں کھایا کرتا تھا۔

☆۔بروایت ابن قیم شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے ذکر کیا کہ میں بدر کے مقام سے گذرا تو میں نے (قلیب بدر میں) دیکھا کہ ایک شخص زمین سے نکلتا ہے۔ کہ نکل بھاگے تو جب ہی ایک دوسرا شخص اسے گرز سے مارتا ہے جس سے وہ زمین میں اتر جاتا ہے۔ پھر نکلنا چاہتا ہے تو پھر یہی ہوتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا یہ ابو جہل ہے جو قیامت تک اسی عذاب میں مبتلا رہیگا۔

☆۔حضرت عبید بن مرزوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ شریف میں ایک عورت تھی جو مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ جب مر گئی لوگوں نے اسے دفن کر دیا اور نبی ﷺ کو اسکی خبر نہ دی۔ایک روز آپ ﷺ اسکی قبر کی طرف سے گزرے پوچھا یہ کس کی قبر ہے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یہ فلاں عورت کی قبر ہے آپ نے فرمایا جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ صحابہ کرام نے نے اس پر نماز پڑھی۔ پھر آپ نے عورت سے پوچھا تو نے کون سا عمل اچھا پایا۔لوگوں نے عرض کیا

یارسول اللہ کیا وہ آپ کا کلام سنتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا وہ تم سے زیادہ سنتی ہے۔ پھر عورت نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینا میں نے سب عملوں سے افضل پایا۔ (شرح الصدور۔ الترغیب)

رؤیائے صادقہ

رؤیائے صادقہ:۔قارئین کرام وہ ذرائع جن سے بندہ مومن برزخی مقامات سے باذن اللہ تعالیٰ باخبر ہوسکتا ہے۔ان میں سے ایک ذریعہ رؤیائے صادقہ یعنی سچے خواب بھی ہیں حضور ﷺ سے حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق وہ (خواب) کہ مسلمان خود دیکھے یا اسکے لیے دیکھا جائے۔(مشکوۃ شریف)

یہ مقام زیادہ تر صحابہ کرام و عرفاء عظام اور بزرگان دین کا ہے۔الحمد اللہ بعض دفعہ عام مسلمان بھی اس سے مستفید ہوتے ہیں حضور ﷺ سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث پاک کے مطابق اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔لھذا یہ حقیقت ہے کہ زندہ آدمیوں کے لیے خواب ہی ایک ایسا راستہ ہے جس کے ذریعے زندہ مردوں سے خواب میں ملاقات کرتے ہیں۔اور ان کے حالات سے باخبر ہوتے ہیں اس راستے سے زندوں پر مردوں کے برزخی حالات کھل جاتے ہیں۔باذن اللہ تعالیٰ بعض دفعہ مردے ایسی باتوں کی خبریں دیتے ہیں۔جنکا زندہ بلکہ دنیا میں کسی کو بھی علم نہیں ہوتا اور سو فیصد بفضلہ تعالیٰ صحیح نکلتی ہیں ایسے لاتعداد واقعات محدثین حضرات نے نقل کئے ہیں ابتداء قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں خواب کا ذکر کرنے کے بعد چند واقعات بھی تحریر کرنے کی کوشش کرونگا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کے سمجھنے اور سمجھانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

رؤیائے صادقہ قرآن پاک کی روشنی میں

قرآن پاک اور احادیث رسول ﷺ میں مختلف مقامات پر رؤیائے صادقہ کا ذکر آیا ہے۔مجھے اپنی اس کتاب میں خصوصی طور پر ان رؤیائے صادقہ کا ذکر کرنا ہے۔جنکا تعلق عالم برزخ سے ہے۔لیکن ابتداء میں نے قرآن پاک اور احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں چند خوابوں کا ذکر کیا ہے۔تاکہ حصول برکت کے ساتھ ساتھ رؤیائے صادقہ کی اہمیت اور ان کی عظمت واضح ہوجائے۔

بلا مبالغہ قرآن پاک اور احادیث رسول ﷺ میں ذکر شدہ رؤیائے صادقہ قدرتی طور پر اتنے مؤثر ہیں

کہ کوئی شخص بھی جس میں تھوڑا بھی خوف خدا ہو انکو پڑھ کر ان کو سن کر بغیر متاثر ہوئے نہیں رہ سکتا۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خوابوں کی تعبیر کے علم سے بھی سرفراز فرمایا تھا رؤیائے صادقہ کی اہمیت اور عظمت پر قرآن پاک سے واضح دلیل ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ویعلمك من تاویل الاحادیث ۔ اور سکھائے گا تم کو تعبیر (رؤیا) کا علم

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا خواب:۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قال یبنی انی اری فی المنام انی اذبحك فانظر ماذا تریٰ۔

ترجمہ: فرمایا اے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے میں تجھے ذبح کرتا ہوں ۔ یہ سن کر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے باپ سے عرض کیا۔

قال یابت افعل ماتومر ستجدنی ان شاء الله من الصابرین ۔

عرض کیا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اللہ نے چاہا تو قریب ہے آپ مجھے صابر پائینگے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے حکم کی تعمیل میں باپ بیٹے کو مخلص پایا۔ اور ان کی صدق نیت کو دیکھ کر قد صدقت الرؤیا کے ارشاد گرامی سے امتحان میں کامیابی کا مژدہ سنایا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں ایک بڑا ذبیحہ دیکر ان کو بچالیا۔ اور تا انقراض عالم ان کی یادوں کو قربانی کی صورت میں قائم ودائم فرمایا۔

حدیث پاک:۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ قربانی کیا ہے۔ فرمایا تمہارے باپ ابراھیم علیہ السلام کا طریقہ اور انکی سنت ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول

ﷺ ہمیں اس سے کیا ثواب ملتا ہے۔ فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا پس صوف کے متعلق کیا حکم ہے اے اللہ کے رسول۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ صوف کے ایک بال کے بدلے بھی ایک نیکی ہے۔ (احمد، ابن ماجہ)

قارئین کرام! قرآن پاک کی روشنی میں خواب اور خواب میں دیئے گئے حکم کی اہمیت واضح ہے یاد رکھیں انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب:۔ قرآن پاک میں ہے۔

یا بت انی رایت احدعشر کو کبا والشمس والقمر رایتھم لی سٰجدین۔ (یوسف)

ترجمہ۔ (یاد کرو) جس وقت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا۔ اے میرے باپ میں نے خواب میں دیکھا ہے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو۔ میں نے انکو اپنے واسطے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (انتھیٰ)

قارئین کرام! حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بہت طویل ہے قرآن پاک نے اس قصہ کو احسن القصص کے نام سے ذکر کیا ہے اس قصہ کا احاطہ کرنا یہاں ممکن نہیں۔ تاہم نہایت اختصار سے اتنا ذکر کرنا ضرور مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اس خواب کی تعبیر کے ضمن میں دو قیدیوں اور بادشاہ کے خواب کی تعبیر سے بھی آگاہ ہوسکیں۔ مقام نبوت عظمت نبوت سے بھی آگاہ ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو جب خواب آیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے صبح ہوتے ہی اپنے باپ کو خواب سے مطلع فرمایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام آخر نبی تھے خواب سن کر بیٹے کے روشن مستقبل پر خوش ہوئے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عطا سے نبوت کے کمالات سے حضرت یوسف علیہ السلام کو چند ایسے انعامات سے مطلع فرمایا۔ جنکا ذکر صریح طور پر ان کے خواب میں نہیں تھا اور بھائیوں کی

طرف سے کچھ خطرات بھی محسوس کئے ان سے بھی متنبہ فرمایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یبنی لا تقصص رؤیاك علیٰ اخوتك فیكیدوا الك كیدا سے ان ربك علیم حكیم تك۔(سورۃ یوسف)

ترجمہ۔اے بیٹے مت بیان کرنا اس خواب کو اپنے بھائیوں سے ورنہ وہ ضرور کچھ فریب کرینگے اور اس طرح تمہارا رب تم کو برگزیدہ کرے گا (نبوت سے سرفراز فرمائیگا) اور سکھائے گا تم کو تعبیر (رؤیا) کا علم اور تم پر اور یعقوب علیہ السلام کے خاندان پر اپنا انعام کامل کریگا۔جیسا کہ اس سے قبل تمہارے دادا پردادا یعنی ابراہیم علیہ السلام واسحاق علیہ السلام پر کامل کر چکا ہے واقعی تمہارا رب بڑے علم وحکمت والا ہے۔

قارئین کرام! اس خواب کی تعبیر تقریباً 45 سال بعد ظہور پذیر ہوئی۔

قیدیوں کے خواب:۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے جیل خانہ میں بھجوائے جانے کے کچھ عرصہ بعد دو قیدی بادشاہ کو زہر دینے کے الزام میں جیل خانہ میں لائے گئے ایک بادشاہ کا نانبائی اور دوسرا ساقی تھا۔یہ دونوں قیدی حضرت یوسف علیہ السلام کے اخلاق حسنہ سے متاثر ہو کر آپ کے معتقد ہو گئے ایک دن دونوں نے اپنا اپنا خواب حضرت یوسف علیہ السلام سے بیان کیا ساقی نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے۔کہ میں شراب نچوڑتا ہوں اور بادشاہ کو پلا رہا ہوں۔

دوسرے شخص نے کہا۔کہ میں نے خواب دیکھا ہے۔کہ میرے سر پر روٹیوں کا خوان ہے اور پرندے روٹیوں کو نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں ہم آپ کو بزرگ جانتے ہیں آپ ہمیں تعبیر بتلائیں۔

خوابوں کی تعبیر:۔ پہلے شخص ساقی سے آپ نے فرمایا کہ تم اپنی ملازمت اور خدمت پر بحال کر دئے جاؤ گے دوسرے شخص نانبائی سے فرمایا کہ تمہیں سولی پر لٹکایا جائیگا۔یہ فیصلہ

شدہ امر ہے۔ جو کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تعبیر سنکر دونوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا ہم تو ہنسی کر رہے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ہم تو آپ کا امتحان لے رہے تھے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تم جو کچھ بھی کہو۔ جو میں کہہ چکا ہوں۔ یہ قضا اور قدر کا فیصلہ ہے۔

اب اس میں کسی قسم کا تخلف نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا آپ نے فرمایا تھا۔

بادشاہ کا خواب:۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی باعزت رہائی کا سبب پیدا کر دیا چنانچہ بادشاہ نے خواب دیکھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وقال الملك انی رای سبع بقرات سمان یا کلهن سبع عجاف و سبع سنبلت خضر و اخریست۔

ترجمہ۔ بادشاہ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ سات موٹی گائیں ہیں جنکو سات دبلی گائیں کھاتی ہیں۔ اور سات ہری بالیں ہیں اور سات سوکھی بالیں ہیں۔

بادشاہ کو اس خواب نے بڑا سخت پریشان کر دیا۔ بڑے بڑے تعبیر دینے والوں کو جمع کیا لیکن سب نے کہا یہ تو پریشان خیالات ہیں اور ہم لوگ خوابوں کی تعبیر کا علم نہیں رکھتے آخر دو قیدیوں سے وہ شخص جو رہا ہوا تھا۔ آگے بڑھا اور عرض کرنے لگا۔

اگر اجازت ہو تو میں قید خانہ میں اس شخص سے دریافت کروں جو مدت سے قید خانہ میں ہے بادشاہ نے اجازت دی وہ شخص قید خانہ میں آیا۔ اور یوسف علیہ السلام سے یوں عرض کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یوسف ایها الصدیق افتنا سے وفیه یعصرون تک (سورۃ یوسف)

اے یوسف۔ اے صدیق آپ ہم لوگوں کو اس کا جواب دیجئے کہ سات موٹی گائیں اور ان کو

سات گائیں دبلی کھا گئیں۔اور ساتھ بالیں ہری ہیں اوراس کے علاوہ خشک بھی ہیں۔تا کہ ان لوگوں کے پاس لوٹ کر جاؤں اور بیان کروں۔تا کہ ان کو بھی معلوم ہو جائے آپ نے فرمایا تم سات سال متواتر غلہ بونا پھر جو پھل کاٹو ان کو بالوں میں رہنے دو۔ہاں مگر تھوڑا سا جو تمہارے کھانے میں آوے پھر اس کے بعد سات برس ایسے سخت آوینگے جو کہ اس ذخیرہ کو کھا جاویں گے۔جس کو تم نے ان برسوں کے واسطے جمع کر کے رکھا ہوگا۔مگر تھوڑا سا جو رکھ چھوڑو گے۔
پھر اس کے بعد ایک برس آوے گا جس میں لوگوں کے لیے خوب بارش ہوگی اور اس میں شیرہ بھی نچوڑینگے۔یہ تعبیر سنکر وہ شخص (ساقی) فوراً بادشاہ کی خدمت میں آیا۔اور خواب کی تعبیر بیان کی تعبیر سن کر بادشاہ خود یوسف علیہ السلام کی زبانی تعبیر سننے کا مشتاق ہوگیا اور حکم دیا۔

ایتونی بہ (سورۃ یوسف) جاؤ اور اس کو میرے پاس لیکر آؤ۔

مقام نبوت:۔حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں بارہ سال گذر چکے تھے لیکن شان نبوت کو دیکھیں اپنی برآت سے پہلے باہر آنے سے انکار کر دیا۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔قال رسول اللہ ولو لبثت فی السجن طول مالبث یوسف لاجبت الداعی ۔(متفق علیہ) (حضور ﷺ حضرت یوسف علیہ السلام کی داد دیتے ہوئے) ارشاد فرماتے ہیں کہ جیل میں جس قدر یوسف علیہ السلام رہے اگر میں رہتا تو بلانے والے کی بات مان لیتا۔(متفق علیہ)
(لیکن) حضرت یوسف علیہ السلام نے بلانے والے شخص سے فرمایا۔

ارجع الی ربک فاسئلہ ما بال النسوۃ التی قطعن ایدیھن ان ربی بکیدھن علیم ۔(سورۃ یوسف)
اے ساقی تو اپنے بادشاہ کے پاس لوٹ کر جا اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے

جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ میرا رب ان عورتوں کے فریب کو خوب جانتا ہے
۔ بادشاہ نے اسی وقت ان تمام عورتوں کو بلایا۔ اور کہا تم صحیح حال بیان کرو۔ عورتوں نے کہا
ما علمنا علیہ من سوء (سورۃ یوسف) حاشاللہ ہم کو ان میں ذرا بھی کوئی برائی دکھائی
نہیں دی زلیخا بھی اپنے عیب کو نہ چھپا سکی۔ اس نے کہا

انا راودتہ عن نفسہ وانہ لمن الصادقین ۔ میں نے ہی ان سے اپنے
مطلب کی خواہش کی تھی بے شک وہ سچے ہیں۔

باعزت رہائی: ۔ جب بادشاہ نے زلیخا اور دوسری عورتوں سے یوسف علیہ السلام کے
سچے ہونے کی بات سنی تو صرف باعزت رہائی کا حکم ہی نہ دیا۔ بلکہ یہ حکم دیا

وقال الملک ائتونی بہ استخلصہ لنفسی ۔ (سورۃ یوسف)
بادشاہ نے کہا اے ساقی جلدی جا اور ان کو میرے پاس لیکر آ (ایسے شخص کو) میں خاص اپنے
لئے رکھونگا۔

حضرت یوسف علیہ السلام باعزت رہائی کا پیغام سنکر ساقی کیساتھ قید خانہ سے نکلے جب بادشاہ
کے دربار میں تشریف لائے تو بادشاہ نے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ بادشاہ نے حضرت یوسف
علیہ السلام سے کلام کی۔ آپ سے خواب کی تعبیر کی تمام تفصیلات دریافت کی بادشاہ پر آپ کی پُر
تاثیر کلام کا بڑا اثر ہوا۔

فلما کلمہ قال انک الیوم لدینا مکین امین ۔ (سورۃ یوسف)
جب بادشاہ نے ان سے باتیں کیں تو کہا کہ تم ہمارے نزدیک آج سے بڑے معزز اور معتبر ہو۔
بادشاہ نے پہلا کام یہ کیا کہ عزیز مصر سے خرید کر آپ کو آزاد کر دیا اور تمام مالیاتی امور پر آپ
کو حاکم اعلیٰ مقرر کر دیا۔

اسی دوران عزیز مصر کا انتقال ہو گیا۔ بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کے

عہدہ پر مستقل طور پر فائز کر دیا۔ چنانچہ آپ نے غلہ کی پیداوار کی طرف خصوصی توجہ دی حتی کہ بنجر زمینوں کو قابل کاشت بنایا۔ پیدوار کے ایک بڑے حصہ کو احتیاط سے رکھنے کے انتظام فرمائے۔ اس طرح قحط کے عذاب سے اہل مصر کو نجات دلائی۔

قرآن پاک میں حضور ﷺ کے خوابوں کا ذکر جمیل

1۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ لقد صدق الله رسوله الرء یا بالحق لتد خلن المسجد الحرام سے فتحا قریبا تك ۔(الفتح)

ترجمہ۔ بیشک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول ﷺ کا سچا خواب بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے۔ اگر اللہ نے چاہا امن وامان سے اپنے سروں کے بال مونڈتے ہوئے یا ترشواتے ہوئے بے خوف۔ تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں۔ پھر مقرر کر دی اس سے پہلے ایک فتح نزدیک۔ اتھی

حضور ﷺ نے مدینہ شریف میں خواب دیکھا۔ کہ ہم مکہ مکرمہ میں امن وامان کے ساتھ داخل ہوئے اور عمرہ کر کے حلق اور قصر کیا۔ آپ ﷺ نے یہ خواب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیان فرمایا۔

مگر آپ نے وقت کا تعین نہیں فرمایا تھا۔ مگر شدت اشتیاق سے اکثر لوگوں کا خیال اسطرف گیا کہ اس سال عمرہ کرنا میسر ہو گا۔ اور قدرتی طور پر آپ کو قصد بھی عمرہ کا ہو گیا۔ آپ تقریباً ڈیڑھ ہزار آدمیوں سمیت مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ مقام حدیبیہ پر آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ اور اٹھنے کا نام نہ لیا حضور ﷺ نے فرمایا۔ حبسها حابس الفيل ۔ادھر آپس میں قریش نے بھی اتفاق کیا۔ کہ آپ ﷺ کو مکہ نہ آنے دینگے۔ آخر حدیبیہ کے مقام پر صلح ہوئی اور مسلمان عمرہ کرنے کے بغیر واپس ہوئے اور آئندہ سال ۷ھ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا خواب سچ کر دکھایا۔ اور امن وامان کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ ادا فرمایا۔ فعلم

مالم تعلموا ۔اللہ تعالیٰ جل شانہ جانتے تھے کہ خواب کی تعبیر ایک سال بعد ظاہر کرنے میں کتنے مصالح ہیں۔ جنکی تمہیں خبر نہیں۔اللہ تعالیٰ نے خواب کی تعبیر کے وقوع سے قبل خیبر کی فتح عنایت فرمائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تک تقریباً دو سال کی مدت میں اتنی کثرت سے لوگ مشرف با اسلام ہوئے کہ اس قدر کبھی نہ ہوئے تھے۔ حدیبیہ میں آپ کے ہمراہ ڈیڑھ ہزار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ لیکن دو سال بعد فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار کا لشکر آپ ﷺ کے ہم رکاب تھا۔و ما ذالك على الله بعزيز

(یاد رہے حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر تقریباً 45 سال بعد وقوع پذیر ہوئی)

2۔ جنگ بدر کے موقع پر حضور ﷺ کا خواب:۔

واذيريكهم الله فى منامك قليلاولو اراكهم كثيرالفشلتم ولتنازعتم فى الامر سے والى الله ترجع الامور ۔(الانفال ۴۳۔۴۴/۸)

ترجمہ۔جبکہ اے محبوب اللہ تمہیں کافروں کو تمہاری خواب میں تھوڑا اور اے مسلمانو اگر تمہیں بہت کر کے دکھاتا تو ضرور تم بزدلی کرتے اور معاملے میں جھگڑا ڈالتے۔مگر اللہ نے بچالیا بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

اور لڑتے وقت تمہیں کافر تھوڑے کر کے دکھائے اور تمہیں ان کی نگاہوں میں تھوڑا کیا کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے۔اور اللہ کی طرف سب کاموں کا رجوع ہے۔(انتھی)

یہ جنگ بدر کے موقع کا خواب ہے اور یہ واقعہ سترہ رمضان کو پیش آیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعداد تقریباً 313 تھی اور مشرکین ہزار کے قریب تھے۔اللہ تعالیٰ نے کفار کو شکست دی ان کے ستر کے قریب آدمی مارے گئے اور اتنے ہی گرفتار ہوئے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت تھی کہ حضور ﷺ کو کفار کی تعداد تھوڑی دکھائی گئی اور آپ ﷺ نے اپنا یہ خواب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیان کیا اس سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی

ہمتیں بڑھیں اور اپنے ضعف اور کمزوری کا اندیشہ نہ رہا۔ دشمن پر ان کو جرات پیدا ہوئی۔
یاد رکھیں انبیاء علیہم السلام کا خواب حق ہوتا ہے خواب میں قلت کی تعبیر ضعف سے ہے
۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب فرما کر کفار کا ضعف ظاہر کر دیا۔
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ کفار ہماری نگاہوں میں اتنے کم لگے کہ میں نے اپنے برابر والے شخص سے کہا کیا تمہارے گمان میں کافر ستر ہونگے اس نے کہا میرے خیال میں سو ہیں ۔ حالانکہ کفار کی تعداد ہزار تھی دوسری طرف مشرکین کو مسلمانوں کی تعداد تھوڑی دکھانے کی حکمت یہ تھی۔ کہ مشرکین مقابلہ پر جم جائیں اور بھاگ نہ پڑیں۔ بہر صورت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب فرمایا کفار کو شکست ہوئی۔ (وما ذالک علی اللہ بعزیز)

رؤیائے صادقہ احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں

☆۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا آثار نبوت سے صرف مبشرات باقی رہ گئی ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا مبشرات سے کیا مراد ہے آپ ﷺ نے فرمایا اچھے خواب۔ (بخاری)

☆۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ (متفق علیہ)

☆۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے مومن کی خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور جو نبوت سے ہو وہ جھوٹ نہیں ہوسکتا۔ (متفق علیہ)

<u>وحی کی ابتداء</u>:۔ وحی کی ابتداء بھی سچے خوابوں سے ہوئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سب سے پہلے جو حضور ﷺ وحی سے شروع کیے گئے سچے خوابوں کا دیکھنا تھا۔ آپ ﷺ جو خواب بھی دیکھتے اسکی تعبیر صبح کی طرح نمودار ہوتی

آپ ﷺ کے خوابوں کا سلسلہ عمر مبارک کے چالیس سال ہو جانے سے شروع ہوا اور خوابوں کا سلسلہ چھ ماہ تک جاری رہا۔ یہی وجہ ہے کہ رؤیائے صادقہ کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا ۔23×2=46سال

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جس وقت نماز پڑھ لیتے اپنے چہرے مبارک کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے آج رات جس نے کوئی خواب دیکھا ہے بیان کرے۔ راوی فرماتے ہیں اگر کسی کے خواب دیکھا ہوتا ۔اس کو بیان کرتا۔ پس آپ ﷺ (خواب کے بارے میں تعبیر) فرماتے جو اللہ چاہتا ایک دن آپ ﷺ نے ہم سے پوچھا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے۔ ہم نے کہا نہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ آج رات میں نے خواب دیکھا ہے۔ (پھر ایک طویل خواب بیان فرمایا) (بخاری)

حیات طیبہ کے خواب: ۔چند خوابوں کا ذکر کرتا ہوں تاہم کسی مقام پر مراد استیعاب نہیں

☆ ۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا ایک رات میں نے دیکھا اس چیز میں جو سونے والا دیکھتا ہے گویا ہم عقبہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں ہیں ابن طاب کی تر کھجوریں ہمارے پاس لائی گئیں میں نے اس کی تعبیر کی ہے۔ کہ دنیا میں ہمارے لئے بزرگی ہے اور آخرت میں نیک عاقبت ہے اور ہمارا دین سچا ہے۔ (مسلم)

☆ ۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے بارے میں سوال کیا گیا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اسنے آپ کی تصدیق کی تھی۔ لیکن آپ کے ظہور سے پیشتر وہ فوت ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں اس کو دیکھا ہے کہ اس پر سفید کپڑے ہیں اگر وہ اہل نار سے ہوتا تو اس پر اور طرح کے کپڑے ہوتے۔ (احمد۔ ترمذی)

☆ ۔حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے

فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایسی جگہ پر ہجرت کر کے جا رہا ہوں جہاں کھجوریں بہت ہیں۔ مجھے خیال گذرا کہ یہ یمامہ شہر ہے یا ہجر ہے ناگہاں وہ مدینہ تھا جسکا (قدیم) نام یثرب ہے میں نے اسی خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو حرکت دی ہے اور وہ اوپر سے ٹوٹ گئی ہے۔ ناگہاں وہ آزمائش (شہادت) تھی جو ایمان والوں کو احد کے دن پہنچی پھر میں نے اس کو دوبارہ حرکت دی۔

وہ پہلے سے بہتر ہوگئی پس ناگہاں اس سے مراد وہ فتح تھی۔ جو کہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی اور ایمان والوں کا جمع ہونا تھا۔ (متفق علیہ)

☆۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں سویا ہوا تھا۔ زمین کے خزانے مجھے دیئے گئے پس میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کڑے ڈالے گئے۔ جو مجھ پر گراں گزرے میری طرف وحی کی گئی۔ کہ ان کو پھونک مارو میں نے پھونک ماری وہ دونوں ختم ہوگئے۔ میں نے اس کی تعبیر کی کہ اس سے مراد دو جھوٹے شخص ہیں۔ جن کے درمیان میں ہوں۔ ایک صاحب صنعاء (مدعی نبوت عنسی) اور دوسرا صاحب یمامہ۔ (مدعی نبوت مسلیمہ کذاب)۔ متفق علیہ

☆۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں سو گیا تو اپنے آپ کو جنت میں پایا نسائی کے یہ الفاظ ہیں کہ میں جنت میں داخل ہوا۔ تو قرآن پڑھنے کی آواز سنائی دی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے جو قرآن پڑھ رہا ہے جواب ملا یہ حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نعمان ہے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ماں و باپ کی تابعداری ایسی ہوتی ہے۔ یہ الفاظ (آپ ﷺ نے) تین بار دہرائے۔ حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ کے بہت ہی تابعدار تھے۔ (شرح الصدور)

حضور ﷺ کا عالم برزخ سے کسی کے خواب میں آنا

اللہ تعالیٰ نے جل شانہ نے آپ ﷺ کو عالم دنیا کی طرح عالم برزخ میں بھی دیگر امتیازی مقامات کی طرح دو ایسے امتیازی مقامات سے نوازا ہے۔

جسکی وجہ سے آپ ﷺ کا کسی کے خواب میں آنا یا سیداری کے عالم میں کسی کو زیارت سے مشرف فرمانا ایک سچی حقیقت ہو گی اور ہے۔

امتیازی شان:۔ 1۔ شیطان ملعون آپ ﷺ کی صورت میں متمثل ہو کر کسی کے خواب میں نہیں آسکتا۔

2۔ حضور ﷺ اپنے مزار اقدس میں حیات دنیوی حسی کے ساتھ زندہ ہیں۔

شیطان کی بے بسی:۔ 1۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا۔ پس تحقیق اس نے مجھے ہی خواب میں دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں متمثل ہو کر (کسی کے خواب میں) نہیں آسکتا۔ (ترمذی)

2۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ میں ہی ہوں کیونکہ شیطان میری صورت میں متمثل نہیں ہوسکتا ۔(ترمذی)

3۔ حضرت عون ابن جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسنے مجھے خواب میں دیکھا گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا کیونکہ شیطان کی یہ طاقت (ہی) نہیں۔ کہ وہ میری صورت بنا سکے۔ (ابن ماجہ)

4۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے جاگتے ہوئے بھی دیکھے گا۔ اور شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔ (بخاری)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ **کا خواب**:۔☆۔حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن صبح کی نماز کے بعد فرمایا کہ رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آج شام کو تم روزہ ہمارے پاس افطار کرنا۔اس دن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزہ سے تھے چنانچہ اسی دن آپ شہید ہوئے۔(شرح الصدور)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ **کی حاضری**:۔حضور ﷺ کے وصال کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے آپ ﷺ کے فراق میں مدینہ شریف میں رہنا دشوار ہوگیا تھا اس لئے آپ شام کے شہر حلب میں تشریف لے گئے تقریباً چھ ماہ کے بعد حضور ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی حضور ﷺ نے فرمایا۔اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نے ہمیں ملنا چھوڑ دیا ہے کیا ہماری ملاقات کے لیے تیرا جی نہیں چاہتا۔نیند سے بیدار ہوئے تیاری کی اونٹنی پر سوار ہوکر مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوگئے مدینہ منورہ پہنچے سب سے پہلے مسجد نبوی میں داخل ہوئے قبر انور پر سر رکھ کر رونا شروع کر دیا۔عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا تھا کہ آکر مل جاؤ غلام حاضر ہے۔یہ کہہ کر بیہوش ہوگئے۔کافی دیر کے بعد ہوش میں آئے۔(ابن عساکر)

تشہد ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ **کی تصدیق**:۔علامہ ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باسنادہ حفیف سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا۔میں نے عرض کیا یارسول اللہ لوگ تشہد میں اختلاف کرتے ہیں۔تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ لازم پکڑو تشہد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔

مزید تائید:۔ابن ہمام اور عینی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔یہ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا ہاتھ حماد نے پکڑا حماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا ہاتھ ابراھیم

نے پکڑا ابراھیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرا ہاتھ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے پکڑا اور حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میرا ہاتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکڑا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرا ہاتھ جناب رسول اللہ ﷺ نے پکڑا اور مجھے تشہد سکھایا۔ جیسا کہ قرآن پاک کی سورۃ سکھاتے تھے اور ہم سے مواخذہ کرتے تھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے تشہد سکھایا اور فرمایا کہ لوگوں کو سکھاؤ۔ (کمافی المنتقی)

کلمہ لا الہ الا اللہ الیٰ آخرہ کے ثواب کی خواب میں تصدیق

حضرت ابوعیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت یہ کہے۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شی قدیر۔ اس کے لیے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوتا ہے اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ اور دس برائیاں دور کی جاتی ہیں۔ اور دس درجے بلند کیے جاتے ہیں اور شام تک اللہ کی پناہ میں ہوتا ہے شیطان سے اور جس نے ان کلموں کو شام کے وقت پڑھا اس کے لیے وہی ہوتا ہے۔ صبح تک ایک شخص نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ابوعیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے ایسے ایسے حدیث نقل کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ صدق ابوعیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ابوعیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ کہا۔ (ابو داؤد۔ ابن ماجہ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خواب میں:۔ حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر (ملاقات کرنے کے لیے) داخل ہوئی۔ وہ رہ رہی تھیں۔ میں نے عرض کیا آپ کیوں رہ رہی ہیں۔ فرمانے لگیں میں نے

حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے۔

کہ آپ کے سر اور داڑھی مبارک میں مٹی (غبار) پڑی ہوئی ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کی یہ حالت کیسی ہے۔ فرمایا میں ابھی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت گاہ میں حاضر ہوا تھا۔ (ترمذی)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں خواب:۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جمعہ شریف کے دن ماہ شوال ۱۹۴ھ میں بخارا میں پیدا ہوئے۔ 16 سال کے عرصہ میں بخاری شریف کو تحریر کیا۔ ہر حدیث پاک کے لکھنے سے پہلے غسل کیا اور دو رکعت پڑھیں۔ اور پھر حدیث پاک کو تحریر فرمایا عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی۔ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا میں نے حضور ﷺ کو سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا میں نے پوچھا۔ آپ یہاں کیوں تشریف فرما ہیں آپ ﷺ نے فرمایا۔ محمد بن اسمٰعیل (بخاری) رحمۃ اللہ علیہ کی انتظار کر رہا ہوں (نماز جنازہ میں شرکت کے لیے)۔

سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے خواب میں:۔ سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ رات کو تہجد اور اوراد کے لیے اٹھا کرتے تھے ایک رات تہجد کے بعد سو گئے تو آنحضرت ﷺ خواب میں تشریف لائے اور آپ ﷺ نے دو بھورے رنگ کے آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا میری مدد کرو اور ان دو شخصوں سے مجھے چھڑاؤ۔ نور الدین گھبرا کر اٹھا وضو کیا نماز پڑھی اور سو گیا۔ پھر خواب میں پہلا سا قصہ ہوا پھر اٹھا وضو کیا نماز پڑھ کر پھر سو گیا۔ پھر تیسری بار حضور ﷺ کو دیکھا وہی بات فرما رہے ہیں۔ پھر اٹھا اور کہا اب تو سونے کا وقت نہیں رہا نور الدین کا وزیر جمال الدین موصلی ایک مرد صالح تھا۔ اسے بلا بھیجا اور اسے تمام قصہ سنایا۔ جمال الدین موصلی نے نور الدین رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اب آپ کس لئے یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں ابھی مدینہ جائیں اور کسی شخص سے خواب کا ذکر نہ کریں

۔اسی وقت روانگی کی تیاری کر لی اور بیس آدمی اور وزیر کو اپنے ہمراہ لیا۔اور نہایت تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر مدینہ شریف کی طرف روانہ ہو گئے اور 16 دن کے اندر مدینہ پہنچ گئے ۔سلطان نے شہر کے باہر ہی غسل کیا۔پھر مدینہ شریف میں داخل ہوا اور روضہ اطہر کے پاس پہنچکر نماز پڑھی پھر زیارت کر کے بیٹھ گئے ۔مگر اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔کہ کیا کرے سلطان کو دیکھکر بہت سے لوگ مسجد نبوی میں جمع ہو گئے تھے وزیر نے انہیں کہا کہ سلطان نبی ﷺ کی زیارت کے لئے آئے ہیں اور خیرات کے لیے اپنے ساتھ بہت سامال لائے ہیں ۔لہذا تمام اہل مدینہ کے نام لکھ لو۔سلطان انہیں ایک ایک کر کے بلاتا گیا اور خیرات دیتا گیا۔اور ہر شخص کو غور سے دیکھتا آیا۔اس کا حُلیہ اس حلیہ کے مطابق ہے جو آنحضرت ﷺ نے ان دو شخصوں کا بیان کیا تھا لوگ آتے اور صدقہ لیکر چلے جاتے یہاں تک کہ سب ختم ہو گئے سلطان نے دریافت کیا کیا کوئی رہ تو نہیں گیا۔جو صدقہ لینے نہ آیا ہو اس پر لوگوں نے کہا صرف دو مغربی شخص رہ گئے ہیں وہ کسی سے کچھ نہیں لیتے اور دونوں نیک اور مالدار آدمی ہیں غریب اور محتاج لوگوں پر صدقہ اور خیرات کرتے رہتے ہیں یہ سن کر اسے خوشی ہوئی اور کہا انہیں میرے پاس لاؤ۔جب انہیں لایا گیا تو دیکھا وہ بعینہ وہی شخص ہیں جنکی طرف نبی ﷺ نے اشارہ کیا تھا سلطان نے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو انہوں نے جواب دیا کہ بلاد مغرب کے رہنے والے ہیں حج کے لئے آئے تھے ہم نے چاہا کہ یہ سال آنحضرت ﷺ کے پاس گذاریں سلطان نے کہا سچ سچ کہو مگر وہ اپنی بات پر ڈٹے رہے اس پر سلطان نے دریافت کیا کہ یہ کہاں رہتے ہیں لوگوں نے بتلایا کہ حجرہ شریف کے قریب جو سرائے ہے وہاں رہتے ہیں سلطان ان کو لیکر ان کے گھر آیا اس نے وہاں بہت مال و دولت دیکھی ۔اہل مدینہ نے ان کی بہت تعریف کی اور کہا کہ یہ دونوں صائم الدھر ہیں ۔روضہ اطہر پر ہر وقت درود پڑھتے رہتے ہیں۔آنحضرت ﷺ کی زیارت کرتے اور ہر روز اہل بقیع کی زیارت کو جاتے ہیں ۔اور ہر ہفتہ اہل قبا کی زیارت کرنے جاتے ہیں انہوں نے کبھی کسی سائل کو رد نہیں کیا

۔اور اس قحط سالی کے زمانہ میں انہوں نے بہت سے حاجتمندوں کی مدد کی ہے۔یہ تمام باتیں سنکر سلطان نے کہا۔سبحان اللہ۔اس سے زیادہ کسی بات کا تذکرہ نہیں کیا سلطان خود[1] گھر کے اندر چکر لگانے لگا ہوتے ہوتے سلطان نے ایک چٹائی اٹھائی اور دیکھا کہ سرنگ کھدی ہوئی ہے جو حجرہ شریف کی طرف جاتی ہے۔یہ دیکھکر لوگ کانپ اٹھے۔

سلطان نے کہا سچ سچ بتاؤ انہیں جب خوب مارا گیا۔تو انہوں نے اعتراف کیا کہ وہ دونوں عیسائی ہیں اور عیسائیوں نے انہیں مغربی حاجیوں کے لباس میں بہت سا مال دیکر روانہ کیا ہے اور انہیں ایک بہت بڑی بات کا حکم دیا ہے۔جوان کے دماغ میں آئی تھی۔اور انکا یہ خیال تھا کہ وہ یہ کام کرلیں گے بات یہ تھی کہ وہ آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک کو نکال کرلے جانا چاہتے تھے اس غرض سے وہ حجرہ شریف سے قریب ترین سرائے میں اترے اور انہوں نے وہ بات کی جسکا ذکر ہو چکا ہے۔یہ لوگ رات کو سرنگ کھودتے ہر ایک کے پاس مغربی لوگوں کے طرز پر ایک چمڑے کا تھیلہ ہوتا جو مٹی کھودی جاتی اسے وہ ان تھیلوں میں ڈالکر جنت البقیع کی زیارت کے بہانے وہاں قبروں کے درمیان ڈال دیتے۔ایک مدت تک وہ یہی کام کرتے رہے اور جب حجرہ شریف کے قریب پہنچے آسمان سے سخت کڑک اور بجلی چمکی اور سخت زلزلہ آیا۔یوں معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ اکھڑ جائینگے اسی رات کو سلطان بھی مدینہ پہنچا ۔اور انہیں گرفتار کیا اور انہوں نے اپنے جرم کا اعتراف کیا سلطان نے شکر ادا کیا وہ ان دونوں شخصوں کا حال ظاہر کرنے میں کامیاب ہو گیا۔اللہ تعالیٰ نے اسے اُسکا اہل بنایا ہے خوب رویا۔اور اس نے ان کی گردنیں اڑا دینے کا حکم دیا۔چنانچہ انہیں قتل کیا گیا اس کے بعد اس نے پانی کی سطح تک خندق کھودائی۔بہت سا سیسہ جمع کیا۔اور سیسہ پگلا کر پانی کی سطح تک ایک دیوار حجرہ شریف کے گرد بنوا دی۔جب ان امور سے فارغ ہوا تو اپنے دارلحکومت چلا آیا۔اور حکم دیا کسی کافر کو سرکاری کام پر نہ لگایا جائے۔(وفاء الوفاء)

1۔رہنمائے عمرہ وزیارت المکتبہ الامدادیہ مکہ مکرمہ صف ۷۸ میں تحریر ہے۔
سلطان نے اس سرنگ میں جا کر دیکھا تو وہ سرنگ قدمین شریفین تک پہنچ گئی تھی۔سلطان نے قدمین شریفین کو بوسہ دیا۔

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ **کا خواب**:۔علامہ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے مدح نبی ﷺ میں بہت قصیدے لکھے جن میں سے بعض وزیر زین الدین کی درخواست پر تصنیف ہوئے۔لیکن اس کے بعد میں فالج کے عارضہ میں مبتلا ہوگیا ۔جس سے میرا آدھا نچلا حصہ بیکار ہوگیا۔بہت علاج کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔بالآخر خیال آیا کہ مرنے سے پہلے ایک اور قصیدہ آنحضرت ﷺ کی مدح میں کہہ ڈالوں چنانچہ اسی حالت میں میں نے ایک قصیدہ تیار کیا اور رات کو بار بار اسے پڑھتا رہا۔اور آنحضرت ﷺ کے توسل سے بارگاہ رب العزت میں روکر دعا کی اسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی۔اور خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے پوچھا۔بوصیری کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا؟ حضور آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں آنحضرت ﷺ نے اپنا دست مبارک میری بدن کے مفلوج حصہ پر پھیرا اور اپنی چادر مبارک اڑھائی۔جب آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں بالکل صحیح اور تندرست ہوں میں نے اس قصیدہ کا ذکر کسی شخص سے نہ کیا تھا۔مگر ابھی صبح کو گھر سے نکلا ہی تھا۔کہ ایک درویش ملے جنہوں نے مجھے کہا کہ جو قصیدہ تم نے آنحضرت ﷺ کی مدح میں کہا ہے وہ مجھے عنائت فرمایئے میں نے جواب دیا کہ حضور انور کی مدح میں نے بہت سے قصیدے کہے ہیں۔آپ کی مراد کس قصیدے سے ہے؟ بولے کہ جو تم نے بیماری کی حالت میں کہا ہے اور جسکا مطلع یہ ہے۔

امن تذکر جیران بذی سلم

مزجت دمعا جری من مقلة بدم

اور پھر کہا بخدا رات کو یہی قصیدہ میں نے دربار نبوی میں سنا ہے جب یہ پڑھا جارہا تھا تو حضور ﷺ اس کو سن کر یوں جھوم رہے تھے۔جیسے بادنسیم کے جھونکوں سے میوہ اور درخت کی شاخیں جھوما کرتی ہیں۔حضور ﷺ نے اس کو پسند فرمایا اور پڑھنے والے کو اپنی چادر مبارک اوڑھائی۔یہ سن کر میں نے اس درویش کو یہ قصیدہ دے دیا۔

عاشق زار ہو کوئی بھی بوصیری کی طرح
میرے آقا اسے رحمت کی ردا دیتے ہیں

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب نے مجھے بتلایا کہ وہ بیمار تھے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا بیٹا کیا حال ہے۔ پھر آپ ﷺ نے (خواب میں ہی) اپنی ریش مبارک کے دو بال عطا فرمائے اور شفاء کی بشارت دی فرماتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا تو دونوں بال ان کے پاس موجود تھے میرے والد صاحب نے ایک بال مجھے عطا فرمایا جواب تک میرے پاس محفوظ ہے۔ (درثمین)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوبکر بن ھوار کے خواب میں:۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوبکر بن ھوار رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دو خرقے عطا کئے۔ جب ابوبکر بن ھوار رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے تو دونوں خرقے انکے پاس موجود تھے۔ ان میں سے ایک خرقہ علی بن ھیتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا۔ علی بن ھیتی رحمۃ اللہ علیہ اولیاء اللہ سے ہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے۔ ان کی وفات ۵۶۴ھ میں ہوئی۔

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شخص کے خواب میں:۔ علامہ محمد اشرف سیالوی صاحب نے اس واقعہ کو باحوالہ یوں نقل فرمایا ہے۔ عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مجھے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی نے بیان کیا کہ جنگ یمامہ (جو کہ مسلیمہ کذاب کے ساتھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں لڑی گئی تھی) کا دن تھا میرے والد حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسلیمہ کذاب کی طرف نکلے جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کہا ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں اس طرح جنگ نہیں لڑا کرتے تھے پھر ہر ایک نے اپنے لئے ایک گڑھا کھود لیا اور اس میں کھڑے ہو کر دونوں نے ثابت قدمی کے ساتھ جہاد کیا حتی کہ دونوں شہید ہو گئے اور اس دن حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن پر ایک نفیس زرہ تھی مسلمانوں میں سے ایک آدمی ان کے پاس سے گزرا تو اسنے زرہ کو اتار لیا۔

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب میں ایک مسلمان کو جبکہ وہ سویا ہوا تھا ملے اور فرمایا میں تجھے وصیت کرتا ہوں اور تو اس خیال سے دور رہنا اسے خواب وخیال سمجھ کر ضائع کردے فرمایا۔ میں جب گزشتہ دن شہید ہو گیا تو میرے پاس سے ایک مسلمان گزرا تو اس نے زرہ کو اتار لیا زرہ اتارنے والے کی نشان دہی کرتے ہوئے فرمایا اسکا ٹھکانہ سب لوگوں کے ٹھکانوں کے آخر میں ہے اور اس کے خیمہ کے پاس ایک گھوڑا اپنی لمبی رسی کے ساتھ بندھا ہوا چر رہا ہے اس شخص نے زرہ کے اوپر ہنڈیا کو الٹا رکھا ہوا ہے اور ہنڈیا کے اوپر پالان رکھا ہوا ہے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیجئے کہ میری زرہ کے لئے آدمی بھیج کر اسے وصول فرمالیں نیز جب تو مدینہ شریف میں خلیفہ رسول ﷺ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو تو ان سے عرض کرنا کہ مجھ پر اتنا قرض ہے ۔اسے بھی اتارا جائے اور میرے غلاموں میں سے فلاں فلاں غلام آزاد ہیں میری اس وصیت کو نافذ کرتے ہوئے انہیں آزاد کر دیا جائے۔ وہ شخص حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام پہنچایا۔ آپ نے آدمی بھیج کر اس زرہ کو منگوایا اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درخواست پیش کی تو آپ نے ان کی وصیت کو نافذ فرما دیا حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ موت کے بعد کی ہوئی وصیت کا نفاذ سوائے اس کے میرے علم میں نہیں ہے۔

اقول! حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس خواب پر اعتماد کرتے ہوئے زرہ اس شخص سے

واپس لینا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ان کی وصیت کو نافذ فرمانا شہداء کرام کے علم وشعور اور ادراک واحساس اور آنے جانے والوں اور ان کے جملہ افعال کی معرفت پر اول دلیل اور روشن برہان ہے۔ الحمدللہ

نوٹ:۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ روایت مفصل طور پر تفسیر جمل اور خازن وغیرہ میں سورہ حجرات کی تفسیر میں زیر آیت ان الذین یغضون اصواتھم ۔ درج کی گئی ہے دیکھئے جمل جلد چہارم صفحہ ۱۷۶ اور خازن جلد چہارم صفحہ ۱۹۶، صفحہ ۱۹۷ (جلاء الصدور)

مختلف چار خوابوں کا ذکر:۔ قارئین کرام! کتاب ہذا تحریر کرتے وقت مجھے ایک کتاب عالم برزخ کے نام سے پڑھنے کا موقع ملا یہ کتاب دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب صاحب کی تحریر کردہ ہے یہ حوالہ جات اسی کتاب سے ہیں۔ عبارت قابل غور ہے جسمیں کافی مسائل کا حل ہے۔ قاری طیب صاحب کی تحریر کا سلسلہ یہاں سے لیکر صف 242 تک ہے۔

اہل برزخ کی جانب سے بعض امور کی بذریعہ خواب تصدیق:۔ پھر یہی نہیں کہ خواب کے ذریعے برزخی افراد کے احوال مقامات ہی دنیا والوں کو معلوم ہو جاتے بلکہ دنیا والوں کے جو احوال واقوال برزخ والوں کو پہنچتے ہیں اسی کی تصدیق بھی خوابوں کے ذریعہ ہو جاتی ہے کہ وہ احوال واقوال ان تک پہنچ چکے ہیں۔

1۔ شبیب بن شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میری والدہ نے مرتے وقت مجھے وصیت کی تھی کہ بیٹا جب تم مجھے دفن کر چکو تو میری قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہنا کہ اے ام شبیب کہو لا الہ الا اللہ ۔ چنانچہ اس وصیت کے مطابق والدہ کی قبر جب برابر ہو گئی تو میں نے قبر کے پاس کھڑے ہو کر وہ جملہ کہا کہ اے ام شبیب کہو لا الہ الا اللہ ۔ جب میں قبرستان

سے لوٹا تو رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میری والدہ ام شبیب کہہ رہی ہیں کہ بیٹا میں ہلاک ہو جانے کے قریب آچکی تھی۔ اگر تیرا لا الـہ الا اللہ کہنا اس کی روک تھام نہ کرتا۔ بلاشبہ تو نے میری وصیت یاد رکھی اور عمل کر دکھایا۔

2۔ ابن ابی الدنیا نے ذکر کیا ہے کہ ایوب ابن عینیہ کی بیوی تماضر بنت سہل کہتی ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ابن عینیہ (اپنے دیور) کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میرے بھائی ایوب ابن عینیہ کو جزائے خیر دے کہ وہ بکثرت میری زیارت کو آتے رہتے ہیں اور آج بھی آئے تھے تو ایوب ابن عینیہ نے بیوی سے فرمایا کہ واقعی میں بکثرت بھائی کی قبر پر جاتا ہوں اور آج بھی وہیں تھا۔

3۔ حافظ ابن قیم صاحب نے ایک صالح شخص سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے ایک بھائی کا انتقال ہو گیا میں نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا گزری جب آپ قبر میں رکھے گئے تو کہا کہ بھائی ایک آنے والا میری طرف آگ کا شعلہ لیکر بڑھا اگر فلاں صاحب نے میرے لیے دعا مغفرت نہ کی ہوتی تو میں ہلاک ہو چکا ہوتا۔

بہر حال ان واقعات سے واضح ہے کہ دنیا والوں کی طرف سے برزخی لوگوں کے ساتھ جو نیک برتاؤ (دعا و ایصال ثواب کا) کیا جاتا ہے تو برزخ والے خواب ہی کے راستہ سے اس کی تصدیق کر دیتے ہیں اور دنیا والوں کو پتہ چل جاتا ہے کہ ان کا ہدیہ برزخ والوں تک پہنچ گیا ہے جو یقیناً ایک یقینی علم ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کا اپنا عمل تو خود کرنے والوں کو قطعی طور پر معلوم ہے اور یہ بھی ہے کہ انہوں نے وہ عمل اپنے فلاں میت ہی کے لیے کیا ہے اور وہی میت اس عمل کی خواب میں تصدیق کر دے کہ وہ مجھ تک پہنچ گیا ہے تو اس واقعہ اور خواب کے سچے ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔

<u>اہل برزخ کی اہل دنیا کو خواب میں ہدایات</u>:۔ پھر یہی نہیں کہ برزخ والے دنیا کے لوگوں کے کسی عمل کی اپنے تک پہنچنے کی تصدیق ہی کرتے ہیں بلکہ دنیا و برزخ کا رشتہ ایسا

قائم ہے کہ برزخ والے دنیا والوں کو واقعات کی نشاندہی کے ساتھ ان کے بارہ میں ہدایات بھی دیتے ہیں کہ تم ایسا کرو تا کہ ہمارا پیچھا بھی چھوٹ جائے اور تمہیں بھی یکسوئی اور تسلی ہو جائے۔

آئندہ واقعات کی خواب میں نشاندہی:۔حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے ابن قیم صاحب نے نقل کیا ہے کہ صعب ابن جثامہ اور عوف ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں صحابی ہیں اور ان میں باہمی بھائی چارہ تھا ایک دن صعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ بھائی ہم میں سے جو پہلے انتقال کر جائے تو اسے چاہیے کہ وہ مرنے کے بعد اپنے کو دکھلائے۔(تا کہ زندہ بھائی کو تسلی ہو جائے) عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا ایسا ممکن ہے؟ فرمایا ہاں ممکن ہے تو صعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ اور عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خواب میں دیکھا۔ گویا حسب وعدہ صعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کو دکھلایا۔

عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ صعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے تو میں نے کہا صعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھائی! انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا صعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم پر کیا گزری؟ فرمایا کہ میری مغفرت کر دی گئی۔ مگر کچھ تشویشات اور مشقتیں اٹھانے کے بعد۔

عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے صعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن میں سیاہ سے چیز بطور داغ دیکھی جو گلے کو گھیرے ہوئے ہے میں نے کہا بھائی جان یہ کیا ہے؟ فرمایا دس دینار گنی ہیں جو میں نے فلاں یہودی سے قرض لئے تھے اور ادائیگی رہ گئی تھی وہی اس وقت گلے کا ہار بنے ہوئے ہیں۔

انہیں تم جا کر یہودی کو ادا کر دو۔ اور فرمایا کہ میرے بھائی میرے اہل وعیال میں جو بات بھی پیش آتی ہے اس کی خبر مجھے فوراً ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ میرے گھر میں ایک بلی ابھی چند دن ہوئے مر گئی تھی تو مجھے اس کی بھی خبر مل گئی۔ اور ہاں تمہیں بتا دوں کہ چھ دن کے اندر اندر

میری ایک چھوٹی بچی انتقال کرنے والی ہے۔ تمہیں اس کے بارہ میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ میں نے دل میں کہا کہ ان امور میں تو بڑی نشاندہی ہے اور ان علامتوں سے تو صحیح واقعات کھل جائیں گے۔

خواب سے بیدار ہو کر ان باتوں کو دل میں لیے ہوئے میں صعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ان کی اہلیہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے مرحبا کہہ کر میری شکایت شروع کر دی۔ کہ کیا بھائیوں کے گزر جانے پر ان کے اہل وعیال کو یوں ہی بھلا دیا جاتا ہے جیسے تم نے بھلا دیا کہ آج صعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انتقال کیے ہوئے کئی دن گزر گئے اور تم نے آ کر ہم پسماندگان کی خبر تک نہ لی۔

میں نے کچھ اعذار بیان کر دیئے جیسے اس قسم کے مواقع پر کر دیئے جاتے ہیں۔ میں یہ عذر بیان کر رہا تھا کہ میری نظر اس سینگ پر پڑی جسکا نشان صعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیا تھا۔ میں نے اس سینگ کو کھونٹی سے اتار کر الٹا تو اس میں سے ایک تھیلی برآمد ہوئی جس میں دس دینار تھے۔ میں انہیں لیکر اس نام بردہ اور نشان دادہ یہودی کے پاس پہنچا۔ اور کہا کہ کیا صعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تمہارا کوئی قرض آتا ہے؟ یہودی نے دردناک لہجہ میں کہا کہ اللہ صعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم کرے وہ اصحاب رسول ﷺ میں سے تھے۔ بڑے پاک اور سچے تھے۔ میرا ان پر کچھ آتا بھی ہے تو میں لینا نہیں چاہتا بلکہ معاف کرتا ہوں ۔ میں نے کہا نہیں ہرگز نہیں تجھے بتانا پڑے گا کہ تیرا ان کے ذمہ کیا چاہیے تھا؟ تب اس نے کہا کہ دس درہم میں نے انہیں قرض دیئے تھے۔ میں نے اسی وقت وہ سینگ والے دس درہم اسکی طرف پھینکے کہ سنبھال لے۔ یہودی نے کہا خدا کی قسم یہ دس درہم بعینہ وہی ہیں جو میں نے انہیں دیئے تھے۔ (معلوم ہوتا ہے کہ استعمال میں ہی نہیں آئے) تو میں نے دل میں کہا کہ صعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بتلائی ایک بات تو پوری ہوئی اور حقیقت واقعہ نکلی۔

پھر میں صعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ سے پوچھا کہ صعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کے

بعد کیا تمہارے گھر میں کوئی حادثہ پیش آیا؟ انہیں کچھ یاد نہ تھا میں نے کہا دھیان دو اور یاد کرو کوئی بات پیش آئی ہو۔ انہوں نے کہا کہ ایک بات تو ہوئی کہ ابھی چار دن ہوئے ایک بلی مر گئی تھی۔ میں نے دل میں کہا کہ مصعب[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری بات کی بھی تصدیق ہو گئی۔ پھر میں نے کہا کہ وہ ہماری بھتیجی (مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھوٹی بچی) کہاں ہے؟ کہا کھیل رہی ہے وہ میرے پاس لائی گئی تو میں نے دیکھا کہ اسے بخار چڑھا ہوا تھا۔ میں نے کہا ذرا اس کی خبر گیری رکھنا یہاں تک کہ ٹھیک چھٹے دن اس کا انتقال ہو گیا تو میں نے دل میں کہا کہ یہ بات بھی پوری اتری۔

بہرحال اس سے واضح ہوا کہ برزخ والے خواب میں نہ صرف اپنے احوال و مقامات ہی بتلا دیتے ہیں بلکہ دنیا والوں کے احوال کی نشاندہی کر کے ان کی تصدیق کے ساتھ انکا اپنے تک پہنچنا بھی بیان کر دیتے ہیں اور نہ صرف بیان واقعات ہی کر دیتے ہیں بلکہ ان کے سلسلہ میں ہدایات بھی دے دیتے ہیں کہ ایسا کیا جائے اور یہ سب باتیں حقیقتہ واقع ثابت ہوتے ہیں۔ (عالم برزخ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اگر تم مجھ سے پہلے مرو تو مجھ سے پہلے خبر دینا کہ وہاں کیا پیش آیا اور اگر میں تم سے پہلے مروں گا تو میں تمہیں خبر دوں گا۔ (کتاب الادب)

حضرت حذیفہؓ شاہ عراق اور مفتی اعظم عراق کے خواب میں

صداقت قرآن کریم پر نا قابل انکار حقیقت ایک چشم دید ایمان افروز واقعہ۔ قصبہ سلمان پاک جو بغداد سے ۴۰ میل کے فاصلہ ہے زمانہ قدیم میں جسکا نام مدائن تھا جہاں اکثر صحابہ کرام گورنری کے عہدے پر فائز رہے۔ یہاں ایک شاندار مقبرے میں حضرت سلمان فارسی مشہور صحابی مدفون ہیں اور آپ کے گنبد مزار سے متصل نبی آخر الزمان کے دو صحابہ حضرت حذیفہ بن الیمان اور حضرت جابر بن عبداللہ کے مزارات ہیں ان دونوں صحابہ رسول

[1] ۔ (از قلم قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند)

ﷺ کے مزارات پہلے سلمان پاک سے دو فرلانگ کے فاصلہ پر ایک غیر آباد جگہ پر تھے اور
ہوا یہ کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں ملک شاہ فیصل اول شاہ عراق سے
فرمایا کہ ہم دونوں کو موجودہ مزاروں سے منتقل کر کے دریا دجلہ سے تھوڑے سے فاصلہ پر
دفن کر دیا جائے۔ اس لئے کہ میرے مزار میں پانی اور حضرت جابر کے مزار میں نمی شروع ہو
گئی ہے یہ خواب مسلسل دو راتوں میں شاہ دیکھتا رہا شاید بے پرواہی یا انہماک امور سلطنت
کے باعث بھول گیا تیسری شب حضرت موصوف نے عراق کے مفتی اعظم کو خواب میں یہی
ہدایت فرمائی کہ ہم دو راتوں سے شاہ کو کہہ رہے ہیں لیکن اسنے اب تک اسکا کوئی انتظام نہیں
کیا اب تمہارا کام ہے کہ اس کو متوجہ کر کے اسکا فوری بندوبست کراؤ چنانچہ اگلے روز صبح صبح
ہی مفتی اعظم نوری السعید پاشا وزیر اعظم کو ہمراہ لئے بادشاہ سے ملے اور اس سے اپنا خواب
بیان کیا شاہ نے کہا میں بھی دو راتوں سے یہ خواب دیکھ رہا ہوں۔ آخر کار کافی غور و مشورہ
کے بعد شاہ نے مفتی اعظم سے کہا آپ مزارات کھولنے کا فتوی دے دیں اسکی تعمیل کے لئے
تیار ہوں جب مفتی اعظم نے مزارات کھولنے اور نعشوں کو منتقل کرنے کا فتوی دے دیا تو یہ
فتوی اور شاہی اعلان اخباروں میں شائع کر دیئے گئے کہ بروز عید قربان بعد نماز ظہر ان
دونوں اصحاب رسول کے مزارات کھولے جائیں گے۔

اخبارات میں یہ اعلان شائع ہونا تھا کہ تمام دنیائے اسلام میں یہ خبر بجلی کی طرح پھیل گئی
۔ رائٹر اور دوسری خبر رساں ایجنسیوں نے اس خبر کو تمام دنیا میں پہنچا دیا حسن اتفاق دیکھیئے کہ
ان دنوں موسم حج ہونے کے باعث تمام دنیا کے مسلمان حج کے لیے حرمین شریفین میں جمع
تھے جب انہیں یہ معلوم ہوا تو انہوں نے شاہ عراق سے یہ خواہش ظاہر کی کہ مزارات حج کے
چند روز بعد کھولے جائیں تاکہ وہ بھی شرکت کر سکیں اسی طرح
حجاز، مصر، شام، لبنان، فلسطین، ترکی، ایران، بلغاریہ، افریقہ، روس اور ہندوستان وغیرہ
کے ملکوں نے شاہ عراق کے نام بے شمار درخواستیں بھیجیں کہ ہم بھی جنازہ میں شریک ہونا

چندروز بعد کھولے جائیں تاکہ وہ بھی شرکت کر سکیں اسی طرح حجاز، مصر، شام، لبنان، فلسطین، ترکی، ایران، بلغاریہ، افریقہ، روس اور ہندوستان وغیرہ کے ملکوں نے شاہ عراق کے نام بے شمار درخواستیں بھیجیں کہ ہم بھی جنازہ میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ مہربانی فرما کر مقررہ تاریخ چند دن بڑھا دیجائے چنانچہ دنیا کے مسلمانوں کی خواہش پر دوسرا فرمان جاری کر دیا گیا کہ اب یہ رسم حج کے دس دن بعد ادا کی جائے گی اور اس کے ساتھ ہی خواب میں ان مزارات کی عجلت کی تاکید کے پیش نظر احتیاطی تدابیر بھی کی گئیں کہ پانی مزارات کے قریب نہ آئے آخرکار وہ دن بھی آگیا جسکی آرزو میں لوگ جوق در جوق سلمان پاک میں جمع ہو گئے۔ دوشنبہ کا دن تھا بارہ بجے دن کے بعد لاکھوں انسانوں کی موجودگی میں مزارات کھولے گئے تو معلوم ہوا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار میں پانی آچکا ہے اور حضرت جابر کے مزار میں نمی پیدا ہو چلی تھی۔ حالانکہ دریائے دجلہ وہاں سے دو فرلانگ دور تھا آخرکار انکی نعشوں کو نکالا گیا ان کی نعشوں کو کرین کے ذریعہ اٹھایا گیا اور خود بخود سٹریچر پر آگئیں اب کرین سے سٹریچر کو علیحدہ کر کے ہز میجسٹی شاہ فیصل مفتی اعظم عراق اور وزیر مختار جمہوریہ ترکی اور پرنس فاروق ولی عہد مصر نے کندھا دیا اور ایک شیشے[1] کے صندوق میں رکھ دیا دونوں نعشوں مبارک کے کفن حتی کہ ریش مبارک کے بال تک صحیح سلامت حالت تھے۔ نعشوں کو دیکھ کر یہ اندازہ ہرگز نہیں ہوتا تھا کہ یہ نعشیں تیرہ سو سال سے قبل کی ہیں۔ گمان یہ ہوتا تھا کہ شاید انہیں رحلت کئے ہوئے دو تین گھنٹے سے زائد وقت نہیں گزرا سب سے عجیب بات یہ تھی کہ دونوں کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ان میں اتنی پراسرار چمک تھی کہ انہوں نے چاہا کہ آنکھوں میں آنکھ ڈال کر دیکھیں لیکن ان کی نظریں اس چمک کے سامنے ٹھہرتی نہیں تھیں بڑے بڑے ڈاکٹر یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے ایک جرمن ماہر

۱۔ حالانکہ حضرت حذیفہؓ کا وصال ۳۶ھ اور حضرت جابر بن عبداللہؓ کا وصال ۷۴ھ میں ہوا تھا مزارات کی منتقلی کا سفر ہجوم کی وجہ سے چار گھنٹے میں طے ہوا جب یہ جنازے نئے مزارات کے قریب حضرت سلمان فارسیؓ کے مزار کے پاس پہنچے۔ تو عراقی بحریہ، فضائیہ اور بری افواج نے گارڈ آف آنرز پیش کیا۔

چشم جو بین الاقوامی شہرت کا مالک تھا اس تمام کاروائی میں بڑی دلچسپی لے رہا تھا اس نے جو یہ منظر دیکھا اتنا بے اختیار ہوا آگے بڑھ کر مفتی اعظم عراق کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ آپ کے مذہب اسلام اور بزرگی صحابہ کا اور کیا ثبوت ہونا چاہیے اور مفتی اعظم عراق کا ہاتھ پکڑتے ہی کہا لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس واقعہ کے بعد بغداد میں کھلبلی مچ گئی اور بے شمار یہودی اور نصرانی خاندان جوق در جوق مسجدوں میں قبول اسلام کے لئے آتے مسلمان ہو کر واپس جاتے رہے ان کی تعداد کا اندازہ لگانا آسان نہ تھا یہ کسی کتاب کا لکھا ہوا واقعہ نہیں ہے بلکہ اسلام کا چشم دیدہ معجزہ ہے یہ واقعہ ۱۹۳۲ء میں پیش آیا۔ (رسالہ تعلیم القرآن اگست ۱۹۶۴ء بنوائے وقت ۱۹۷۸۔۱۔۲۵)

اسی طرح ۲۱ جنوری ۱۹۷۸ء کا روزنامہ نوائے وقت لاہور لکھتا ہے۔ مسجد نبوی کی توسیع کے سلسلہ میں کی جانے والی کھدائی کے دوران حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسد مبارک جسکو دفن کئے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا۔ بالکل صحیح و سالم حالت میں برآمد ہوا۔ علاوہ ازیں سات صحابہ کرام کے جسد مبارک بھی اصل حالت میں پائے گئے جنہیں دوبارہ جنت البقیع کے قبرستان میں عزت واحترام کے ساتھ دفنا دیا گیا ۔جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جسم نہایت تروتازہ اور اصلی حالت میں تھے۔

امام مالک نے عبدالرحمٰن بن صعصعہ سے روایت کی ہے کہ اسے یہ اطلاع ملی ہے کہ عمرو بن الجموح اور عبداللہ بن جبیر انصاری کی قبر سیلاب سے کھد گئی۔ ان کی قبر گذرگاہ کے ساتھ ہی تھی یہ دونوں غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے اور انہیں ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا تھا انہیں دوسری جگہ دفن کرنے کی غرض سے نکالا گیا۔ دیکھا کہ ان میں کسی قسم کا تغیر واقع نہ ہوا تھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کل ہی فوت ہوئے ہیں اور اس وقت واقعہ احد کو چھیالیس سال گذر چکے تھے۔
علامہ بیہقی نے بیان کیا ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہر کظامہ جاری کرنے کا ارادہ

کیا تو اعلان کر دیا کہ جن لوگوں کے شہداء احد میں مدفون ہیں وہ حاضر ہوں لوگ نکل کر اپنے شہیدوں کے پاس آئے دیکھا تو ان کے جسم تر و تازہ ہیں اور اعضاء جدھر چاہو مڑ سکتے ہیں ان میں سے ایک (حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاؤں کو کدال لگی جسکی وجہ سے خون نکلنا شروع ہو گیا۔ تو اس میں سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو اس حالت میں پایا گیا کہ ان کا ہاتھ زخم پر رکھا تھا ۔جب ہاتھ کو اٹھایا گیا تو خون بہنے لگا ہاتھ کو اپنی جگہ لوٹا دیا گیا تو خون تھم گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو قبر میں دیکھا تو معلوم ہو رہا تھا کہ وہ سو رہے ہیں اور ان کا کفن اسی طرح تھا جس طرح ان کو کفنایا گیا تھا۔ حالانکہ چھیالیس سال گذر چکے تھے۔ (حیات جاوداں)

ان ایمان افروز واقعات کو تحریر کرنے کے بعد اجازت چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے کتاب ہذا کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم و تب علينا انك انت التواب الرحيم اللهم اغفرلنا قبل الموت وارحمنا عند الموت ولا تعذبنا بعد الموت. ولا تحاسبنا يوم القيمة انك علىٰ كل شيی قدير۔

دعاؤں کا طالب رضا محمد شاہ

بمقام خاص ترگ تحصیل عیسیٰ خیل میانوالی

حال وانڈھی آرائیانوالی ڈاکخانہ وضلع میانوالی

